بعون الملک الوہاب

صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان

مع

ارشاد العنود الی طریق ادب عمل المولود

مطبع مصطفائی بمبئی

فہرست صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان

صفحہ	مضمون
۲	خطبہ کتاب
۶	کیفیت رسالہ غایۃ الکلام مولوی بشیر الدین قنوجی
۷	کلمات نامہذب بنسبت مولوی کرامت علی صاحب جونپوری اور اوسکا جواب
۸	اغلاط رسالہ قلب الاطمینان
۹	محبت کی حد و رسم و غایت و ذکر اختصاص محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہل سنت وجماعت
۱۴	اثبات نفی محبت بفرقۂ وہابیان
۱۸	ذکر ہیئت مخصوصہ مجلس مولود
۱۹	ترک فرائض سے مسلمان کافر نہیں ہوجاتا
۲۰	تحقیق بدعت
۲۱	مجلس مولود قرن اول میں پائی گئی
۲۳	ذکر قیام تعظیمی
۳۲	الیوم اکملت لکم دینکم کے معنی
۳۳	یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے معنی

صفحہ	مضمون
۳۸	ذکر سلطان مظفر الدین اربلی
۴۶	ذکر سماع و رقص
۴۸	ذکر ابو الخطاب عمر بن دحیہ
۵۴	ذکر منکرین مجلس میلاد
۵۹	اسمای مجوزین مجلس میلاد
۶۱	توجیہ قیام تعظیمی مجلس میلاد وجواب منکرین قیام
۶۳	تعریف وہابی بزعم وہابیان
۶۴	مراد لفظ بدعت
۶۵	ذکر احداث فرقۂ وہابیہ ابن تیمیہ
۶۷	ذکر عبد الوہاب نجدی
〃	ذکر عبد العزیز بن عبد الوہاب
〃	ذکر سعود بن عبد العزیز بن عبد الوہاب
〃	خط سعود بنام قیصر روم
۶۸	وھابیون کا تسلط مکے و مدینے پر

صفحه	مضمون
۶۸	محمد علی بادشاہ مصر نے وہابیون کے کان کاٹ کے تین تھیلیان کان کی قسطنطنیہ کو روانہ کین اور ذکر تسخیر مکہ و مدینہ و ہزیمت وہابیان
״	ذکر عبد اللہ بن سعود بن عبد العزیز بن عبد الوہاب
۶۹	عبد الوہاب کے بیٹے کی لڑائی
״	ذکر وہابیان ہند
״	ذکر تعزیر سراج الدین وہابی ساکن اجمیر و عبد اللہ وہابی ساکن صفی پور
۷۰	ذکر مقدمہ مولوی عبد الرحمن و مفتی محمد مراد ساکن بنگالہ و عبد اللطیف لکھنوی و شیخ محمد
۷۲	عقائد وہابیہ و حکم تعزیر اخراج نسبت شان
״	پہلا عقیدہ خدا تعالی کی شان ہی کہ اگر چاہے تو کروڑون محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کرے
۷۳	دوسرا عقیدہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت وجاہت و محبت نہین کر سکتے
۷۴	قصہ حسین شاہ

صفحه	مضمون
۷۶	تیسرا عقیدہ توسل و استعانت آنحضر[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے شرک ہی
۷۹	چوتھا عقیدہ مقابر شہدای اصحاب[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا کھودنا جائز ہی
۸۱	پانچوان عقیدہ جو مساجد اصحاب شہدا[illegible] جوار مین واقع ہین انکو مساجد کا حکم نہین[illegible] قابل کھودنے کے ہین
۸۲	چھٹا عقیدہ جمعہ کے دن و رات [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود [illegible] بدعت ضلالت ہی
۸۴	ساتوان عقیدہ کتاب دلائل الخیرات جلانا چاہیے
۸۷	آٹھوان عقیدہ حجرہ رسول مقبول صل[illegible] علیہ وسلم قابل انہدام ہی
״	نوان عقیدہ چھ سو برس سے لوگ گمراہ ہین
۸۹	دسوان عقیدہ جو شخص وہابیون کے منقو[illegible] کی تصدیق نکرے وہ کافر ہی

صفحہ	مضمون
۸۹	وہابیون کے اضلال کی وجوہ
۹۰	درود وسلام کی بحث
۹۶	آیت کی تحریف
۹۷	عمل حرمین کا بیان
۱۰۷	تاج الدین فاکہانی کے انکار کا جواب
۱۰۸	جعفر برزنجی کا ذکر
۱۰۹	ذکر علمای مجوزین قیام
۱۱۱	صاحب قلب الاطمینان کا ایک جاہل سے مناظرہ
۱۱۳	ایمان کی شرط وہابیون مین نہین پائی جاتی
۱۱۵	ابولہب کا قصہ
۱۲۱	اعظم گڑہ مین مولوی کرامت علیصاحب کا مناظرہ
۱۲۵	دورہ ماہ وسال کا لحاظ شرعاً وعرفاً ہی
۱۲۶	بخاری کا اعتراض اور اوسکا جواب

صفحہ	مضمون
۱۲۷	غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی تصنیف ہی یا نہین اور اصحاب امام اعظم رح کیطرف نسبت مرجیہ صحیح ہی یا نہین
۱۲۸	منخول محمود معتزلی کی تصنیف ہی پھر منخول کی عبارت کا جواب
۱۳۰	مولوی نذیر حسین کی معیار الحق کا جواب
۱۴۳	دراسات اللبیب کا جواب
۱۴۵	مولوی ولایت علی عظیم آبادی کے رسالہ کا جواب
۱۴۸	سفر السعادت کا ذکر
۱۴۹	مولوی محمد علیصاحب کا مدرسہ سے اخراج
۱۵۳	فضل جزئی مناقض فضل کلی نہین ہوسکتا
۱۵۶	ذکر بالجہر بدعت نہین ہی بلکہ مستحب ہی
۱۵۸	جناب امیر سے اور حضرت حسن بصری سے ملاقات

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

بتوفیق خدای زمین و آسمان آمر کن مکان کتاب مستطاب

قلب الاطمینان
بیان عشق
۱۲۹۳
ضیائیۃ الاذہان

من تصنیف فاضل ذیشان مستند اہل زمان محمد ... منصب شناس

بفرمایش وحید آوان جناب حکیم محمد عبد القدوس سلمہ اللہ المنان

مطبع مصطفائی طبع
دکان مصطفٰی محمد خان ۱۲۹۳ طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خلاق زمین و آسمان
لکھ سکے یہ ہاتھ مین طاقت کہان

آدمی کو خاک سے پیدا کیا
قطرۂ ناپاک کو دریا کیا

عقل سے اوسکو کیا پھر سرفراز
سارے حیوانون پہ بخشا امتیاز

عقل سے انسان کو عزت ملی
عقل سے انسان کو دولت ملی

عقل کا اوسنے کیا جب اعتبار
ہوگیا تکلیف شرعی پر مدار

پھر ہدایت کے لیے بھیجے رسول
تا نہو گمراہ کوئی بوالفضول

انبیاء ماسبق جب ہوچکے
مظہر خاص خدا پیدا ہوے

کیا نبوت کا وہ نکلا آفتاب
کفر کی شب کی گئی سب آب و تاب

تیرہ دل جتنے تھے وہ روشن دل ہوے
سینہ ہو دل نور کی منزل ہوے

اونکی کیا تعریف ہو انسان سے
وصف اونکا ہی عیان قرآن سے

لامحالہ ہین سشر دنیا و دین
رحمت عالم شفیع المذنبین

آج دنیا مین وسیلہ آپ ہین
کل جو عقبی مین وسیلہ آپ ہین

شان پاک اونکی جو ہی از بس رفیع
کیون نہ وہ محشر مین ہون میرے شفیع

رحم میرے حال پر فرمائین گے
سب گناہون کو میرے بخشائین گے

وہ شفاعت کے لیے ماذون ہین
منکرین اس قول کے مجنون ہین

ہمتون کے آپ ہی ہین دادرس
ہم گنہ گارون کے ہین فریادرس

آپ کا دامن ہمارا ہاتھہ ہی
مقتدی کو مقتدا کا ساتھہ ہی

حقتعالی کے ہین وہ مقبول خاص
دونو عالم مین ہی اونکو اختصاص

اونکا عالم مین جو ہمسایہ نہ تھا
جسم کا اونکے کہین سایہ نہ تھا

نور سے تھے وہ نور کے سایہ کہان
جب یہ پایہ ہو تو ہمپایہ کہان

نور کا جو جسم ہو یون صاف و پاک
ملکے مٹی مین وہ ہو کسطرح خاک

جب کیا خالق نے ختم المرسلین
مثل اونکا خلق مین ممکن نہین

اسمین جو شک لائے وہ گمراہ ہی
احمد مرسل کا وہ بدخواہ ہی

ختم ہی اونپر نبوت کی کتاب
اب نہوویگا کبھی اونکا جواب

جو کہے ممکن ہی ایسا ہی رسول
تم سمجھہ لو اوسکو وہ ہی بوالفضول

ہین وہ محبوب خداے دوجہان
مرتبے اونکے کہان اور ہم کہان

الغرض کیا وصف ہمسے ہو سکے
بعد خالق کے ہین اونکے مرتبے

مرتبہ جنکا کہ ہو بعد از خدا
اونکو وہابی کہین بھائی بڑا

چھوٹے بھائی بنتے ہین جو بے ادب
یہ غضب ہی یہ غضب ہی یہ غضب

کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد
کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

همسری با انبیا برداشتند ‏/ اولیا را همچو خود پنداشتند

گفت اینک ما بشر ایشان بشر ‏/ ما و ایشان بستهٔ خوابیم و خور

این ندانستند ایشان از عمی ‏/ هست فرقی درمیان بی‌انتها

هر که گستاخی کند در راه دوست ‏/ رهزن مردان شد و نامرد اوست

بی ادب خود را نه تنها داشت بد ‏/ بلکه آتش در همه آفاق زد

السلام ای مقتدای سروران ‏/ السلام ای خاتم پیغمبران

السلام ای باعث احیاء خلق ‏/ السلام ای باعث بنیاد خلق

السلام ای جان جانان السلام ‏/ السلام ای مہربانان السلام

السلام ای دو جہان کے بادشاہ ‏/ السلام ای دادخواہوں کے پناہ

آل اور اصحاب پر بھی ہو سلام ‏/ عن عبید عاجز خاطی غلام

امّا بعد مخفی نہ ہے کہ اس زمانہ پرشور میں بعض حضرات کا عجب حال ہے بہ پاس الناس علی دین ملوکہم کے حصن حصین اسلام میں رخنہ اندازی کا خیال ہے کسیکو آسمان و فرشتہ و شیطان و عذاب قبر وغیرہ کا انکار ہے امور اختراعیہ وہمیہ پر جن کا منشا انتزاع خارج میں پایا نہیں جاتا حضرت کے مذہب کا مدار ہے جاکٹ پتلون پہن کر کھڑے پیشاب کرنے کا دستور ہے حاضری میں میز پر مڑوڑی مرغی کا ہونا اور کھانا ضروری ہے اگرچہ معاصرین آیات و احادیث کا ترجمہ بلکہ ہندی کی چندی کرکے بہت کچھ سمجھاتے ہیں لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی سے کب باز آتے ہیں ؎

کب کسی کی وہ بات مانتے ہیں ‏/ بھائی سید بھی کچھ دیوانے ہیں

بعضوں نے اوپر بھی حاشیہ چڑھایا انعقاد مجلس میلاد کو بدعت ٹھہرایا اس لحاظ سے کہ اودھر کوچہ و بازار میں مخلوق کی خالقیت و حادث کی قدم کا اظہار ہے منقصت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح اصرار ہے اور مومنین صادقین تقویت ایمان کے لیے

یہ مجلس ٹھہراتے ہین اوسمین ذکر ولادت باسعادت وحلیہ حلبیہ ورضاع ومحامد جمیلہ ومحاسن جلیلہ ومعجزات باہرات قرآن مجید واحادیث صحیحہ سے ذکر کیے جاتے ہین جب یہ ذکر خلاف شرع بلکہ بدعت مذمومہ قرار پائیگا تو کوئی شخص ایسے مجمع عام مین آپکی محامد پر نلائیگا رفتہ رفتہ اپنے دل کا مدعا بر آئیگا بعضے تقلید کے انکار پر اڑے ہین نحن رجال وہم رجال کے پردے انکھون پر پڑے ہین آیات واحادیث کے ترجمے اور اوسکے اقسام تک معلوم نہین پر اپنے محدثی کا اظہار ہی ایمۂ اربعہ کی جہالت پر نہایت اصرار ہی کبھی مقلدین کو بدعتی ٹھہراتے ہین کبھی فرط عنایت سے مشرک کا کلمہ زبان پر لاتے ہین اس لیے کہ جب زمرۂ مقلدین بدعتی ومشرک قرار پائیگا تو یہ مجمع کہ فی زماننا یہی بانی اور موسس اسکے ہین لامحالہ درہم وبرہم ہو جائیگا پھر جب بعد چند مدت اچھی طرح غفلت طاری ہوگی جو کلمہ پڑھایا جائیگا بلا تکلف سبکی زبان پر آجائیگا یہ نہ سمجھے کہ دنیا سرای فانی ہی دنیا کے لیے دین فروشی محض نادانی ہی ۵

مکن بکوشش دنیا بسند چون جاروب	کہ نیست حاصل روی زمین بجز خاشاک

چنانچہ انہون نے رسالۂ قلب الاطمینان کہ قابلیت اخوند صاحب کی نام سے ظاہر ہی ہمارے ملاحظے مین در آیا ہمنے از سرتا پا بجز تمویہات کے اوسمین کچھ نہ پایا صاحب رسالہ نے اس مجلس کے مجوزین اور ایمۂ مقلدین کے سامنے کھڑے ہوکے کیا کیا تالیان بجائی ہین اور بے نقط گالیان سنائی ہین مگر ہم اسکا بھی برا نہین مانتے ۵

دشنام ہی کے وہ ترش ابرو ہزار دے	یان وہ نشا نہین جسے ترشی اتار دے

یہ نہ سمجھے کہ اکابر محدثین مجوزین مجلس میلاد ہین اونکے دلائل قویہ کے سامنے منکرین کی ابنیۂ حجج محض بے ثبات وبے بنیاد ہین ۵

بیس التکحل بالعینین کالکحل[x] اور جمہور فضلاء عظام وجم غفیر علمای کرام تقلید فرماتے ہین باوصف ہمہ دانی سر استقلال نہین اوٹھاتے ہین ۵

پری نهفته رخ و دیو در کرشمه و ناز ۔ بسوخت عقل ز حیرت که این چه بوالعجبی ست

اس صورت مین ہمنے یہ مناسب سمجھا کہ قلب الاطمینان کا جواب باصواب لکھا جاوے اور نام اوسکا **صیانة الایمان عن قلب الاطمینان** رکھا جاوے اور اوسمین بلا زبان حضرت کے تمام مغالطے مذکور ہون تا اہل سنت وجماعت کے قلوب سے شک و شبہے دور ہون مگر حتی الوسع بابن وسازیون کے پاداش مین صرف ہدایت و تنبیہ کیجاتی گالی کے عوض گالی نہ دیجاتی ہے

گر هیچ نیست در سخن من عجب مدار ۔ حیف آیدم که زهر در آب بقا کنم

اسپر بھی اگر کوئی کلمہ طبع نازک پر گران ہو تو ہم معترف بخطا و تقصیروار ہین اور بلا زبان حضرت بہر نوع مختار ہین ہر ظلم عوض وارد گلہ ندارد جو کچھ چاہیے اوسپر عتاب فرمائیے یا گالیان دیجیے مونہہ چڑھائیے

دشنام دو کہ بوسہ خوشی پر ہی آپکی ۔ رکھتے فقیر کام نہین رد و کد سے ہین
دل کے ورق پہ ثبت ہین صد مہر داغ عشق ۔ ہم کرتے ذوق عشق کا دعوی سند سے ہین

جاننا چاہیے کہ یہ رسالہ قلب الاطمینان اصل مین مولوی بشیر الدین قنوجی کے غائط الکلام کا عصارہ ہی اور مولوی صاحب کا اپنی تصانیف مین عموماً و غائط الکلام مین خصوصاً یہ التزام ہے کہ کبھی کتابون سے تھوڑی سی عبارت نقل کرتے ہین اور ماسبق یا مالحق کی عبارت جو خلاف مدعا ہوتی ہی اوسے چھوڑتے ہین کبھی کسی مطلب کو نقل کرتے ہین مگر اوسکا جواب یا اوسکی غلطی جو کسی عالم نے لکھی ہی اوس سے مطلق تعرض نہین کرتے کبھی جھوٹھہ موٹھہ کسی مضمون کا حوالہ کسی کتاب کیطرف کرتے ہین کبھی دیدہ و دانستہ کسی امر کا انکار کرتے ہین کبھی فرضی نام گھڑکے اونکی طرف کسی تصنیف کی نسبت کرتے ہین کبھی غیر مستند کو مستند ٹھہراتے ہین کبھی اکابر محدثین کو خاطی بتاتے ہین کبھی اونکے قول کی تصدیق ہوتی ہی کبھی اونکے کلام کی تکذیب ہوتی ہی کبھی قرآن کے معنی من مانے کرتے ہین کبھی احادیث کے ایسے معنی گھڑتے ہین جو جمہور محدثین کے خلاف ہوتے ہین اور متن حدیث بھی اوسکی آبی ہوتی ہی پھر صاحب رسالہ اپنے حسن عقیدت اور بھونڈی تقلید کے بدولت اوس

کتاب کے ترجمے سے ایسے مغلطی کی دلدل مین پھنسے ہین کہ نکالے نہین نکلتے اگرچہ ہمنے بلحاظ اختصار کے ہرجگہ مغلطی پر تنبیہ نہین کی اور صاحب خائط الکلام کو اپنا مخاطب نہین بنایا لیکن ناظرین بابصر بناے فساد واصل مخاطب کو بخوبی پہچان سکتے ہین مزہ یہ ہی کہ صاحب رسالہ نے سوا اسکے اپنی آپج سے جا بجا ایسے لوگونکے کلام بطور استناد نقل کیے ہین جنھین عوام بھی زمرۂ خواص سے نہین سمجھتے اور اگر احیانا آیت یا حدیث لکھی ہی تو اوسمین کچھہ نہ کچھہ تحریف کی ہی اور یہ بھی نہ سمجھے کہ کیا بے موقع استناد ہی مذکور کیا ہی اور آیت وحدیث کا کیا مفاد ہی حقانیت کی یہ کیفیت ہی کہ باوجودیکہ خود بدولت خواجہ احمد حسینی کے مرید ہین مولوی کرامت علی مرحوم کو ہدف سہام وشنام بنایا انکی نسبت متلون الکون الخفیف الحرکات جاہل خام خیال غلط فہم نافہم ناداں بے علم حسدی خبطی برزبان تسبیح ودردل گاؤخر دروغگو مسرف بیہودہ دریدہ دہن ناخلف حریا مدلس بددیانت جعلیا مفسد جھوٹا دغاباز بدعتی رافضی دجال ارشاد فرمایا حالانکہ مولویصاحب موصوف خلیفۂ خاص سید احمد صاحب بریلوی کے اور ہند مین اعاظم نامی علماے گرامی سے تھے ۵

بزرگش نہ خوانند اہل خرد	کہ نام بزرگان بزشتی برد
ہم کیا کہین تمسے یار کیسے تم ہو ۵	تم آپ ہی جانتے ہو جیسے تم ہو
جاہل مفسد کبھی کسیکو نہ کہو	تا کوئی نہ یہ کہے کہ ایسے تم ہو

محاورہ دانی کا دماغ عرش برین پر جھولتا ہی مولویصاحب کی ایک ایک عبارت پر اٹکتے ہین اور خود قدم قدم پر ٹھوکرین کھاکر مونہہ کے بھل گرتے ہین ایک مقام پر اطمینان القلوب مین جسکا جواب مدعوی قلب الاطمینان ہی مولوی صاحب مرحوم نے لکھا ہی جناب نظام الدین اولیا وہان بطور جرح فی العبارة ارشاد ہوتا ہی کہ رکاکت اسکی ظاہر ہی کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا نہ تھے ولی تھے اور دانستہ یہ نہ سمجھے کہ یہ ترکیب توصیفی مولویصاحب مرحوم کیطرف سے نہین ہی بلکہ حضرت شیخ نظام الدین خود معروف

بشیخ نظام الدین ولیا تھے اور علمیت وجمعیت مین تضاد نہین سجھکر بلحاظ اجتماع کمالات
کے اولیا لکھا تو کیا برا کیا یہان اعتبار حقیقت جمعیت وعلمیت بوجہ احسن ممکن ہی نجم الائمہ
محمد بن حسن استرآبادی شرح کافیہ مین فرماتے ہین فان قیل الیس بین الجمعیۃ والعلمیۃ تضاد کما
یذکر المصنف بعد تف والوصف والعلمیۃ والجواب انہما لیسا بمتضادین فی یصح اعتبار حقیقۃ الجمعیۃ
مع العلمیۃ تسمی جماعۃ معینۃ من الرجال بکرام مثلا فیکون معناہ ہذہ الجماعۃ بہذا اللفظ فیکون
معنے الجمعیۃ باقیا مولانا عبد الرحمن جامی نفحات الانس مین فرماتے ہین شیخ نظام الدین
ابو الدی دہلوی معروف بشیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ گوید کہ شخصے برای کہ مبلغ کثیر دران
نوشتہ بود گم کردہ پیش نظام الدین اولیا آمد وقصہ گم شدن برات را عرض رسانید
واظہار عجز واضطراب کرد شیخ یکدرم بوی داد کہ این احلوا بخر و بروح شیخ فرید الدین فرستان
بدہ چون آن شخص درم را بحلوا گرداد حلوا اگر قدری حلوا در کاغذ پیچیدہ بوی داد چون نیک نگاہ
کرد آن کاغذ گم شدہ وی بود قول الجمیل مین ہی ثم الخواجہ محمد باقی صحب خواجہ محمد امکنکی
صحب باہ مولانا محمد درویش صحب مولانا محمد زاہد صحب خواجہ عبد اللہ الاحرار
اور ظاہر ہی کہ حضرت عبد اللہ احرار نہ سکتے حر تھے فما ہو جوابکم فہو جوابنا ۵

بوے گل بھی تو نہ لائی تا قفس		جل ہوا ہوا ہی صیاد دیکھا تجھے	

اب چند فقرے خود حضرت کے بطور انموذج لکھے جاتے ہین پہلا فقرہ گویا حضرت
الزام عدم تبلیغ حکم خاص کا نکالتے ہین نکالنے کی جا پر دیتے ہین چاہیے دوسرا فقرہ
ایک کتاب مسمی بہ تنویر فی مولد السراج المنیر تصنیف کرکے پیش کیا شاہ اربل نے ہزار
دینار اوسکے صلہ مین بہ خیرہ دیا اسمین کیا کی جگہ کیے اور دیا کی جگہ دیے چاہیے تیسرا فقرہ
بلکہ ہم لوگونکو خود حضرت نے اس قیام مین منع فرمایا اسمین مین کی جگہ سے چاہیے
چوتھا فقرہ اس سے بڑھکر عمل وقیام مین قباحت شمول فرقہ مبتدعین کلاب اہل النار
مین ہی جاتا چاہیے کہ قیام بھی عمل ہی پانچوان فقرہ یون ارقام فرماتے ہین یہ مصدر

غلط ہی ارقام فرماتے ہین کی جگہ تحریر فرماتے ہین یا لکھتے ہین چاہیے چھٹا فقرہ اور باقی باتین
قابل کہنے کے نہین ہی ہی کی جگہ ہین چاہیے ساتوان فقرہ وہ مصنف مصنف نامی مقبول ہی
ہی کی جگہ ہین چاہیے آٹھوان فقرہ اب ہدایہ وشرح وقایہ حواشی وشروح جو کتب دین ہی
سب سے منکر ہوے اسمین جو کتب دینیہ سے ہین چاہیے نوان حرف متلون الکوائف
کو الف کی جگہ کیفیات چاہیے دسوان فقرہ کہ خود مولانا صاحب ممدوح کو حال زیادتی
صاحب اطمینان القلوب کے ظاہر و معلوم ہو گئے لفظ حال مذکر ہی سے کی جگہ کا اور ہو گئے
کی جگہ ہو گیا چاہیے اور احتمال جمعیت کا خود باطل ہی کیونکہ زیادتی ایک حال ہی اور استعمال لفظ حال
بلکہ لفظ احوال کا جو ہو سکی جمع ہی ہر جا ہین بطور مفرد مسموع ہی مثیر صبا فرماتے ہین سه

اونکی رفتار سے دل کا عجب احوال ہوا — نہ گیا پس گیا مٹی ہوا پامال ہوا

غرض اسی پر تمام کتاب کو تصور فرمائیے — سه لفظ ہمیشہ ہین سب انشا غلط الا غلط
قلب اطمینان ہی واللہ ستار یا غلط — اور ہمارا اسکے جواب مین التزام ہی کہ

کسی کتاب غیر معتبر سے کوئی قول نقل نہین کرتے مگر وہ کتاب کہ قائل اوسکا مخالفین
کے نزدیک مسلم ہی مخالفین کی خطایای لفظیہ سے یکسر اعراض ہی اور انکے سرقات سے
دیدہ و دانستہ اغماض ہی وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل +

قال الحمد للہ الذی شرح صدورنا ویسر لنا امورنا والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد الذی
بشر المتبعین المتسننین باجر باتہ شہید و انذر المخالفین المبتدعین بوعید شدید وعلی آلہ واہل بیتہ
الطیبین الطاہرین واصحابہ وخلفائہ الراشدین المہدیین اما بعد پس کہتا ہی محمد القاضی بدری
حفظہ اللہ عن الشر المعنوی والصوری کہ محبت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر مومن کو
ضرور چاہیے **اقول** جاننا چاہیے کہ محبت کے لیے حد و رسوم متعددہ ہین حد جس سے حقیقت
و کنہ محبت کی معلوم ہو میل النفس الی الموافق ہی اور اسکے لیے اسباب و علامات و ثمرات
ہین کہ بلحاظ اونکے رسوم متعددہ ہوئین اور ظاہر ہی کہ سبب اسکا کبھی استلذاذ بادراک

حواس ظاہرہ ہوتا ہی اور کبھی استلذاذ بادراک حاسۂ عقل وقلب کہ یہ معانی باطنۂ شریفہ ولطیفہ کو
ادراک کرتے ہین اور کبھی احسان وانعام اس تقدیر پر تعریف محبت کی یہ ہوئی المیل
لحب الصورۃ الجمیلۃ اولوجود احسان وانعام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مین
یہ سب اسباب بلاشبہہ متحقق ہین اسلیے کہ جمال صورت وکمال باطن وانعام عام آپ کا محل انکار
نہین پھر جب باسباب متذکرہ بالا محبت آپکی قلب مین ٹھہری تو اوسکو علامات سے
سمجھ لین گے اور اسباب وعلامات مین مابہ الامتیاز لم وان ہی اس منشا پر تعریف محبت کی
بعبارات مختلفہ یہ ہی محو من القلب ماسوی المحبوب وغض طرف المحب عما سوی المحبوب
وسکر لایصحو صاحبہ الا بمشاہدۃ محبوبہ ودوام الذکر للمحبوب وذکر المحبوب علی عدد الانفاس وایثار
المحبوب وغیرہ اور تفحص سے معلوم ہوتا ہی کہ عمدہ ترین علامات محبت سے اولا اقتدار
واستعمال سنت واتباع اقوال وافعال وامتثال اوامر واجتناب نواہی وتادب بآداب
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاء قاضی عیاض مین ہی واولہا الاقتدا بہ واستعمال
سنتہ واتباع اقوالہ وافعالہ وامتثال اوامرہ واجتناب نواہیہ والتادب بآدابہ فی
عسرہ ویسرہ ومنشطہ ومکرہہ مگر تم لوگون کو اقتدا واستعمال سنت کا کب خیال
ہی یہان تو علانیہ سنت بدعت مذمومہ ٹھہرائی جاتی ہی ہ

ہر غنچہ لب سے عشق کا اظہار ہی غلط	اس بحث صحیح کی تکرار ہی غلط
کرتے ہو مجھ سے راز کی باتین تم اسطرح	گویا کہ قول محرم اسرار ہی غلط

ثانیا کثرت ذکر ہی شفاء قاضی عیاض مین ہی ومن علامات محبۃ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کثرۃ ذکرہ لہ فمن احب شیئا اکثر ذکرہ محبین کی یہ پہچان ہی کہ وہ ہمیشہ محبوب کا ذکر
کیا کرتے ہین نہ اس ذکر کو ترک کرتے ہین نہ اس سے تھکتے ہین اور حکما کا اتفاق ہی کہ محبین اکثر
اپنے محبوب کا ذکر کیا کرتے ہین نہ اس ذکر کا کچھ عوض چاہتے ہین اور نہ اس سے
تھکتے ہین اور اگر اپنے محبوب کا ذکر ترک کرین تو اونکے عیش مین رخنہ پڑتا ہی محبوب کے

ذکر سے کوئی چیز اونھین پیاری نہین معلوم ہوتی اور اونکا یہ طور ہی کہ سوائی ذکر محبوب کے کسی چیز کی اونکو خواہش نہین ہوتی اور اونکے اوہام کو مقتضیات شہوات کیطرف توجہ نہین ہوتی کبھی انکو وجد ہوتا ہی نالہ کرتے ہین رنگ متغیر ہوجاتا ہی بدن سست ہوتا ہی رونگٹے کھڑے ہوتے ہین کبھی چیختے ہین کبھی روتے ہین کبھی نعرے مارتے ہین کبھی بیخود و سرگشتہ ہوتے ہین کبھی گر پڑتے ہین کبھی ولولۂ وجد اس مرتبے کو پونہچتا ہی کہ باعث ہلاکت کا ہوتا ہی شفای قاضی عیاض مین ہی وروی ان امرءة قالت لعایشہ رضی اللہ تعالی عنہا اکشفی لی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکشفتہ لہا فبکت حتی ماتت یعنی ایک عورت نے حضرت عایشۂ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیارت قبر مبارک سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی استدعا کی آپ نے حسب اوسکی استدعا کے قبر مبارک کو کھولدیا وہ فرط محبت سے روتے روتے مرگئی سبحان اللہ بیان یہ ولولہ و سوز و گداز اودھر اس قدر انکار کی رسی دراز کہ مجلس میلاد سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم مین خود حاضر ہونیکا تو کیا ذکر ہی محبین خاص بھی الکتساب فیض و انوار حضوری سے منع کیے جاتے ہین اور یہ سمجھے کہ حب اوسکی حقیقت یہی ہی کہ علما و صلحا و فقرا و اغنیا کسی مقام پر جمع ہوتے ہین اونھین محامد جمیلہ و محاسن جلیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مجید اور حدیث حمید سے اور حال ولادت شریف اور رضاع مطہر اور حلیۂ اطہر مطابق روایات صحیحہ کے بیان کیے جاتے ہین اور درود بکثرت پڑھا جاتا ہی پھر باوصف دعوی محبت کے کس مونہہ سے منع کرتے ہین ہ

دل عبادت سے چورانا اور جنت کی طلب	کام چور اس کام پر کس مونہہ سے اجرت کی طلب

چنانچہ اس رسالۂ قلب الاطمینان مین زیادہ اسی بحث سے چھیڑ چھاڑ ہی ہمارے انکے بہلا بگاڑ ہی ہ

سنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم	کس مزے سے عتاب کی باتین
دیکھیو ای دل نہ چھیڑ قصۂ زلف	کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین

ثالثًا ذکر شریف سے محب کو لذت اور اسم مبارک کے سننے سے خوشی حاصل ہوتی ہی سیرت نبویہ

مین ہی ومن علامات محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یلتذ محبہ بذکرہ الشریف ویطرب عند سماع اسمہ المنیف وقد یوجب فیہ لک سکرا یستغرق قلبہ وروحہ وسمعہ وسبب ہذا السکر اللذۃ القاہرۃ للعقل یعنی علامات محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہی کہ آپکے ذکر سے محب کو لذت اور آپکے نام مبارک کے سننے سے خوشی حاصل ہو اور کبھی اس ذکر سے محب کو ایسا سکر پیدا ہوتا ہی جس سے قلب وروح وسمع پر کیفیت استغراقیہ طاری ہوتی ہی اور اس سکر کا سبب لذت ہی کہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہی اور جب تم لوگونکی سمجھ مین یہ مجلس بدعت ہی اور ذکر مبارک کے سننے سے نفرت ہی تو یہ دولت عظمیٰ تمہین کہان نصیب

ع این سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدای بخشندہ

رابعًا حب عرب ہی وفی حدیث ابن عمر من احب العرب فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم فبالحقیقۃ من احب شیئًا احب کل شیٔ یحبہ یعنی حضرت ابن عمر سے مروی ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے عرب سے محبت کی ہماری دوستی سے اور جسنے عرب سے عداوت رکھی ہماری دشمنی سے بے شبہہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہی اپنے محبوب کے محبوب کو پیارا سمجھتا ہی جب سے تم لوگونکا عرب سے اخراج ہوا عرب کی عموما وحرمین شریفین کی خصوصًا تم لوگ توہین کیا کرتے ہو اور یہ نہین سمجھتے کہ قطع نظر شرافت ذاتی کے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام کس قدر مرغوب تھے الحمد للہ کہ اہل سنت وجماعت مین علامات مذکورہ وسائر علامات محبت بخوبی منجلی وآشکارا ہین کہ احتیاج اثبات کی نہین مخالفین سے کیسے کیسے معرکے پیش رہتے ہین اور ہمیشہ نصرت غیبی معین حال رہتی ہی اور مخالفین کو خسران ونکال

ع کھولا جو دفتر گلہ اپنا زبان کیا ۔ گزری شب وصال ستم کے حساب مین

سنو ثمرۂ اطاعت ومحبت درجات عالیہ ومراتب شریفہ ہین کہ حق تعالیٰ جل شانہ محبین کو عنایت فرمائیگا شئے کو آفتاب بنائیگا سیرت نبویہ مین ہی ومن یطع الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین الآیہ وقد ذکروا فی سبب نزول ہذہ الآیۃ ان ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید الحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل الصبر عنہ فاتاہ یوما وقد تغیر وجہہ ونحل جسمہ وعرف الحزن
فی وجہہ فسألہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالہ فقال یا رسول اللہ ما بی وجع غیر انی
اذا لم ارک اشتقتک واستوحشت وحشۃ عظیمۃ حتی القاک فذکرت الآخرۃ حیث لا اراک ہناک
لانی ان دخلت الجنۃ فانت تکون فی درجات النبیین فلا اراک فنزلت ہذہ الآیۃ انتہی
مختصرا یعنی ومن یطع الرسول الآیہ کے نزول کا یہ سبب ہی کہ حضرت ثوبان سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بہت محبت رکھتے تھے تھوڑی مفارقت کے متحمل نہو سکتے
تھے ایک روز آپکے پاس حاضر ہوے چہرہ وجسم متغیر تھا آثار ملال بشرے سے نمایان تھے
آپنے استفسار حال فرمایا حضرت ثوبان نے کہا کچھہ ہمکو درد نہین مگر کیفیت یہ ہی کہ جب
ہم بسا ط ملازمت سے دور ہوتے ہین کمال وحشت ہوتی ہی جب تک دولت زیارت نصیب
نہین ہوتی وہ وحشت زائل نہین ہوتی پھر ہمنے آخرت کی کیفیت کا خیال کیا کہ ہم آپکو
وہان نہ دیکھین گے اس لیے کہ اگر ہم جنت مین داخل ہونگے آپ اوسوقت درجات نبیین مین تو افروز
ہوئین گے ہماری وہان رسائی کہان تو ہم دولت دیدار سے محروم رہین گے تب خدا کا
فرمان واجب الایقان نازل ہوا کہ جو شخص اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریگا وہ انبیا وصدقا
وشہدا وصلحا کے ساتھہ ہوگا اب تعریف محبت کی باعتبار غایت وثمرہ کے یون ہوئی
میل القلب الی الہ اغتنم لتوفیر اتب الدنیا والدین اور جب تم لوگون مین سرے سے محبت
ہی نہین تو اوسکے ثمرے کی توقع شیخ چلی کے خیال سے کم نہین **قال** قوۃ وکمال
ایمان واسلام بقدر قوۃ وکمال محبت ہی یعنی جسقدر محبت مین قوت وکمال ہی
اوسی قدر ایمان و اسلام مین بھی قوۃ وکمال ہی اور جسقدر محبت مین ضعف و نقصان
ہی بقدر اوسکے ایمان و اسلام بھی ناقص وضعیف ہی اور پہچان اسکی اتباع واطاعت مین
ہی یعنی جو محب مخلص ہی وہ دل وجان سے مطیع متبع ہی کسی قول وفعل مین فرمانبرداری
کو ترک نہین کرتا ہمہ تن موافقت ومرضی مین سعی وکوشش واطاعت واتباع کی دل سے

نیت وخواہش رکھتا ہی اور ایسا ہی شخص خداوندکریم کا محبوب و پیارا ہی چنانچہ خداوند تعالی نے فرمایا ہی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یغفر لکم اتباع رسول اللہ دلیل محبت اللہ تعالی کی ہی اور ثمرہ اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی بھی اوسکو دوست رکھے اور بخشدے اوسکو

اقول سب کچھ سہی پر تمھین کیا تم لوگون مین نہ محبت کی علامت پائی جاتی ہی نہ اوسکے اسباب خیر اسباب وعلامات کو چھوڑو انس وشوق وذوق ومحو وصحو وبقا وفنا وقبض وبسط وغیرہ لوازم محبت کو دیکھو شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی لامعنی لها الا المواظبة علی الطاعة ولما انکر المحبة انکر الانس والشوق والذوق والمحو والصحو والبقاء والفناء والقبض والبسط وسائر لوازم المحبة وتوابع المودة وسائر مقامات اہل المعرفة غضب یہ ہی کہ صاحب ایضاح الحق نے ان امور کو بدعت حقیقیہ مین شمار کیا ہی اور یہ نہ سمجھے کہ یہ لوازم محبت سے ہین وبطلان لازم سے بطلان ملزوم کا ہوتا ہی پھر انکے بدعت ٹھہرنے سے نفس محبت مذموم ہوجائیگی چنانچہ ایک مقام مین لکھا ہی سعی کردن در تحصیل مقام فنای علمی وانسلاخ واضمحلال وانکشاف مغیبات مثال وواردات وجد وحال وغیبت و استغراق وسکر وشطح وعقد ہمہ درباب تاثیرات کونیہ ونفسانیہ واشراف خاطر و القای گرمی در قلوب حضار وتعیین اوراد واذکار وریاضات وخلوات وارتعینات ونوافل عبادات والتزام طاعات شاقہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی مختصرا پھر صاحب ایضاح اور اونکی ذریات سکے مذاق پر یون تقریر کرسکتے ہین کہ قوت وکمال ایمان واسلام بقدر ضعف محبت ہی یعنی جسقدر محبت مین ضعف ونقصان ہی اوسی قدر ایمان واسلام مین قوت وکمال ہی اور جسقدر محبت مین قوت وکمال ہی اوسی قدر ایمان مین ضعف ونقصان ہی جو محب مخلص ہی وہ غیر مطیع وعاصی ہی کسی قول وفعل مین تابع نہین ہمہ تن غیر مرضیات مین سعی وکوشش اور نافرمانی مین دل سے نیت وخواہش رکھتا ہی اور ایسا ہی شخص خداوندکریم کا مغضوب ہی اور ثمرہ اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی

اوسکو دشمن سمجھے اور واصل جہنم کرے سبحان اللہ کیا فہمید ہی نہ دید ہی نہ شنید ہی محبوب کا مغضوب دشمن کا محبوب ہونا اندھیر ہی سمجھہ کا پھیر ہی پھر کہو مذاق صاحب ایضاح پر قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الایہ سے کیا مراد ہی اس کا بھی کوئی مفہوم مخالف ٹھہراو مونہہ بنا بنا کر کوئی تاویل بتاو ٥

اُف ری گرمی محبت کہ تیرے سوختہ جان — جس جگہ بیٹھہ گئے آگ لگا کر اوٹھے

قال اور طریق نیک عمدہ حصول محبت کا بھی یہی اطاعت و فرمانبرداری صوری و معنوی اعنی عقیدہ موحدانہ و عمل صالحانہ ہی **اقول** اگر فی الواقع ایسا ہی ہی تو عقیدہ موحدانہ و عمل صالحانہ سے بدعات حقیقیہ کا ملزوم ہاتھہ آئیگا لیکن اگر یہ تسمیہ بتقلید اہل اعتزال ہی یعنی جونکہ معتزلہ اپنے فرقے کو بسبب نفی صفات قدیمہ کے اصحاب التوحید کہتے ہین تم لوگون نے اوسی مصدر سے مشتق بنا لیا تا کہ ارباب نکات نام سے فرعیت و اشتقاق سمجھہ لین تو ہم کہین گے کہ تعدد ذوات قدیمہ محال ہی مگر تعدد صفات قدیمہ منافی وحدت ذات قدیمہ کی نہین ہو سکتی پھر جو محال ہی وہ لازم نہین آتا اور جو لازم آتا ہی وہ محال نہین ہان اگر موحد بہ تکلف صیغہ تکلف کا سمجھا جاوی بے تکلف تم لوگون پر صادق آئیگا نام سے ما فی الضمیر کھل جائے گا ٥

تو مکدر نہو تو عشق مین ہم — ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو

قال اور جو منحرف و نافرمان ہی وہ مرکب شیطان ہی ہرگز ہرگز اوسکو محبت و الفت خداوند کریم و رسول علیہ الصلوۃ و التسلیم سے نہین ہی اگرچہ کسیقدر ظاہر مین صورت بناوے یا زبانی دعوی محبت و اطاعت کرے ع دعوی بلا دلیل قبول خرد نہین

محض دعوی زبان بدون تصدیق جنان و شہادت عمل جوارح و ارکان اس بارہ خاص مین نامسموع و غیر مقبول ہی جیسا کہ شفا ی قاضی عیاض مین لکھا ہی ٥

تعصی الالہ و انت تظہر حبہ — ہذا لعمری فی القیاس بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ — ان المحب لمن یحب مطیع

لکاتبہ ٥ مطیع یار ہونا و لیسے الفت کی نشانی ہی — ہمہ تن اوسکی مرضی مین جو ہو وہ یا جانی ہی

خلاف قول و فعل یار مین کب ہوتی الفت ہی	محبت کی دلیلو نہین سے ایک صدق اطاعت ہی
مخالف ہو کرے جو ہر طرح ہمیشہ عداوتکا	مناسب کب اوسے ہی منصفو دعوی محبت کا

اقول انحراف کے باب مین جو کچھہ ارشاد ہوا وہ البتہ فرقۂ موحد پر طابق النعل بالنعل ہی مگر شفا ہی قاضی عیاض سے جو شعر منقول ہوا وہ مذہب مرجوح کا مؤید ہی شفا کی یہ عبارت ہی وقیال الحب من اللہ عصمۃ و توفیق و من العباد طاعۃ کما قال القائل الخ ملا علی قاری شرح عین العلم مین فرماتے ہین ثم کیف تفسیر الحب بالطاعۃ والطاعۃ تتبع الحب و ثمرتہ فلا بد ان یتقدم الحب ثم بعد ذلک یطیع من احب یعنی حب کی تفسیر طاعت نہین ہو سکتی اس لیے کہ طاعت تابع و ثمرہ حب ہی تو پہلے حب ہونی چاہیے بعد اسکے طاعت خیر اگر منحرف ہین تو وہ ہین ہمکو اس سے کیا بحث گوش خر دندان سگ اہل سنت تو خدا کے فضل سے اطاعت و محبت مین سرگرم ہین جب احیانا بمقتضای طبع گناہ کرتے ہین تو شفاعت و وسیلہ جمیلہ پر نظر کرکے خلاصۃ الوفا کا شعر پڑھتے ہین اور زار زار روتے ہین ؏

عصیت فقالوا کیف القی محمدا	ووجہی باثواب المعاصی مبرقع
عسی اللہ من اجل الحبیب وقربہ	یدارکنی بالعفو فالعفو اوسع

نہین وہابیونکی طرح شفاعت و وسیلہ کا انکار نہین نحن رجال وہم رجال پر اصرار نہین ؏

یہ وہابی نجدی اک بلائے ناگہانی ہی	جو ہی دشمن خدا کا کب خدا کا یار جانی ہی
ہر اک سنت کو کہتا ہی یہ بدعت ہی اسے چھوڑو	حدیث اسکے تصور مین کہانی کی کہانی ہی
یہ ہی اصرار ذکر سرور عالم نہو ہرگز	محبت اسکو کہتے ہین یہی اوسکی نشانی ہی
مخالف ہو کرے جو ہر طرح ہمیشہ عداوتکا	محبت وسنے اپنے دلمین بیشک خوب ٹھانی ہی
مناسب کب اوسے ہی منصفو دعوی محبت کا	شفاعت کا جو منکر ہی عداوتکا جو بانی ہی

قال مقتضای انصاف یہ ہی کہ مدعی دعوی محبت کو بدلیل اطاعت و انقیاد مستحکم مضبوط ایسا کرے کہ کہین مجال نقص نہو نہ ایسا کہ اپنے مطلب کے کامون یا وقتون مین

طریق محبت ظاہری کو اختیار کرے اور پھر مخالفت صریح کو کسی وقت ترک نہ کرے یا پیرایہ اطاعت مین مخالفت و انحراف کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے دوست بنکر کام دشمنی کا عمل مین لاوے اور مجمع احباب و فرمان برداروں کا درہم برہم کرے جم غفیر ہین کہ نص صریح و احادیث صحیح کو بمقابلہ رسوم آبائی و اقوال موضوع ضعیف الاسناد بعض المشایخ کہ وہ کسیطرح حجت شرعیہ نہین معطل و بیکار و ماول و محمول بمحامل غیر منقول و نامقبول رکھتے ہین غلبہ ہوای نفسانی سے کچھ بھی لحاظ احادیث صحاح و آیات بینات کا نہین کرتے اپنے عمل و خواہش کے موافق مضامین نصوص کو تبدیل و تاویل علیل کر لصوص الدین والدیانۃ بنتے ہین اور اوسپر ایسے ایسے اقوال و دلائل باردہ لاتے ہین کہ ضمنا و التزاما ایک طرح الزام حضرت خداوند کریم و جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والتسلیم پر عاید کرتے ہین اور مرتبہ تبلیغ احکام و رسالت مین نقصان نکالتے ہین اعاذنا اللہ من ذالک یاران مطر سے بھاگ کر زیر ناودان ٹھہرتے ہین نہین سوچتے کہ اسمین کیا قباحت ہی **اقول** ہمارے اس رسالے کے ناظرین پر مخفی نرہیگا کہ یہ سب انھین حضرات کے کرشمے ہین ؎

ہر در حشر اگر بپسند خسرو را چہ کشتی	چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہمان گویم

یہ لوگ اپنے کام یادقت مین طریق محبت ظاہر نکر کے محبت کے نام سے عداوت رکھتے ہین اور سارے اوسکے لوازم کو بدعت حقیقیہ و ضلالت کہتے ہین اور خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے بھائی اور خدا کے یار جانی بنکر در پردہ صریح دشمنی کا کام کرتے ہین قرآن و حدیث کے معنی من مانے کرتے ہین محدثین و اکابر دین کو عموما بدعتی ٹھہراتے ہین اور جو کچھ انکے اکابر و اصاغر ایضاح و مسایل وغیرہ مین لکھ گئے ہین ضمنا و قطعا کہکر اوسپر ایمان لاتے ہین ؎

روستائی ز دست باران جست	رفت و در پای ناودان بنشست

قال جسطرح مجوزین ہیئت مخصوصہ مروجہ مولد و قیام اس عمل کو مع ما فیہا بسبب باوجود

علم بدعت اوسکے اور بعضے نے علم بہ سبب جہالت ایسے مصر اور اوسکے درپے ہین کہ ثواب
فرض و سنت و عبادت و جماعت سے بڑھکر جانتے ہین تارک الجماعت والفرائض عمداً و السنن کو
دوست رکھتے ہین اور اس امر کے بدعت کہنے والے اور جاننے والے کو بد کہتے ہین و برا جانتے
ہین **اقول** یہ تقریر محض بے سر و پا ہی یہان صرف چند اختلال ذکر کیے جاتے ہین پہلا اختلال
جزء صوری یعنی ہیئت مخصوصہ مروجہ مولد و قیام بسیط ہی یا مرکب اگر بسیط ہی قیام عرض
واحد کا محال متعددہ مین لازم آتا ہی اور یہ فی نفسہ محال ہی اگر مرکب ہی تو اس جزء صوری
کے اجزا سے ہر جزء محال متعددہ سے کسی محل مین قائم ہوگا پس جزء صوری امور متذکرہ سے
مرکب ہوگا پھر سوای اپنی دوسری ماہیت کا محتاج ہوگا وہکذا الی غیر النہایۃ پس تسلسل لازم
آئیگا دوسرا اختلال ہیات مسنون و منع ماہیت مین داخل ہی جیسا کہ ظاہر کلام سے
مستفاد ہی یا نہین اگر داخل ہی تو مجلس کے لیے حقیقۃ متحصلہ نہ رہے کہ ما بہ النزاع ہو
اگر داخل نہین ہی تو اجزائی ہیئت مجلس کے اجتماع اہل اسلام و ذکر محامد و ولادت و رضاع و حلیہ
و کثرت درود و تقسیم یا حضر ٹھہرے کہ بعد حصول تمامی اجزا کے عوارض خارجیہ کیطرف منتظر الحصول
ہونگی پھر احتیاج ہیات خارجیہ معبر بہیات مخصوصہ کے نہ رہے تیسرا اختلال اگر علما و صلحا و فقرا
و اغنیای اہل اسلام کے مجمع مین قرآن شریف و احادیث صحیحہ سے محامد جلیلہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کا مذکور ہو اور حال میلاد شریف و رضاع مطہر و حلیہ مقدس کا حسب روایات واقعیہ کے
بیان ہو پھر حاضرین پر ما حضر تقسیم ہو انمین ہر شی حسن لذاتہ ہی کہ ہیات عارضیہ سے
قبیح نہین ہو سکتا و من ادعی فعلیہ البیان چوتھا اختلال مافیہا سے وہی اذکار وغیرہ مراد ہین
یا کوئی شی دوسری اگر اذکار مراد ہین تو مافیہا کی عبارت بے موقع ہوگی اس لیے کہ یہ امور
اجزاء خارجیہ مجلس میلاد ہین انمین نسبت کل و جزو کی ہی نسبت ظرف و مظروف کی
نہین ہی اگر دوسری شی مقصود ہی تو پہلے اوسکی تفصیل کیجیے پھر جواب لیجیے پانچوان اختلال
کوئی عالم اسکے ثواب کو فرض سے بڑھکر نہین جانتا یہ محض اتہام ہی اگر سچا دعوی ہی کسی عالم کا

نام بتاؤ او سکی عبارت دکھاؤ باقی رہے جاہل اگر کوئی جاہل ثواب فرض سے بڑھکر جانتا ہی
تو کوئی جاہل نخیا لکا جسم سمجھتا ہی جاہلونکی افراط و تفریط قابل بحث نہین ہوتی چھٹا احتمال ان مجوزین
تارک الجماعت و الفرائض کو جو دوست رکھتے ہین جماعت و فرائض کے ترک سے یا مسلمان
ہونے سے صورت اول کی تصدیق تو کوئی ذی عقل نہین کر سکتا اس لیے کہ ترک جماعت و فرائض
سے مسلمانون مین رابطۂ اتحاد ٹوٹ نہین سکتا صورت ثانی مین کچھ قباحت نہین پائی جاتی
اس لیے کہ ترک جماعت و فرائض سے مسلمان زمرۂ اسلام سے خارج نہین ہوتا علامہ حسن بن
ابی بکر المقدسی غایۃ المرام فی شرح بحر الکلام مین فرماتے ہین وحجتنا فی ان العمل لیس من الایمان
قولہ تعالی قل لعبادی الذین آمنوا یقیموا الصلوۃ سماہم مومنین قبل اقامۃ الصلوۃ و فصل
بین الایمان و الصلوۃ وکذلک قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ سماہم مومنین قبل
اقامۃ الصلوۃ یعنی اہل سنت و جماعت جو کہتے ہین کہ عمل شرط یا شطر ایمان نہین ہی
اسکی دلیل خدا تعالی کا ارشاد ہی قل لعبادی الذین الآیۃ و یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الآیۃ
ان آیات مین حقتعالی جل شانہ نے قبل ذکر اقامۃ الصلوۃ کے آمنوا فرمایا اور ایمان و
صلوۃ مین فصل کیا شیخ احمد بن علی شافعی شرح وصیۃ امام اعظم ابی حنیفہ رح مین فرماتے ہین
العمل غیر الایمان لما ان کثیرا من الاوقات یرتفع العمل عن المومن بعروض مانع شرعی او بدونہ
فیجوز ان یقال ارتفع عنہ العمل و مع ذلک لا یجوز ان یقال ارتفع عنہ الایمان لتحقق معنی المغائرۃ
بینہما فان الحائض یرفع اللہ تعالی عنہا الصلوۃ و الصوم و امرہا بترکہما و یجوز ان یقال
رفع اللہ تعالی عنہا الصلوۃ و الصوم و یجوز ان یقال امرہا بترکہما و لا یجوز ان یقال رفع اللہ
تعالی عنہا الایمان او امرہا بترک الایمان یعنی عمل غیر ایمان ہی اس لیے کہ اکثر اوقات بسبب
موانع شرعی وغیرہ کے عمل مرتفع ہوتا ہی پر ایمان نہین مرتفع ہوتا مثلا کہہ سکتے ہین
کہ اللہ تعالی نے حائض سے روزہ و نماز اوٹھا لیا یا اوس سے نہی کی مگر یہ نہین کہہ سکتے
کہ ایمان اوٹھا لیا گیا یا اوس سے نہی کی جاتا چاہیے کہ مجوزین یون تو تم لوگونکو کچھ سب ابھلا

نہین کہتے ہان حبیب لولاد محبت سے مجمع محبین مخلصین ہین ذکر میلاد و ولادت و رضاع و حلیہ شریف کیا جاتا ہی اور تملوگ ناحق انکو مبتدع و کلاب اہل النار کہتے ہو او سوقت وہ بھی کچھ جواب دیتے ہونگے

ندامت ہوگی پیچھے سے نہ سوچوگے اگر پہلے ۔ یہ دن کب دیکھتے صاحب اگر رکھتے خبر پہلے

زبان کسکی چلی بیجا بتاؤ کون منہ آیا ۔ ذرا انصاف تو کیجئے نکالا کسنے شر پہلے

قال ع لانکہ مشہور و معلوم ہی کہ جو امر دین مین بعد قرون ثلثہ یعنی نوے برس کے نیا نکلا ہو وہ بدعت ہی کما فی شرح المصابیح لابن الملک من فعل فعلاً وقال قولاً فی الدین لیس فی القرآن ولا فی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز قبولہ وسمی ذلک الفعل والقول بدعۃ وفی العینی شرح صحیح البخاری البدع جمع بدعۃ وہو ما لم یکن لہ اصل فی الکتاب والسنۃ وقیل اظہار شئ لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن صحابتہ انتہی وفی البحر الرائق البدعۃ ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبہۃ او استحسان وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما انتہی وقال التفتازانی فی شرح المقاصد ان البدعۃ المذمومۃ ہو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عہد الصحابۃ والتابعین ولا دل علیہ الدلیل الشرعی **اقول** اس قضیہ کی کلیہ غیر مسلم ہی علی تقدیر التسلیم بدعت کا انحصار مذموم مین نہین چنانچہ شرح مصابیح مین بعد عبارت منقولہ کے یہ لکھا ہی ان البدعۃ نوعان سیئ وحسن فالسیئ کالزیادۃ علی ارکان الصلوۃ عمداً واداء الصلوۃ النوافل علی الدوام بالجماعۃ وغیر ذلک والحسن کالمنارۃ وتکثیر درجات المنبر لزیادۃ اعلام الاذان وکزیادۃ اذان الاول یوم الجمعۃ قبل الاذان الذی یکون بعد صعود الخطیب المنبر ان امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ وضعہ وغیر ذلک مما لم یرد فیہ علماء اہل السنۃ اشابل راؤ فیہ مصلحۃ فلا باس بہ اور عینی مین ہی وہی علی قسمین بدعۃ ضلالۃ وہی التی ذکرنا وبدعۃ حسنۃ وہی ما رآہا المسلمون حسنا ولا یکون مخالفا للکتاب والسنۃ او الاثر والاجماع اور شرح مقاصد مین بعد عبارت منقولہ کے لکھا ہی المحققون من الماتریدیۃ والاشعریۃ لا ینسب احدہما الآخر الی البدعۃ والضلالۃ خلافا للمبطلین المتعصبین حتی ربما جعلوا الاختلاف فی الفروع ایضا بدعۃ وضلالۃ

کالقول بحل متروک التسمیۃ عامدا وعدم نقض الوضوء بالخارج من غیر السبیلین وکجواز النکاح بدون
الولی والصلوۃ بدون الفاتحۃ ولا یعرفون ان البدعۃ المذمومۃ ہو المحدث فی الدین انتہی بجواہر خاص
ان صحیح کتابون سے ثابت ہوگیا کہ بعض بدعت حسنہ ہوتی ہی کہ اوسمین مصلحت ہی مصلحت
ہوتی ہی اور فروع کے اختلاف کو بدعت کہنا شیاطین متعصبین کا کام ہی اس صورتمین
فی الواقع مجلس مولود بدعت مذمومہ نہین ہوسکتی ہے

چشم باز و گوش باز و این ذکا	خیرہ ام در چشم بندی خدا
تیری کمر کو بیتری ہو اگر کمر تو کہے	کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے

قال اور یہ مجلس ہرگز قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر مین کبھی قرار نہ پائی اگر ہوتی تو کہین نہین
صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و ایمہ مجتہدین حضرت امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام احمد
بن حنبل و حضرت امام مالک امام الحرمین اور دوسرے ایمہ سے کرنا اسکا یا اوسکو عمدہ اور بہتر
کہنا ثابت و منقول ہوتا یا کسی پیغمبر سے مجلس مولد کسی دوسرے نبی و رسول کی کرنا یا کہنا پایا
جاتا حضرت آدم سے لیکر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک بہت پیغمبر گذرے کوئی پیغمبر کا
کرنا ثابت نہین ہوا اور کسی پیغمبر نے اپنی امت کو حکم عمل مولد کا نکیا اگر یہ امر مشروع و کار ثواب
ہوتا کوئی پیغمبر تو کسی کو تاکید و حکم کرتے مثلا حضرت سمعیل و یوسف علیہ السلام کب مجلس مولد
حضرت ابراہیم و یعقوب علیہ السلام ترک کرتے اور کیون نہ اوسکی ترغیب فرماتے اسی طرح ہی
حال اور انبیا علیہم السلام کا اور جو دعوی ثبوت کا قولا و فعلا کرے اوسپر واجب ہی کہ بسند
صحیح ثابت کرے اور ایسا ہی حال ہی نبی الحرمین سید الثقلین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہ خود آنحضرت نے باوجود نزول آیۃ بل ملۃ ابراہیم حنیفا کے اور فرمانے نحن احق
بموسی منکم کسی پیغمبر کا مولد کیا اور نہ اپنے مولد کیواسطے کسی صحابہ کو خصوصا یا امت کو عموما
اشارۃ یا صراحۃ فرمایا **اقول** یہ مجلس خاص قرن اول مین کہ مصداق خیر القرون قرنی کا تھا
قرار پائی تھی تنویر مین ہی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ

وقائع ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت لکم شفاعتی وحضرت ابو درداؓ سے مروی ہی کہ
مر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بیت عامر الانصاری وکان یعلم وقائع ولادتہ علیہ السلام
لابنائہ وعشیرتہ ویقول ہذا الیوم ہذا الیوم فقال علیہ الصلوۃ والسلام ان اللہ فتح لک ابواب الرحمۃ
والملائکۃ کلہم یستغفرون لک من فعل فعلک نجی نجاتک اور اگر عدم النقل ہم تسلیم بھی کرلین
تو یہ منافی وجود کا نہین ہوسکتا فتح القدیر مین ہی وبالجملہ عدم النقل لاینافی الوجود بس جائز
ہی کہ یہ مجلس قرون ثلثہ مین پائی گئی ہو لیکن منقول نہو **قال** ہوئی ہو نہ پایا جانا اس عمل کا
زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقرون صحابہ وتابعین وتبع تابعین مین یا اس وجہ سے
ہی کہ اوس امر خیر کی حاجت نہین ہی یا کوئی امر مانع اوسکا ہی یا اوسکے ثواب سے آگاہی وقت تنبیہ
نہین تھا یا بسبب سستی وتکاسل کے یا بسبب مکروہ جاننے اوسکے وبجہت عدم مشروعیت
اس امر کے تھا پس عدم الحاجۃ ووجود مانع منتفی وباطل ہی کیونکہ حاجت طرف تقرب الی اللہ
کے ساتھ عبادت کے منقطع نہین تقرب الی اللہ کی حاجت ہمیشہ رہتی ہی اور بعد ظہور اسلام
وغلبہ مسلمین کے کوئی اوسکا مانع نہین سوای انکے نہین کسی مذہب کا حرج ومزاحمت نہین
واحتمال عدم التنبہ ووجود تکاسل کے بھی منتفی ہین اس لیے کہ یہ گمان حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم وصحابہ کی شان مین محض ناجائز بلکہ خوف گناہ ہی پس عدم ثبوت اس کا قولا وفعلا
آنحضرت سے نہین ہی مگر بجہت مکروہ ومذموم جاننے اوسکے فقط **اقول** اگر ہم تسلیم کرین
کہ یہ مجلس مانند خیر القرون مین نہین پائی گئی تب بھی اس شبہے کے کئی جواب ہین پہلا
جواب بہت سے امور رای مجتہدین وعلمای امت پر چھوڑے گئے ہین کہ من سن سنۃ
حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا شرع موافق مین ہی والجواب انہ لما علم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان الصحابۃ یقومون بذلک التعیین ولا یخلون بہ لم یفعل ذلک بعدم الحاجۃ الیہ کما انہ صلی اللہ
علیہ وسلم لم ینص علی کثیر من الاحکام الشرعیۃ بل وکلہا الی آراء المجتہدین الذین ہم حماۃ الدین
واعلام الشرع دوسرا جواب چونکہ بسبب صحبت کثیر البرکت ودر قرب خدمت کے اون ازمنہ

ستبر کہ مین کوئی خلوت یا جلوت یا کوئی جلسہ یا حلقہ ذکر شریف سے خالی نہ تھا اس لیے اس مجلس کے
انعقاد کی ضرورت داعی نہوئی مگر بعد قرون ثلثہ کے جب ازمنہ شریفہ سے بعد زمانی ہوا اور لوگون
کے اوضاع و اطوار و اخلاق و آداب مین فساد شروع ہوا تو عظمت و جلالت حضرت خاتم رسالت
صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دلانے کے لیے اور محبت اور عقیدت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
متوجہ کرنے کے لیے اس مجلس کے تقرر و انعقاد کی ضرورت ہوئی چنانچہ مدارس کی ایجاد مین بھی
یہی قسم کی ضرورت داعی ہوئی **قال** اور سخت تعجب و مقام افسوس ہی کہ جس امر کو حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ خیر القرون مین اپنی ذات بابرکات کی تعظیم مین
مکروہ و مبغوض جانتے تھے اس فرقے والے کمال نافہمی سے اوسکو اس زمان شر القرون مین مخصوص
تعظیم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لاسیما عین وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت
منتخب و مختص کیے ہین یہ کیسے محب مدعی محبت ہین کہ چیز مکروہ و مبغوض حبیب کو ساتھ
حبیب ہی کے خاص کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے استعمال حنا کو
بسبب مکروہ جاننے حضرت کے ترک فرمایا تھا اور فرماتی تھین کہ میرے حبیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوسکی بو کو مکروہ جانتے تھے اور عقلا بھی شی مبغوض و مکروہ عموما کسی طرح باعث تعظیم کا رہ
نہین ہو سکتی **اقول** یہ کچھہ مقام تعجب و افسوس کا نہین ہی البتہ مقام افسوس کا یہ ہی کہ چونکہ
تم جو کچھہ کہتے ہو بے سمجھے بوجھے کہتے ہو اس لیے تمھاری تقریر اور موںہہ دیکھہ کے لوگ قاقاہ
کرکے لوٹ جاتے ہین اور مجھے رنج ہوتا ہی ٥

تم مسی ملکہ نہ غرفے سے نکالا موںہہ کرو		اور نہین گرماتے تو جاؤ کالا موںہہ کرو

حضرت سلامت قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین معمول تھا بلکہ آپ خود
تعظیما کھڑے ہوتے تھے تمسے کسنے کہا کہ قیام تعظیمی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ
سمجھتے تھے شفاء قاضی عیاض مین ہی وعن عمرو بن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان جالسا یوما فاقبل ابوہ من الرضاعۃ فوضع لہ بعض ثوبہ فقعد علیہ ثم اقبلت امہ

فوضع لها ثوبه من جانبه الآخر فجلست علیه ثم اقبل اخوه من الرضاعة فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم فاجلسه بین یدیه یعنی ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ حلیمہ سعدیہ کے شوہر آئے آپ نے اونکے لیے کپڑا بچھایا کہ وہ اوسپر بیٹھے پھر حلیمہ سعدیہ آئین آپ نے اونکے لیے دوسرا جانب کپڑے کا بچھایا کہ وہ اوسپر بیٹھین پھر حلیمہ سعدیہ کے صاحبزادے آئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے اور اونکو اپنے سامنے بٹھایا علامہ خفاجی نے شرح شفا مین لکھا ہے وفیه دلیل علی انه یجوز القیام تعظیما لمن یستحق التعظیم یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ تعظیم کے لیے کھڑے ہونا جائز ہی جو شخص مستحق تعظیم ہو امام نووی رسالہ قیام مین احادیث واقوال ایمہ نقل کرکے صورت اتفاق کی لکھتے ہین هذا ما تیسر لنا من الاحادیث ونقول الایمه فی الترخیص فی القیام حاصله انه ثبت ذلک من فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم بنفسه الکریمة وبامره بذلک الانصار وتقریره حین فعل بحضرته ومن فعل جماعة من الصحابة رضی الله عنهم فی مواطن وجهات مختلفات ومن جهة ایمة المسلمین فی اعصارهم فی الحدیث والفقه والزهد والتدقیق رضی الله عنهم اجمعین اب ہم کہتے ہین کہ سخت تعجب ومقام افسوس ہی کہ جس امر کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم زمانۂ خیر القرون مین اپنی ذوات بابرکات کی تعظیم کے لیے جانتے تھے تم لوگ اوس سے لوگون کو باز رکھتے ہو لاسیما عین وقت ذکر ولادت باسعادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

اب انصاف کرو کہ نافہمی کسکی ہی ۵

انصاف شیوۂ وکرم آئین خسرو لیست	ورنه بهر عروس وخروس است تخت وتاج

قال م وفی المشکوة عن انس قال لم یکن شخص احب الیهم من رسول الله صلی الله علیه وسلم وکانوا اذا راوه لم یقوموا لما یعلمون من کراهیته لذلک رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح یعنی مشکوة المصابیح مین حضرت انس بن مالک سے روایت ہی فرمایا حضرت انس نے کہ نہ تھا کوئی شخص بڑا محبوب نزدیک صحابہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اور تھے صحابہ جب دیکھتے آتے حضرت کو تو کھڑے نہوتے تھے بسبب اسکے کہ مکروہ جانتے
تھے حضرت اس قیام کو روایت کی اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی
اقول یہ حدیث کراہت قیام پر دلالت نہین کرتی اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام
صحابہ کو یا بسبب تواضع کے مکروہ سمجھتے تھے مفاتیح شرح مصابیح مین ہی وہذا الحدیث لا یدل
علی کون القیام مکروہا بل انما کرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا الیہ للتواضع ہمارے دیار مین
اگر کسی رئیس مرد معقول کی تعظیم کے لیے اوٹھہ کھڑے ہوتے ہین تو وہ تواضعًا کہتا ہی
بیٹھے رہیے بیٹھے رہیے اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ یہ قیام اوسکو ناگوار گزرا یا بسبب کمال انس
ومحبت ومودت کے امام نووی رسالۂ قیام مین فرماتے ہین والجواب عنہ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان بینہ وبین اصحابہ من الانس وکمال الود والصفا فلا یحتمل زیادۃ الاکرام
بالقیام فلم یکن فی القیام مقصود اور اگر فی الواقع مکروہ ہوتا تو خود آپ اپنے رضاعی بھائی کی
تعظیم کے لیے کیون کھڑے ہوتے **قال** وعن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا
رواہ ابوداود مروی ہی ابی امامہ سے کہا اونھنے رضی اللہ عنہ کہ نکلے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوے عصا پر پس کھڑے ہوے ہم لوگ انکی صحابہ
واسطے تعظیم حضرت کے پس فرمایا حضرت نے نہ کھڑے ہوتے جاؤ تم سب جیسا کھڑے ہوتے
ہین اہل عجم تعظیم کرتے ہوے بعض اونکے بعض کو روایت کی اس حدیث کو ابوداود نے
اقول اس حدیث مین بھی قیام تعظیمی مبحوث عنہ کی ممانعت نہین ہی بلکہ قیام اعاجم
کی ممانعت ہی یعنی خدام کا سردار ورئیس کے سامنے یا پشت پر تعظیما کھڑا رہنا
منہی عنہ ہی جیسا ہمارے ملک مین امیرون کے سامنے یا پشت پر خدام کھڑے رہتے
ہین حجۃ اللہ البالغہ مین ہی وعندی لا اختلاف فیہا فی الحقیقۃ فان المعانی التی یدور
علیہا الامر والنہی مختلفۃ فان العجم کان من امرہم ان یقوم الخدام بین ایدی ساداتہم و

من افراطهم فی التعظیم حتی کاد یتاخم الشرک فهذا عنه والی هذا وقعت الاشارة فی قوله
علیه الصلوة والسلام کما یقوم الاعاجم مرقاة میں ہی ولعل الاوجه ان یقال انهم قاموا متمثلین
فنهاهم عنه لذلک فعبر عنه بمطلق القیام للمبالغة فی المرام والمراد بالقیام الوقوف امام نووی
رسالہ قیام میں فرماتے ہیں والجواب عنه من اوجه الاصح والاولی معناه الصریح انظار
منه الزجر الاکید والوعید الشدید للانسان ان یحب قیام الناس له ولیس یعرض القیام بنهی ولا غیره وهذا متفق علیه
انما یحل للانسان ان یحب قیام الناس له المنهی عنه هو محبة القیام ولا یشترط کراهته لذلک فخطور ذلک بباله حتی
اذا لم یحصل بباله وقاموا له او لم یقوموا فلا لوم علیه فاذا کان معنی الحدیث ما ذکرنا فمحبته ان یقام له محرمة فاذا احب
فقد ارتکب التحریم سواء قیم له او لم یقم فمدار التحریم علی المحبة ولا تاثیر لقیام القائم ولا نهی فی حقه بحال
فلا یصح الاحتجاج بهذا الحدیث یعنی اس حدیث میں زجر اون حضرات کے لیے ہی جو لوگون کو اپنے
سامنے کھڑا رہنا پسند کرتے ہون اس مقدمے میں صرف انکا پسند کرنا حرام ہی کوئی شخص
اونکے سامنے کھڑا ہو یا نہ ہو پھر اگر کچھ خدام اوسکے سامنے کھڑے ہوے مگر
فی الواقع اسکے دل میں لگاؤ نہیں ہی تو قیام ممنوع نہو گا اور دوسری حدیث میں
اسکی تصریح بھی واقع ہی مرقات میں ہی وعن معاویة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم من سره ای اعجبه وجعله سرورا ان یتمثل له الرجال قیاما ای یقفون بین یدیه قائمین
لخدمته وتعظیمه قال المظهر انهم اذا کانوا قائمین للخدمة لا للتعظیم فلا باس به فلیتبوء مقعده
من النار وقیل هذا الوعید لمن سلک فیه طریق التکبر واما اذا لم یطلب ذلک وقاموا من تلقاء
انفسهم طلبا للثواب ولارادة التواضع فلا باس به وروی البیهقی فی شعب الایمان
عن الخطابی فی معنی الحدیث هو ان یامرهم بذلک ویلزمهم ایاه علی حسب الکبر والنخوة
اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اگر لوگ کسی کے سامنے تعظیما کھڑے ہون تو ممنوع
ہی اور بعضون کا قول ہی کہ یہ وعید متکبرین کے لیے ہی اور اگر تکبر مقصود نہو اور
وہ لوگ ثواب کے لیے یا بسبب تواضع کے کھڑے ہون تو کچھ مضایقہ نہیں

اور بیہقی نے شعب الایمان مین خطابی سے نقل کی ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ وہ کبرو نخوت سے اونکو کھڑے ہونے کا حکم کرے پھر اونکو کھڑا ہونا ضروری ہو پھر یہ حدیث صریح مبحوث عنہ سے خارج ہی افسوس ہی کہ تمنے قیام داجم کے معنی نہ سمجھے بے سمجھے بوجھے نئے نئے معانی احادیث مین بہاتے ہو آخر الامر مونہہ کی کہاتے ہو

ہوتے ہین پایمال گل ای باد نوبہار — کس سے اوڑائی تونے یہ رفتار کی طرح

قال عن سعید بن الحسن قال جاءنا ابو بکرۃ فی شہادۃ فقام لہ رجل من مجلسہ فابی ان یجلس فیہ وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ذا الحدیث روایت ہی سعید بن الحسن برادر حسن بصری سے کہا سعید بن الحسن نے کہ آئے نزدیک ہمارے ابو بکرہ ثقفی بیچ ایک گواہی کے پس کھڑا ہوا ایک مرد اپنی جگہ سے پس انکار کیا ابو بکرہ نے بیٹھنے سے اوس مجلس مین اور کہا کہ ہر آئینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہی اس سے **اقول** یہ حدیث بھی قیام تعظیمی مبحوث عنہ سے خارج ہی البتہ مجالس نماز و سماع و وعظ و علم وغیرہ مین کسی دوسری جگہ پر بیٹھنا منع ہی رسالہ قیام نووی مین ہی واما حدیث ابی بکرۃ فالجواب عنہ بان مولی ابی بردۃ مجہول وان یکون معناہ لا یقم من مجلس الصلوۃ وسماع وعظ التذکیر والعلم ونحو ذلک فانہ یکرہ لہ ان یوثر بمجلسہ فی ہذا الموطن ویکرہ ایضا ان یوثر بموضعہ وینتقل الی موضع آخر ابعد من الامام وہکذا وما اشبہ ہذا من القرب یکرہ الایثار فیہا وہذا متفق علیہ عندنا بخلاف الایثار فی الطعام والشراب ونحوہما من حظوظ النفس فان الایثار فیہا محبوب وہو من شعائر الصالحین واخلاق الکرام والعارفین وفیہ نزل قولہ تعالی ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ انتہی مختصرا

خوش آنکہ بجز سکوت رغبت نہ شود — تا بر سر حرف تند شدت نہ شود

دارم ز خدا امید کین شوخ مقال — در بزم سخن ساز ملامت نہ شود

قال اور جو لوگ حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے جو بیچ قصہ نزول بنی قریظہ بحکم سعد بن معاذ کے وارد ہی استنباط و قیاس جواز قیام کرتے ہین اور سند لاتے ہین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم وہی لوگ غفلت میں ہیں غور کامل و تدبر صحیح نہیں کرتے **اقول** سبحان اللہ عجب کلام شیرین ہے عبارت صاف ملیح و نمکین ہے ؎

دہن تنگ میں جو آئی بات	بن گئی قند کی مٹھائی بات

مبتدا کو خبر کا فراق ہے شرط کو جزا کا اشتیاق ہے غرض عبارت میں عجب پیچ و تاب ہے مضمون فرد انتخاب ہے ؎

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب	ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

بیہقی و محی السنہ و امام نووی وغیرہ اکابر محدثین جواز قیام پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں پھر سبکو مورد سہام دشنام بنانا غافل ٹھہرانا نچاہیے ؎

گالیاں دیکے کیا کرتے ہیں یہ قطع کلام	انکے مونہہ میں نہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض

قال اول یہ کہ مقام قیام تعظیم میں صلہ قیام کا لام کے ساتھہ آتا ہے جیسا کہ دونوں حدیثیں مروی ہیں سعید بن الحسن و ابی امامہ میں گذرا نہ ساتھہ الی کے اور اہل تمیز و واقفین محاورات اہل عرب و ماہرین علوم معانی و لغت خوب جانتے ہیں کہ اس محل قیام تعظیم میں صلہ لام مناسب و مفید مدعا ہے یا الی **اقول** یہ بحث قابل لحاظ نہیں و سکے سارے مراحل طی ہو چکے ہیں مرقات میں ہے وقد تعقب الطیبی للتوربشتی بان الی فی ہذا المقام افخم من اللام واتی بما یرجع الیہ الملام **قال** دوم یہ کہ اگر اس قیام سے قیام تعظیم مقصود تھا تو تخصیص انصار کی کیا وجہ تھی جو قال للانصار قوموا الی سیدکم مروی ہے حکم عام مہاجر و انصار و دیگر حضار کو فرماتے **اقول** یہ توجیہ بھی نئی نہیں ہے اس بتقدیرے میں بھی تخصیص نہیں ہے [illegible] تحریر فرمایا ہے میں [illegible] نہیں کہتے ہیں انکی تعمیم ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ قول خاص انصار کے لیے ہے مرقات میں ہے ثم اختلفوا فی الذین عناہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقولہ قوموا الی سیدکم ہل ہم الانصار خاصۃ ام جمیع من حضر من المہاجرین معہم پھر اگر عام ہے چشم ما روشن دل ما شاد اور اگر خاص ہے

توبعد تسلیم قیام تعظیمی کے انصار کی تخصیص سے ہمارا کیا نقصان ہی ہ

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی	گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

مرقات میں ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم قیل ای للتعظیم ویستدل بہ علی عدم کراہیۃ فیکون الامر للاباحۃ او لبیان الجواز یعنی بعض محدثین کا قول ہی کہ یہ قیام تعظیم کے لیے تھا اور یہ حدیث قیام تعظیم کے اباحت و جواز پر دلیل ہی مفاتیح میں ہی والغرض من ہذا الحدیث ان سعدا لما جاء قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ قوموا الی سیدکم قال محی السنہ القیام الی احد للاحترام غیر مکروہ بدلیل ہذا الحدیث یعنی غرض اس حدیث سے یہ ہی کہ سعد جب آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا قوموا الی سیدکم محی السنہ نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسیکی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں مرقات میں ہی و قال بعض العلماء فی الحدیث اکرام اہل الفضل من علم او صلاح او شرف بالقیام اذا اقبلوا ہکذا احتج بہ الحدیث جماہیر العلما یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ علما و صلحا کے آنے کے وقت تعظیما کھڑا ہونا چاہیے اس حدیث سے جمہور علما جواز قیام پر حجت لائے ہین مرقات میں ہی قال و فی حدیث سعد دلالۃ علی ان قیام المرء بین یدیہ الرئیس الفاضل و الوالی العادل و قیام المتعلم مستحب غیر مکروہ و قال البیہقی ہذا القیام یکون علی وجہ البر و الاکرام کما کان قیام الانصار لسعد و قیام طلحۃ لکعب بن مالک اس عبارت سے ثابت ہوتا ہی کہ اگر کوئی شخص کسی فاضل عادل کے سامنے کھڑا ہو یا شاگرد استاد کے سامنے کھڑا ہو تو مستحب ہی مکروہ نہیں ہی بلکہ یہ قیام بطور بر و اکرام کے ہی جیسا کہ قیام انصار کا سعد کے لیے اور قیام طلحہ کا کعب بن مالک کے لیے تھا اب ہم کہتے ہین کہ اگر اس قیام سے صرف اعانت مقصود تھی تو تخصیص انصار کی کیا وجہ تھی جو قال للانصار قوموا الی سیدکم مروی ہی حکم عام مہاجر و انصار و دیگر حضار کو فرماتے اس لیے کہ صحابہ سب آپس میں نسبت اخوت کی رکھتے ہین ہ

کینہای کہنہ شان از مصطفی ۔۔۔ محو شد در نور اسلام و صفا
اولا اخوان شدند آن دشمنان ۔۔۔ ہمچو اعداد عنب در بوستان
صورت انگورہا اخوان بدند ۔۔۔ چون فشردی شیرۂ واحد شدند
غورہ و انگور ضد انند لیک ۔۔۔ چونکہ غورہ پختہ شد شد یار نیک

قال سیوم یہ کہ اگر سیادت اضافی معاذ بہ نسبت اور اصحاب کے باعث تعظیم کی ہوتی تو حضرت سید الخلق تھے تعظیم بالقیام حضرت کی بدرجہ اولی جائز و ماموربہ ہوتی اور صحابہ کبار ضرور قیام کیا کرتے ہرگز اوسکو مکروہ و منہی عنہ نہ جانتے **اقول** اصل کیفیت یہ ہی کہ جب بنی قریظہ نے محاصرہ سے تنگ آکر عرض کیا کہ جو کچھہ سعد بن معاذ حکم کرینگے ہم اوسپر راضی ہین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو کہ کسی مقام قریب مین تھے بلوایا تا بمقتضی اپنے اجتہاد کے حکم کرین پھر سعد بن معاذ تشریف لائے اور مردان بالغ کے لیے قتل کا حکم دیا و زنان و اطفال کے لیے بردہ ہونیکا مفاتیح مین ہی لما نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعد بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظۃ کانوا یہودیا فحاصرہم النبی علیہ السلام فنادوا من القلعۃ انا رضینا بما حکم علینا سعد بن معاذ وکان سعد نازلا فی موضع قریب من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فارسل الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعاہ لیحکم علی بنی قریظۃ بمقتضی اجتہادہ من قبلہم و اخذ الفداء منہم و اسرہم فحکم سعد بقتل من کان بالغا من جالہم وسبی نساۂم و صبیانہم پھر ایسے محل مین تو بیشک سعد بن معاذ کی سیادت متحقق تھی اس لیے قوموا الی سیدکم ارشاد ہوا کہ موقع و وقت اسی کا مقتضی تھا باقی رہی گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مین ہم کب اسکے منکر ہین ہم تو پکار پکار کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو ماموربہ کہتے ہین اور صاف صاف کہتے ہین کہ صحابہ تعظیم بالقیام کیا کرتے تھے ؂

فاش میگویم و از گفتۂ خود دلشادم ۔۔۔ بندۂ عشقم و از ہر دو جہان آزادم

قال پس حکم قیام انصار کو واسطے اعانت و اتارنے کے کیا کہ سعد بن معاذ مریض تھے

اور اثر زخم غزوهٔ یوم الاحزاب کا باقی تھا سواری سے مریض و زخمی کو اترنے مین تکلیف ہوتی ہی لہذا جب قریب آئے فرمایا قوموا الی سیدکم یعنی کھڑے ہوتے جاؤ اپنے سردار کو اوتار لاؤ **اقول** یہ سب تمہاری تقریرین سنے سند ہین اور ہمنے جوامر محقق تھا سابقا بہ تفصیل لکھا ہی **قال** سوا اسکے قیام کے معنی صرف کھڑے ہونے ہی کے استعمال مین نہین آتے ہین کہین ارادے و مستعد ہونے کے معنی بھی آتے ہین جیسا کہ آیۃ وضو مین اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم و ایدیکم الآیہ اس صورت مین بھی معنی صحیح یہ ہین کہ مستعد ہوتے جاؤ اور قصد کرو طرف اعانت اپنے سردار کے کہ مریض و زخمی ہین **اقول** قیام کے معنی ارادے و مستعد ہونے کے کتب حاضرۂ لغت مین نہین پائے جاتے معلوم ہوتا ہی کہ یہ معنی مجازی ہی اور معنی مجازی بلحاظ سامع کے ضروری ہوتا ہی اس لیے کہ سامع اولا معنی حقیقی لیتا ہی جب معنی حقیقی نہین بنتے معنی مجازی سمجھتا ہی کما تقرر فی الاصول مدارک التنزیل و حقائق التاویل امام حافظ الدین نسفی مین ہی فعبر عن ارادة الفعل بالفعل لان الفعل مسبب عن الارادة فاقیم المسبب مقام السبب للملابسة بینہما طلبا للایجاز یعنی فعل سے جو ارادۂ فعل ارادہ کیا اسکی وجہ یہ ہی کہ فعل مسبب ہی اور ارادہ سبب ہی بلحاظ اختصار کے بسبب ملابست کے سبب کی جگہ مسبب کو قائم کیا پھر جس جگہ معنی حقیقی بلا تکلف بنتے ہین وہان ارتکاب مجاز کی کیا ضرورت ہی ۵

چونکہ برگردی و برگرد و سرت	عالمی گردندہ آید در برت

قال الملخص کسطرح یہ قیام تعظیم و محبت سے علاقہ نہین رکھتا ہی اگر رکھتا ہی تو تارکین صحابہ و تابعین و سلف صالحین سے معاذ اللہ بے ادبی و ترک محبت و تعظیم ثابت ہوتی حالانکہ وہ سب سے بڑھکر محبت و معظم و عظمت شناس ہونا دشوار ہی **اقول** جب نفس قیام تعظیمی کا مامور بہ ہونا ثابت ہو چکا تو کچھ نہین کھلتا کہ تم لوگون کو معاذ اللہ نفس مقدس و مطہر کی عظمت و جلالت کا انکار ہی یا صحابہ کے متادب بآداب ہونیکا اظہار ہی ۵

	بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد		بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد	

قال حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم قدم بقدم اطاعت و رواج دین و سنت مین جانفشانی فرماتے تھے کیسے کیسے معرکے سر کیے و کتنی کتنی مشقتین اوٹھائین کوئی روایت و قول و فعل و حال حضرت کا باقی نہین رہا کہ ہم لوگون تک بذریعۂ ازواج مطہرات و بنات طیبات و صحابۂ کبار و اہل بیت اطہار نہ پونہچا اور حضرت نے خود بھی کوئی دقیقہ تبلیغ رسالت و تعلیم احکام نچھوڑا یہان تک کہ مسائل وضو و غسل و طہارت و آداب مجامعت جو نہایت پردے و حیا کی بات ہی اور قتال جنگ و جدال بیع و شرا و حالات دوزخ و بہشت و آثار قیامت وغیرہ سب کچھ صراحۃً و کنایۃً بیان فرما چکے و تکمیل دین کی ہو چکی چنانچہ آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی مصدق اوسکی نازل ہوئی **اقول** مدارک مین ہی او اکملت لکم ما یحتاجون الیہ فی تکلیفکم من تعلیم الحلال و الحرام و التوفیق علی شرائع الاسلام و قوانین القیاس یعنی جسقدر تمکو حلال و حرام کے سیکھنے کی ضرورت تھی سکھایا گیا اور شرائع اسلام و قوانین قیاس کی توفیق دی گئی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا پھر یہ عمل مولد دونون قسمون مین کسی قسم سے خارج نہین اگر بیان صریحی مقصود ہی تو حدیث حضرت ابن عباس والی و ابو درداء رضی اللہ عنہ دیکھو و سنت حقیقیہ کہو اور اگر ضمنی مطلوب ہی تو تخریجات علماء سیوطی و ابن حجر وغیرہ محدثین معاینہ کرو اور سنت حکمیہ کہو **قال** پھر حضرت سے تعین و تخصیص و تنقیح انعقاد نفس مجلس و قیام کی کیون باقی رہگئی جبکہ اسکے کہ اسمین کوئی قباحت رہی ہوگی اور کچھ دوسرا سبب متصور نہین ہوتا **اقول** اس مقام مین بھی کوئی دقیقہ باقی نرہا بعضے محدثین نے حدیثین نقل کی ہین جنکو حدیث نے ملی استخراج کیا اور معاذ اللہ اگر اسمین کچھ بھی قباحت ہوتی تو خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے محدثین احادیث کی روایت یا اوسکے اصول کی استخراج نکرتے

قال اس لیے کہ حضرت مامور بالتبلیغ تھے قال اللہ تعالی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین یعنی اے رسول پہونچا دے جو کچھہ اوترا ہی طرف تیرے رب کیجانب سے اور اگر نہ پہونچاوے گا تو تو نہ ادا کریگا پیغام اپنے رب کا یعنی اگر پہونچانے سے کوئی ذراسی بات بھی منجملہ احکام الٰہی کے رہجاویگی تو یہ ثابت ہوگا کہ گویا تمنے کچھہ کام نکیا اور ایک بات بھی نہ پہونچائی اقول بلحاظ شان نزول کے یہ آیت ما نحن فیہ سے خارج ہی اس لیے کہ بعضے مفسرین کا قول ہی کہ چونکہ بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے تھے یہ آیہ نازل ہوئی بعضے کہتے ہین کہ یہود کے عتاب کے لیے نازل ہوئی بعضے فرماتے ہین کہ رجم و قصاص کے مقدمے مین بعضے کا قول ہی کہ زینب بنت جحش کے نکاح کے باب مین اور بعضے کا ارشاد ہی کہ جہاد کے مقدمے مین معالم التنزیل مین ہی وروی عن الحسن ان اللہ تعالی لما بعث رسولہ ضاق ذرعا وعرف ان من الناس من یکذبہ فنزلت ہذہ الآیۃ وقیل نزلت فی عتب الیہود وذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعاہم الی الاسلام فقالوا اسلمنا قبلک وجعلوا یستہزؤن بہ فیقولون تریدان نتخذک حنانا کما اتخذ نصاری عیسی حنانا فلما رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک سکت فنزلت ہذہ الآیۃ وامرہ بان یقول لہم یا اہل الکتاب لستم علی شئ الآیہ وقیل بلغ ما انزل الیک من الرجم والقصاص نزلت فی قصۃ الیہود وقیل نزلت فی امر زینب بنت جحش ونکاحہا وقیل فی الجہاد وذلک ان المنافقین کرہوہ قال پس غور کرنا چاہیے کہ اس آیہ سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت کو حکم صریح و صاف تھا واسطے تبلیغ احکام الٰہی کے اور حضرت کسی احکام کو بدون تبلیغ باقی نرکھہ سکتے تھے پس بیان حکم نفرمانا حضرت کا اس امر خاص مین دلیل بین ہی اس پر کہ اللہ تعالی کی جانب سے کوئی شی اس بارہ مین نازل نہین ہوئی اگر ہوتی تو ضرور ہم لوگ تک بذریعہ حضرت کے پہونچتی پھر اب جو لوگ اسکی استناد کرتے ہین باوجود نہونے کوئی آیت کے ایک نئی

بات نکالتے ہین اور صریح مخالفت آیات واحادیث کی کرتے ہین گویا حضرت پر الزام عدم
تبلیغ حکم خاص کا نکالتے ہین نعوذ باللہ منہا **اقول** یہ تقریر خلاف شان نزول ہو وقوف
ہی ایک مقدمے پر یعنی یا ایہا الرسول انا انزلنا کل امر ونہی الیک بحیث لم یبق منہا شئے
اس صورتمین تمام اوامر ونواہی کا قرآن مین موجود ہونا اور ہر شئی کے لیے ایک آیت کا ہونا
ضرور ہوگا اور احادیث و اجماع وقیاس عموما قابل احتجاج نہ ٹھہرینگے لیکن جسنے حدیث کی
خدمت کی ہی وہ اس امر کی تصدیق ہرگز نہین کرسکتا انصاف مین ہی وعن شریح ان عمر بن
الخطاب کتب الیہ ان جاءک شئی من کتاب اللہ فاقض بہ ولا یلتفتن عنہ الرجال فان جاءک
ما لیس فی کتاب اللہ فانظر سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض بہا فان جاءک
ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانظر ما اجتمع علیہ
الناس فخذ بہ فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای الامرین شئت ان شئت ان تجتہد برأیک
ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتاخر فتاخر ولا اری التاخر الا خیرا لک یعنی قاضی
شریح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ اگر تمھارے پاس کوئی ایسا واقعہ آئے کہ وہ قرآن
شریف مین موجود ہو تو تم قرآن کے موافق حکم کرو اور اگر ایسا امر پیش ہو کہ قرآن مین نہو
اور حدیث مین پایا جاتا ہو تو حدیث کے مطابق عمل کرو اور اگر ایسا حادثہ ہو کہ قرآن و
حدیث مین نہو تو اجماع امت پر عمل کرو اور اگر اس قسم کا کوئی مقدمہ ہو کہ قرآن وحدیث
و اجماع امت مین نہو تو اگر چاہو اپنی رای سے مطابق عمل کرو اور اگر چاہو تاخیر کرو اور
یہ تمھارے لیے بہتر ہی انصاف مین ہی وکان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی
القرآن اخبر بہ وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بہ فان
لم یکن فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال فیہ برایہ یعنی جب حضرت ابن عباس سے کسی
مسئلہ کا کوئی سوال کرتا تھا پس اگر اوسکا جواب قرآن مین ہوتا قرآن سے جواب دیتے تھے

اور اگر قرآن مین نہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو حدیث سے جواب دیتے
اگر ان دونو مین نہوتا تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال سے جواب دیتے ورنہ جو تکیہ
کسی مین نہوتا اپنی رای سے جواب دیتے تھے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ہر شی خاص کے لیے
آیت ضروری نہین اور حدیث و اجماع و قیاس بھی حجج شرعیہ سے ہین **قال** و علی ہذا
القیاس صحابہ کبار و اہل بیت اطہار نے سب احوال و اقوال و افعال حضرت کے ہم لوگون
تک پونہچا دیے یہانتک کہ خواب و خور و مباشرت و غسل و لباس و پوشاک و صوم و صلوٰۃ
و حج و زکوٰۃ و صحت و مرض و تخلی و استنجا و طہارت وغیرہا کلہا بیان و ذکر فرمایا جیسا کہ ماہرین
علم حدیث و سیر خوب واقف ہین صرف اک یہی بیان کثیر الثواب رہگیا شاید بگمان عاملین
و مجوزین کے سوای لا اصل و عبث کے اگر کوئی وجہ خاص ہو تو بیان اوسکا بذمہ
مدعیان ہی اور قس علی ہذا حال ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا کہ باوجود کمال ذہن وقاد
و طبع نقاد و فرط کوشش و اجتہاد کے کہ کیسے کیسے قواعد کلیات و مسائل جزئیات
ہر باب کے نکالے اس بارہ خاص مین کوئی قول معتمد و روایت صحیح اونسے ثابت نہوئی
حالانکہ ہر ایک محب و مروج دین و محی سنن سید المرسلین تھے و من ادعی فعلیہ البیان
اقول یہ بیان کثیر الثواب بھی باقی نرہا اور تفصیل سابقا گزری **قال** بلکہ اونکے قواعد
مستخرجہ و ضوابط مستنبطہ سے بدعت ہونا اسکا خوب ظاہر و باہر ہی **اقول** مجھے معلوم
نہین کہ قواعد مستخرجہ کس کے ہین اور کیا ہین اور ان قواعد سے ظہور بدعت کیونکر ہوا اور بدعت سے کیا مقصود ہی

خوبیان یون تو ہین اس عالم تصویر مین سب		ایک بگڑ ناز سے یہ کم سخنی خوب نہین

بلکہ ہم قواعد مستخرجہ ابن حجر و علامہ سیوطی سے اسے سنت حکمیہ سمجھتے ہین کما ستذکر
قال اور مشایخ کرام متقدمین و صوفیان عظام متبرکین سے بھی مثل حضرت محبوب
سبحانی و قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کہ صاحب تصانیف بھی تھے
ثبوت اسکا نہین پایا جاتا ہی بلکہ وہی بترک بدعات و تمسک بسنت شریفہ کی تاکید

پاتے ہے چنانچہ مقالۂ ثانیہ فتوح الغیب و مفتاح الفتوح اوسکی شرح مین لکھا ہی اتبعوا ولا
تبتدعوا پیروی کنید سنت او پیدا مکنید بدعتی را که در دین نبوده و اطیعوا ولا تمرقوا و فرمانبردار
باشید خدا را و رسول خدا را و بیرون میائید از حکم ایشان و وحدوا ولا تشرکوا و یگانه دانید خدا را
شریک مگردانید چیزی را با وی بدانید که هر چه در عالم واقع می شود همه بقدرت و ارادت او ست
نیست قادر و متصرف مگر او اور مقالۂ سی و ششم مین فرمایا واجعل الکتاب والسنة
بگردان قرآن و حدیث را امام پیش خود و پیشوای خود بفتح و کسر هر دو درست است
وانظر فیهما بتامل و تدبر و نظر کن بتامل و تدبر در کتاب و سنت واعمل بهما و کار کن بآن
ولا تغتر بالقال والقیل والهوس و فریفته مشو بگفتگو از خود و از مردم و ترهات بے عمل و هوس
در کتب لغت گفته اند که هوس نوعی از جنون است قال الله تعالی وما آتیکم الرسول فخذوه
چیزی که بدهد و بفرماید شما را پیغمبر صلی الله علیه وسلم پس بگیرید آن را و عمل کنید بدان
وما نهاکم عنه فانتهوا و چیزیکه باز دارد پیغمبر شما را ازان پس باز آئید ازان واتقوا الله ولا
تخالفوه و پرهیز کنید از نافرموده حق و مخالفت نکنید رسول او را فتترکوا العمل بما جاء به
نگذارید کار کردن بانچه آورده است او از رسول و تخترعوا لانفسکم عملا و عبادة و نو پیدا کنید
برای خود عملی او عبادتی را که رسول آن را نفرموده است و ازینجا معلوم میشود که ریاضات و مجاهدات و
اعمال که نه موافق شرع و فرموده حق باشند چنانکه بعضی از طوائف درویشان کنند سود نکند ۵

نیاید در هیچ کوشش و صدق و صفا — ولیکن میفزای بر مصطفی

کما قال الله چنانکه گفته است عز و جل فی حق قوم ضلوا عن سواء السبیل در باره گروهی
که گم شده اند از راه راست هموار میانه و اختراع کردند از پیش خود عملها و عبادتها و رهبانیة
ابتدعوها و نو پیدا کردند اهل کتاب رهبانیت که عبادتست از کثرة ریاضت و مبالغه
در عبادت و گوشه گرفتن و از خلق گسستن و قطعا گرد شهوت و لذت نگردیدن ماکتبناها
علیهم ننوشتیم و فرض نگردانیم ما که پروردگار ایشانیم آنرا بر ایشان شکایت است از

فضولی کردن و بفرموده نایستادن این گروه و بر خود دشوار کردن کار را عاقبت آنها هم
بجای نیاوردند و رعایت حق نکردند ثم انه قد زل هو پیشتر بدرستی و درستی تحقیق مالک کرد شده
است وی عز و جل تنبیه پیغمبر خود را صلی الله علیه وسلم و تنزیه و دور داشته است او را من
الباطل از ناحق و دروغ فقال پس گفته است وی تعالی و ما ینطق عن الهوی سخن
نمیکند وی صلی الله علیه وسلم از پیش خود بهوای نفس خود ان هو الا وحی یوحی نیست
منطوق وی که در ابلاغ شریعت میگوید مگر وحی که فرستاده شده است بسوی وی ای
ما اتاکم به فهو من عندی لا من هواه و نفسه یعنی چیزی که آورده است وی بما از دین و
شریعت از نزد من است نه از خواهش و نفس او ست فاتبعوه پس پیروی کنید او را ثم
قال پس گفته است حقتعالی قل ان کنتم تحبون الله بگو ای محمد ای محب من اے
محبوب من اگر هستید شما که دوست میدارید خدا را و میخواهید که بقرب و وصول درگاه
وی مخصوص گردید یا میخواهید خدا که شما را باشد و شما را دوست دارد فاتبعونی یحببکم الله
پس پیروی کنید مرا تا دوست دارد شما را خدا الخ عبارت و معنی آن بر وجه ثانی ظاهر
است و بر وجه اول مقصود آن باشد که اگر شما میخواهید که محب خدا باشید مرا متابعت
کنید محب چه که محبوب او خواهید شد و عبارت وی رضی الله عنه نیز که فرمود نبین
ان طریق المحبة اتباعه محتمل هر دو معنی ست پس بیان کرد حق سبحانه تعالی که راهی
که بآن محبت حاصل میشود اتباع پیغمبر ست صلی الله علیه وسلم قولا و فعلا در گفتار و کردار
و هر گاه اتباع در قول و فعل حاصل شد اتباع در حال که اثر و نتیجه آن است نیز خواهد بود
اکثر المحب اتباع الکتاب انتہی اقول فتوح و مفتاح کی عبارت ہمارے مدعا کے
اثبات کو نہایت مفید ہی اس لیے کہ اجمعوا سے پوری اتباع مقصود ہی اگر سنت حقیقیہ
کی اتباع کیجاوی و سنت حکمیہ بدعت ٹھہرائی جاوی یا اوامر کی اتباع کیجاوی اور نواہی کا
لحاظ نہو یا نواہی کی اتباع کیجاوی اور اوامر کا خیال نہو تو وہ پوری اتباع نہ سمجھی جاویگی

پھر جو لوگ کہ مجلس مولود نہیں کرتے یا اوسے بدعت سمجھتے ہین وہ اتباع سنت باقسامہا
سے محروم ہین فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون ۵

خطا نے قلعی کھول دی آئینہ رخسار کی	چشمۂ خورشید مین کائی لگی زنگار کی

قال الملخص صحابہ کبار و اہل بیت اطہار باوجود اسکے احرص الناس علی جمیع العبادات واعلم الناس بامور الدین و اقربا بسید المرسلین تھے اور ائمہ مجتہدین جو اعلام شریعت و مؤسس اساس فقہ و کتاب و سنت و اقرب زمان صحابہ تھے جب انسے اس بارہ مین کوئی قول و فعل ثابت نہیں تو بڑا تعجب ہی کہ چھہ سو برس کے بعد اس فرقہ کو کسنے اور کہان سے سند قوی و حکم و دلیل مستحکم حاصل ہوئی اور بمقابلہ اوس زمان و زمانیان کے کہ شاہد و زمانیان شہد کی یا ما بعد اوسکے قایل حجت و تمسک ہین پس یہ امر دو وجہ سے خالی نہیں یا تو وہی حضرات ان امور خاص کو دین و دینیات سے نہیں جانتے تھے اس لیے اوسکی طرف توجہ و التفات نہ فرمائی یا اسکے ثواب و ترک کے عذاب سے ناواقف و بیخبر و بے علم تھے جو اس حسنات سے محروم رہے یہ صریح البطلان ہی پس اول مقرر و ثابت ہوا اقول ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ یہ مجلس سنت حقیقیہ ہی یا حکمیہ اگر سنت حقیقیہ ہی فہو المطلوب اور اگر سنت حکمیہ ہی تو اسکے لیے قید زمانی نہیں ہی ومن ادعی فعلیہ البیان قال اور اول جس شخص نے احداث اس امر محدث کا کیا سلطان مظفر الدین اربلی ہی کہ سن چھہ سو چار ہجری مین موجد اس امر نزاعی و بدعی کا ہوا چنانچہ تواریخ ابن خلکان مین جو بڑی معتبر و نامی کتاب ہی مفصل لکھا ہی کہ وہ فاسق و مسرف تھا ناچ و باجا و راگ و اسراف وغیرہ مین مصروف رہتا تھا اقول سلطان اصل موجد عمل مولد نہ تھا اور فاسق و مسرف بھی نہ تھا بلکہ پلے درجے کا متقی و منتہی تھا اسی اتقا کی بدولت خاص اوسکے شہر مین بھی منکرات نہوتے تھے تاریخ ابن خلکان کیطرف جو ان لغویات کی نسبت کی گئی ہی غلط ہی اوسمین تو بڑی دھوم دھام سے سلطان کی تعریف و توصیف لکھی ہی ہم تھوڑی سی عبارت نقل کرتے

ہیں تا ناظرین پر اس اہتمام کی قلعی کھل جاوے اور ساری شعبدہ بازی و فقرہ پردازی یاروں کی
نظر و تحقیق تک جاوے تاریخ احمد شمس الدین بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان موسوم بہ
وفيات الاعيان وابناء ابناء الزمان مما ثبت بالنقل او السماع او اثبته العيان میں ہے
اما سيرته فلقد كان له في فعل الخيرات غرائب لم يسمع ان احدا فعل في ذلك ما فعله فلم يكن شيء في
الدنيا احب اليه من الصدقة كان له كل يوم قناطير مقنطرة من الخبز يفرقها على المحاويج في
عدة مواضع من البلد يجتمع في كل موضع خلق كثير يفرق عليهم في اول النهار وكان اذا نزل من الركوب
يكون قد اجتمع عند الدار خلق كثير فيدخلهم اليه ويدفع لكل واحد كسوة على قدر الفصل من الشتاء والصيف
او غير ذلك ومع الكسوة شيء من الذهب من الدينار الاثنين والثلاثة واقل واكثر وكان قد
بنى اربع خانقاهات للزمنى والعميان وملأها من هذين الصنفين وقرر لهم ما يحتاجون اليه كل يوم وكان
ياتيهم بنفسه في كل عصرية اثنين وخميس ويدخل عليهم ويدخل الى كل واحد في بيته ويتفقده بشيء
من النفقة ويسأله عن حاله وينتقل الى الآخر وهكذا حتى يدور على جميعهم وهو يباسطهم ويمزح معهم و
يجبر قلوبهم وبنى دار للنساء الارامل ودار الصغار الايتام ودار للملاقيط رتب بها
جماعة من المراضع وكل مولود يلتقط يحمل اليهن فيرضعنه واجرى على اهل كل دار ما يحتاجون
اليه في كل يوم وكان يدخل اليها في كل وقت ويتفقد احوالهن ويعطيهن النفقات
زيادة على المقرر لهن وكان يدخل الى البيمارستان ويقف على مريض مريض
ويسأله عن مبيته وكيفية حاله وما يشتهيه وكان له دار مضيف يدخل اليها كل قادم
على البلد من فقيه وفقير او غيرهما وعلى الجملة فما كان يمنع منها كل من قصد الدخول اليها ولهم
الراتب في الدار في الغداء والعشاء واذا عزم الانسان على السفر اعطوه نفقة على ما يليق
بمثله وبنى مدرسة رتب فيها فقهاء الفريقين من الشافعية والحنفية وكان كل وقت
ياتيها بنفسه ويعمل السماط بها ويبيت بها ويعمل السماع واذا طاب خلع شيئا من ثيابه
وسير للجماعة بكرة شيئا من الانعام ولم يكن له لذة سوى السماع فانه كان لا يتعاطى المنكر

ولا يمكن من وصلها الى البلد وبنى للصوفية خانقاهين فيهما خلق كثير من المقيمين الواردين ويجتمع في
ايام المواسم فيهما من الخلق ما يعجب الانسان من كثرتهم ولهما اوقاف كثيرة تقوم بجميع ما يحتاج اليه
ذلك الخلق ولابد عند سفر كل واحد من نفقة ياخذها وكان يسير في كل سنة فيعين جماعة
من امنائه الى بلاد الساحل ومعهم جملة مستكثرة من المال يفتك بها اسرى المسلمين من ايدي
الكفار فاذا وصلوا اليه اعطى كل واحد شيئا وان لم يصلوا فالامناء يعطونهم بوصية منه في ذلك
وكان يقيم في كل سنة سبيلا للحاج ويسير معه جميع ما تدعو حاجة المسافر اليه في الطريق ويسير صحبته امينا معه
خمسة او ستة الاف دينار ينفقها بالحرمين على المحاويج وارباب الرواتب وله بمكة حرسها الله
تعالى آثار جميلة وبعضها باق الى الآن وهو اول من اجرى الماء الى جبل عرفات ليلة الوقوف
وغرم عليه جملة كثيرة وعمر بالجبل مصانع للماء فان الحاج كانوا يتضررون من عدم الماء وكان
رحمه الله متى اكل شيئا واستطابه لا يختص به بل كان اذا اكل من زبدية لقمة طيبة قال لبعض
من بين يديه من اجناده احمل هذا الى الشيخ فلان او فلانة ممن هم عنده مشهورون بالصلاح
وكذلك يفعل في الحلوا والفاكهة وغير ذلك من المطاعم والمشارب والكساء وكان كريم الاخلاق
كثير التواضع حسن العقيدة سالم البطانة شديد الميل الى السنة والجماعة لا ينفق عنده من ارباب
العلوم سوى الفقهاء والمحدثين ومن عداهما لا يعطيه شيئا الا تكلفا ولو استقصيت في تعداد محاسنه
لطال الكتاب انتهى مختصرا محصل یہی کہ سلطان کے ہاتھ سے ایسے ایسے بھلائی کے
کام ہوئے کہ کسی بادشاہ سے سنے نہ گئے ہر روز کئی مقام میں بہت سی روٹیاں محتاجوں کو
دیتا تھا اور دولت پر خلق کا ہجوم رہتا تھا بقدر حاجت سبکو جاڑے گرمی کے کپڑے
و نقد یا کم و زیادہ اشرفیاں دیتا تھا اور چار مکان اندھے و اپاہجوں کے لیے بنوائے
تھے کہ اونمیں اسی قسم کے لوگ رہتے تھے اور اونکے لیے مایحتاج مقرر تھا اور خود اتوار
و پنجشنبہ کو مکانوں میں آتا تھا ہر ہر شخص کو دیکھتا تھا کھانے پینے کی کیفیت وغیرہ
پوچھتا تھا اونکے ساتھ کشادہ پیشانی و مزاح سے بات کرتا تھا کہ اونکے دل خوش ہو جاتے تھے

اور بیوہ عورت اور یتیم لڑکے اور لقیط کے لیے ایک ایک مکان بنوائے تھے اور ہر مکان کے لیے مایحتاج ہر روز کا مقرر تھا اور خود اکثر وہان آتا تھا احوال دریافت کرتا تھا انکے نفقات مقررہ سے زیادہ دیتا تھا اور جب شفاخانے مین آتا تھا ہر مریض سے غذا وغیرہ کی کیفیت پوچھتا تھا اور ایک مہمانسرا تھی کہ اوسمین ہر قسم کے مسافر بے مزاحمت آتے تھے اونکو صبح وشام کھانا ملتا تھا جب وہ سفر کا عزم کرتے تھے اونکے لیے حسب مناسب نفقہ عنایت ہوتا اور ایک مدرسہ بنایا تھا کہ اوسمین فقہاے شافعیہ وحنفیہ رہتے تھے اور ہمیشہ اونکے پاس آتا تھا اور کباب کھلاتا تھا اور وہین سوتا تھا پھر سماع کیطرف متوجہ ہوتا جب خوش ہوتا اپنا کپڑا دیتا اور جماعت کو صبحکو انعام دیتا تھا سماع سے کمال رغبت تھی لیکن وہ سماع نہین جو غیر مشروع ہو اشیاے غیر مشروع کو تو اوسکے شہر مین بھی داخل ہونیکی اجازت نہ تھی اور صوفیون کے لیے دو خانقاہین بنائی تھین کہ اوسمین بہت لوگ جمع رہتے تھے کہ جنکی کثرت سے لوگ متعجب رہتے تھے اور دونون خانقاہون کے لیے بہت اوقاف مقرر تھے کہ تمام مصارف کے لیے مکتفی تھے اور اونکی رخصت کیوقت نفقہ ملتا تھا اور ہر سال دو بار امنا کے ہاتھ بلاد ساحل کیطرف بہت مال وزر بھیجتا تھا کہ اوس سے جو مسلمان کفار کے ہاتھون مین گرفتار رہتے تھے چھوڑائے جاتے تھے وہ قیدی جب خدمت مین حاضر ہوتے تو سلطان خود بقدر مناسب اونکو دیتا اور اگر سلطان تک نہ پہنچتے تو حسب الحکم پادشاہ امنا ادنکو دیتے اور حاجیون کے لیے بڑی کفالت کرتا تھا پانچ یا چھ ہزار اشرفیان حرمین شریفین زادہما اللہ تعالی شرفا وتعظیما مین بھیجتا تھا کہ وہان مستحقین پر تقسیم ہوتی تھین اور مکہ معظمہ مین اوسکے بڑے آثار ہین کہ بعض اب تک باقی ہین اسی سلطان نے جبل عرفات کیطرف پہلے پانی جاری کیا اور پانی جمع ہونیکے لیے جگہ بنائی مدنہ قبل اسکے حاجیونکو پانی کی کمال تکلیف تھی اور جب کوئی عمدہ کھانا یا میوے یا مٹھائی کھاتا تھا تو مشائخین صالحین کے پاس بھیجتا تھا اور خود نہایت کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدہ نیک نیت شدید المیل

طرف سنت وجماعت کے تھا ارباب علوم سے سوای فقہا و محدثین کے کسیکو نہین دیتا
تھا اگر احیانا دیتا تھا تو بہ تکلف اور اگر خوبیان اوسکی پوری بیان کیجائین تو کتاب بڑی
ہوجائے اگر اسی کا نام فسق و اسراف ہی تو خدا حافظ ہ

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد		عیب نماید ہنرش در نظر	

قال چنانچہ حال مظفر الدین شاہ اربل کا اس مجلس کے اہتمام مین یہ تھا کہ تیار کراتا تھا
قبے لکڑی کے ہر قبے مین چار یا پانچ طبقے ہوتے تھے اور بیس یا زیادہ قبہ کھڑے کراتا تھا
ایک قبہ اپنے لیے اور باقی واسطے امرا اور اعیان دولت کے لیے ابتدای صفر سے
بذ زینت وہ قبے آراستہ کیے جاتے تھے ہر طبقے مین اون قبون کے ایک جماعت راگ گانیوالون
کی اور ایک جماعت ٹپے اور خیال گانیوالونکی اور ایک جماعت باجے والونکی بیٹھتی تھی
پھر ہر روز بعد نماز عصر کے اپنے قبہ مین داخل ہوکر راگ گانیوالون کا سنتا تھا اور ٹپے
اور خیال خیال گانیوالون پر خوش ہوتا تھا اور خود ناچتا تھا اور جبکہ رہتے دو دن پہلے
مولد سے نکالتا اونٹ اور گائین اور بکریان بہت شمار سے زائد ساتھ طبلون اور آلات
غنا اور لہو کے جو کچھ ہو سکے یہان تک کہ لاتا اونکو میدان تک پھر جلدی کرتے
لوگ بادشاہ کے ذبح اور قربانی اونکے مین اور چڑھاتے دیگین اور پکاتے طرح طرح کے کھانے
پھر جب ہوتی رات مولد کی بہت راگ گواتا قلعے مین بعد نماز مغرب سے **اقول** البتہ
سلطان مجلس مولد شریف ایسی عمدہ طور سے کرتا تھا کہ جسکی تعریف انسان سے نہین ہو سکتی
تاریخ ابن خلکان مین ہی واما احتفاله بمولد النبی صلی الله علیه وسلم فان الوصف یقصر
عن الاحاطة به لاکن نذکر طرفا منه وهو ان اهل البلاد کانوا قد سمعوا بحسن اعتقاده فیه فکان
فی کل سنة یصل من البلاد القریبة من اربل مثل بغداد والموصل والجزیرة وسنجار ونصیبین
وبلاد العجم وتلک النواحی خلق کثیر من الفقهاء والصوفیة والوعاظ والقراء والشعراء ولا یزالون
یتواصلون من المحرم الی اوائل شهر ربیع الاول ویتقدم مظفر الدین بنصب قباب من الخشب

كل قبة اربع او خمس طبقات ويعمل مقدار عشرين قبة واكثر منها قبة له والباقي للامراء واعيان
دولته لكل واحد قبة فاذا كان اول صفر زينوا تلك القباب بانواع الزينة الفاخرة المتجملة
وقعد في كل قبة جوق من الاغاني وجوق من ارباب الخيال ومن اصحاب الملاهي ولم يتركوا
طبقة من تلك الطباق حتى رتبوا فيها جوقا وتبطل معايش الناس في تلك المدة وما يبقى
لهم شغل الا التفرج والدوران عليهم وكانت القباب منصوبة من باب القلعة الى باب الخانقاه
المجاورة للميدان فكان مظفر الدين ينزل كل يوم بعد صلوة العصر ويقف على قبة قبة الى
آخرها ويسمع غناءهم ويتفرج على خيالاتهم وما يفعلونه في القباب ويبيت في الخانقاه
ويعمل السماع فيها ويركب عقيب صلوة الصبح يتصيد ثم يرجع الى القلعة قبل الظهر هكذا يعمل كل يوم
الى ليلة المولد وكان يعمله سنة في ثامن الشهر وسنة في ثاني عشره لاجل الاختلاف الذي
فيه فاذا كان قبل المولد بيومين اخرج من الابل والبقر والغنم شيئا كثيرا زائدا عن الوصف وزفها
بجميع ما عنده من الطبول والاغاني والملاهي حتى ياتي بها الى الميدان ثم يشرعون في نحرها
وينصبون القدور ويطبخون الالوان المختلفة فاذا كان ليلة المولد عمل السماعات بعد ان يصلي
المغرب في القلعة ثم ينزل وبين يديه من الشموع المشتعلة شيء كثير وفي جملتها شمعتان او اربع
اشك في ذلك من الشموع الموكبية التي تحمل كل واحدة منها على بغل ومن ورائها رجل يسندها
وهي مربوطة على ظهر البغل حتى ينتهي الى الخانقاه فاذا كان صبيحة يوم المولد انزل الخلع من القلعة
الى الخانقاه على ايدي الصوفية على يد كل شخص منهم بقجة وهم متتابعون كل واحد وراء
الآخر فينزل من ذلك شيء كثير لا اتحقق عدده ثم ينزل الى الخانقاه وتجتمع الاعيان
والرؤساء وطائفة كثيرة من بياض الناس وينصب كرسي للوعاظ وقد نصب مظفر الدين
برج خشب له شبابيك الى الموضع الذي فيه الناس والكرسي وشبابيك آخر للبرج
ايضا الى الميدان وهو ميدان كبير في غاية الاتساع ويجتمع فيه الجند ويعرضهم ذلك النهار
وهو تارة ينزل الى عرض الجند وتارة الى الناس والوعاظ ولا يزال كذلك حتى يفرغ الجند

من عرضهم فعند ذلك يقدم السماط في الميدان للصعاليك ويكون سماطًا عامًا فيه من الطعام
والخبز شيء كثير لا يحد ولا يوصف ويمد سماطا ثانيا في الخانقاه للناس المجتمعين عند الكرسي وفي مدة العرض
ووعظ الوعاظ يطلب واحدًا واحدًا من الاعيان والرؤساء والوافدين لاجل هذا الموسم ممن قدمنا
ذكره من الفقهاء والوعاظ والقراء والشعراء ويخلع على كل واحد منهم ثم يعود الى مكانه فاذا تكامل
ذلك كله حضروا السماط وحملوا منه لمن يقع التعيين على الحمل الى داره ولا يزالون على ذلك
الى العصر او بعدها ثم يبيت تلك الليلة هناك ويعمل السماعات الى بكرة هكذا دابه في كل سنة
وقد لخصت صورة الحال فان الاستقصاء يطول فاذا فرغوا من هذا الموسم تجهز كل انسان
للعود الى بلده فيدفع لكل شخص شيئا من النفقة یعنی سلطان مظفر الدین محفل میلاد نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جو کرتا تھا اوسکی پوری تعریف نہیں ہو سکتی چونکہ سلطان کا حسن عقیدہ درباب انعقاد
مجلس میلاد کے شہرہ آفاق تھا ہر سال بغداد و موصل و جزیرہ و سنجار و نصیبین و بلاد عجم سے
جوق جوق فقہا و صوفیہ و واعظین و قراء و شعراء محرم سے اوائل ربیع الاول تک اربل میں
آتے تھے اور سلطان لکڑی کے بیس عدد قبے قلعے کے دروازے سے خانقاہ کے
دروازے تک جو میدان کے متصل تھا بنواتا تھا ہر قبے میں چار یا پانچ درجے ہوتے تھے
ایک قبہ خاص سلطان کے لیے ہوتا تھا اور مابقی ہر ہر امیر و اعیان دولت کے لیے ایک ایک قبہ
پھر اوائل صفر میں ان قبوں کی نہایت زینت ہوتی تھی اور ہر قبہ میں ایک ایک جوق
اہل سماع و ارباب خیال کے ہوتے تھے اور لوگ خوشیاں کرتے تھے اور سیر کرتے تھے
سلطان بعد نماز عصر کے ہر ہر قبے میں تشریف فرما ہوتا تھا اور وہاں مجلس سماع ہوتی تھی
اور خیالات پر خوش ہوتا تھا اور خانقاہ میں خواب استراحت فرماتا تھا اور وہاں بھی
مجلس سماع منعقد ہوتی تھی پھر بعد نماز صبح کے شکار میں مصروف رہتا تھا اور قبل ظہر کے
قلعے میں نزول اجلال فرماتا تھا شب میلاد تک یہی دستور رہتا تھا اور مجلس میلاد ایک سال
آٹھویں تاریخ کو کرتا اور ایک سال بارھویں کو بلحاظ اختلاف روایت کے پھر مجلس میلاد کے

دو روز قبل بہت سے اونٹ وگائے وبکریان نکالتے تھے اور اونکو جلدی ہانکتے تھے طبول اغانی
وبلای کے ساتھ تاآنکہ وہ میدان مین پہونچتے پھر وہ ذبح کیے جاتے تھے اور انواع واقسام
کے کھانے پکائے جاتے تھے شب میلاد کو بعد نماز مغرب کے مجلس سماع قرار پاتی قصائد
وغیرہ مدح مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھے جاتے تھے پھر قلعے سے خانقاہ مین بڑی
روشنی کی دھوم کے ساتھ داخل ہوتا پھر صبح شب میلاد کو صوفیہ کو خلعت بیشمار عطا ہوتے
پھر وعظ کے لیے کرسی نصب ہوتی اور ارکان دولت اور بہت سی مخلوق جمع ہوتی تھی
اور اوسوقت سلطان ایک ٹکیے برج مین رونق افروز ہوتا اوس برج مین ایک شبکہ کبھی کسیطرف
ہوتا اور کبھی شبکے میدان کیطرف اور اوس میدان وسیع مین فوج ملاحظے کے لیے
جمع ہوتی اور سلطان کی کیفیت ہوتی کہ ایکبار فوج کے ملاحظے کو میدان کے شبکون
مین رونق افروز ہوتا اور ایکبار دوسری طرف کے شبکے مین وعظ سننے کے لیے اور فوج کے
ملاحظے و وعظ کے سننے کے وقت ہر ہر اعیان دولت و فقہا و واعظین و قرا و شعرا کو
اپنے نزدیک بلاتا اور خلعت فاخرہ عنایت فرماتا جب ساری فوج ملاحظے سے گذرتی تو
بھونے گوشت وکباب وعمدہ عمدہ کھانے فقرا پے تقسیم ہوتے اور خانقاہ مین جو لوگ
مجتمع ہوتے اونکو بھی ملتے جب تقسیم کامل ہوجاتی تو باقی لوگون کے گھرون کو تقسیم ہوتا اور
یہ طور عصر یا عصر کے بعد تک رہتا پھر سلطان شب کو وہین آرام فرماتا و مجلس سماع کی
صبح تک رہتی ہر سال سلطان کا یہی طریقہ رہتا جب لوگ اپنے اپنے شہرونکا قصد کرتے
ہر شخص کے لیے نفقہ سلطان کیطرف سے عنایت ہوتا ان افعال سے پھر کوئی فعل
سلطان کا ایسا نہ تھا کہ علم وحلم وسخاوت واتباع سنن ومحبت علم کو مٹاکے فاسق وفاجر
بنادے سماع کو اکابر علما جائز ومشروع سمجھتے ہین اس لیے سلطان مجلس سماع مین حاضر ہوتا تھا
سلطان کا رقص عبارت ابن خلکان سے ثابت نہین ہوتا ہے

اگر ثابت بھی ہو تو رقص صوفیہ جائز ہی طبل بھی شرعاً جائز ہی شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی
واما ما عدا ذلک فلیس فی معناه کالطبل والقصیب سوی ما اعتاده اہل الشرب فانه اذا ارتفع علیه
المشابهة بقی علی الاصل الاباحة انتهی مختصراً اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جس مزمار کو اہل شرب
استعمال کرتے ہین بسبب مشابہت کے ممنوع ہی ماوراء اسکے اپنی اباحت پر ہین جیسے
طبل و قصیب لشکر کا غنا و لہو بھی جائز ہی مرقاۃ مین ہی قال النووی اجازت الصحابة
غناء العرب الذی فیه النشاد و ترنم والحداء و فعلوه بحضرته صلی الله علیه وسلم ومثله لیس بحرام
حتی عند القائلین بحرمة الغناء پھر ارتکاب مباحات شرعیہ سے ایسے عالم عامل سلطان
باذل کی شان مین یہ دشنام دہی ہرگز مناسب نہ تھی ؎

الٰہی کس سکینہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتی ہی	کہ آج گوچمین ایسے شور یا ہی فرنت قلقتی ہی

قال اور سبط ابن الجوزی نے اپنی تاریخ مرآۃ الزمان مین لکھا ہی مجلس اگ کی آراستہ کرتا تھا
صوفیون کے لیے ظہر سے فجر تک اور خود ناچتا تھا **اقول** البتہ حق سماع یہی ہی کہ خاص
اوسکو یا سامعین حاضرین کو جن چیزون سے تشویش حاصل ہوتی ہو نہ کرے اسی لیے
رقص منع ہی مگر جب ایسی بیہوشی طاری ہو کہ مطلق ان افعال کا علم نہو یا ایسی کیفیت
طاری ہو کہ اپنے کو ان افعال سے باز نہ رکھ سکتا ہو ایسی صورتین معذور سمجھا جائیگا خود
شارع نے ایسے ایسے مواقع پر اجازت دی ہی کیا عام حدیبیہ مین اور عبد اللہ ابی رئیس
المنافقین کی وفات کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حمیت دین کی غالب آئی تھی
کیا عام حدیبیہ مین صلح کا انکار اور ابن ابی کی نماز جنازہ کا اور دعا کا اور قبر پر کھڑے ہونیکا
انکار نہین کیا تھا اور کیا ابی طیبہ رضی اللہ عنہ نے خون سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ بعد حجامت کے نکلا تھا تبرکاً بسبب حب اسلام کے نہین پیا تھا شرح عین العلم ملا
علی قاری مین ہی ویحترز عما یشوش علیه وعلی غیره ان امکن له کالرقص الا ان صار مغلوبا علی
عقله بحیث لا یعلم لفعله او کان مجذوبا لا یطیق الامتناع عنه فیعذر الخ انتهی مختصراً اگر سلطان نے

کہ صوفی عالم و عامل و اہل دل سے تھا بے اختیار و بے تاب ہو کر مجلس سماع مین
رقص کیا تو حسب تقریر صاحب عین العلم و ملا علی قاری سے کیا برا کیا ؎

خلش خار کا کھٹکا ہی بغل مین موجود	دیکھیے گل دعوی نازک بدنی خوب نہین

قال امام سرخسی نے شرح سیر کبیر مین لکھا ہی البتہ سماع اور قول اور رقص جو صوفی ہمارے زمانے کے کرتے ہین حرام ہی نہین جائز ہی جانا اور بیٹھنا اوسمین اقول امام سے زمانے مین صوفیونکی مجلس سماع مین مزامیر یا امارد و نسوان ہوتے ہونگے اس لیے اوسے امام نے حرام کہا ہوگا ایک قسم خاص کے حرام ہونے سے ہر اقسام کی حرمت لازم نہین آتی سماع کی چار قسم ہین عبادت مندوب مباح حرام اگر سماع ترویح نفس و دفع ملالت کے لیے ہو عبادت ہی اور اگر خدا کے حب اور اوسکے اوامر مین تامل کے لیے ہو مندوب ہی اور اگر مقامات مباح مین سرور و فرح کے لیے ہو تو مباح ہی اور اگر بامزامیر ہو یا امرد و نسوان سے ہو تو حرام ہی شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی او اکد المتغنی بہ حبہ تعالی بذکرہ والتامل فی امرہ فانہ مندوب ان اکد المتغنی بہ السرور و الفرح فیما یباح فیہ کالعید والعرس والولادۃ والختان و حفظ القرآن کذا اجتماعہ الاخوان فی بعد الزمان للطعام والکلام وکذا قدوم بعض الاصحاب من السفر فہو ماثور عن السلف و الخلف بل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شاہ عبد العزیز صاحب نے بعض جوابات مین تحریر فرماتے ہین در مقدمہ سرور و غنا و لو مع الدف روایات حنفیہ مختلف آمدہ اما ارجح و اقوی من حیث الدلیل و مطابقۃ الاحادیث الکثیرۃ المشہورۃ فی الکتب المعتبرۃ ہمین ست کہ سرود و غنا مجرد از مزامیر مباح ست و دف از جملہ مزامیر مستثنی است زیراکہ سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح ثابت شدہ پس عالم محقق را باید کہ برہمین روایات فتوی دہد و اولیاء اللہ خصوصا کبار چشتیہ سماع ہمین غنا فرمودہ اند کہ بحضور مزامیر و آلات لہو و الغرض چونکہ اباحت سماع و غنا عظماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہی و مشایخ عظام و علماء کرام سلفا و خلفا مجلس سماع کرتے آئے اور اوسکے جواز کا

فتوی دیتے آئے تو نفس سماع کو حرام کہنا یا اوسکے سننے والے و فتوی دینے والیکو فاسق کہنا نچاہیے

شتر را که شور طرب در سرست	اگر آدمی را نباشد خرست

شرح عین العلم ملا علی قاری میں ہی و اما نقل ابو طالب المکی اباحة السماع عن جماعة من الصحابة والتابعین کعبد اللہ بن جعفر وابن الزبیر ومعاویة وغیرہم فانما محمول علی سماع لیس فیہ شئ من الغنا کسماع القرآن و اشعار العرب ولو بالالحان و اما علی مذہبہم المختار عندہم فان المسئلة خلافیة لا اجماعیة

نازم بچشم خود که جمال تو دیده است	افتم بپای خود که بکویت رسیده است
هر دم هزار بوسه زنم دست خویش را	کو دامنت گرفته بسویم کشیده است

قال اور ہدایہ میں ہی دلالت کرتا ہی مسئلہ اسپر کہ ملاہی سارے حرام ہیں یہانتک کہ گانا ساتھہ بجانیکے **اقول** جو سماع مزامیر کے ساتھہ ہو اوسے ہم بھی حرام کہتے ہیں یہ تقریر نہ تمھاری مفید ہی اور نہ ہمارے لیے مضر اس لیے کہ سلطان کے سماع مزامیر کے ساتھہ نہ تھے سلطان چونکہ خود عالم عامل تھا اور اوسکی مجلس میں اکابر محدثین و فقہا و متصوفین شریک رہتے تھے غیر مشروعات کو وہان دخل نہ تھا **قال** بالجملہ فاسق ہونا مظفر الدین بادشاہ مذکور اور اون لوگون کا کہ شریک اوسکے تھے اور مجلس نکالی ہوئی سلطان کو اور کو جائز کہتے تھے ثابت ہی اور فتوی ایسے لوگون کا قابل قبول کے نہیں **اقول** سلطان اور اوس زمانیکے علما محدثین ہرگز فاسق نہ تھے پر تم ان لوگونکو گالی دیکے مفت میں فاسق بنتے ہو کہ سباب المؤمن فسوق

چشم باز و گوش باز و این ذکا	خیره ام در چشم بندی خدا

قال اور مؤید اسکا و معین ترویج ابو الخطاب عمر بن دحیہ ہو اوہ وقت جانے خراسان کے اربل میں آیا مظفر الدین کا اہتمام دیکھکر واسطے خوشی و رضامندی مظفر الدین کے ایک کتاب مسمی بہ تنویر فی مولد السراج المنیر تصنیف کر کے پیش کیا شاہ اربل نے ہزار دینار اوسکے صلہ میں ابن دحیہ کو دیا پھر تو جاری و ساری ہو گیا یہانتک کہ اس وجہ کو پہنچا حال تزیین و القا

شاہ اربل کا احداث بدعت و رواج و شغل غنا و مزامیر و اسراف سے ظاہر ہو گیا کہ کیسا قابل ملامت تھا **اقول** سلطان کی نسبت جو کچھ ارشاد ہوا سب خلاف واقع ہی نہ اوسنے کسی بدعت کا احداث کیا نہ شغل غنا و مزامیر میں رہتا تھا نہ مسرف تھا نہ قابل ملامت تھا بلکہ متدین متقی عالم عامل و سخی تھا

گویند کہ ہجو کرد مارا شخصے	شیرین و لطیف ہمچو شیر و شکر
صد شکر کہ انچہ عیب ما بود و غبار	امروز برای دیگری گشت ہنر

قال اور ابن دحیہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں بلفظ متہم فی النقل مجروح کیا ہی اور ابن نجار نے ابن دحیہ کے حال میں نقل کیا ہی کہ رأیت الناس مجمعین علی کذبہ وضعفہ وادعائہ سماع مالم یسمعہ ولقاء من لم یلقہ یعنی دیکھا مینے بہت سے آدمیونکو کہ متفق تھے اوپر کذب ابن دحیہ کے اور اوپر ضعیف ہونے اوسکے اور اوپر دعوی کرنے اوسکے سماع اوس حدیثون کے کہ نہ سنا اوسنے ابن دحیہ نے اور اوپر ملاقات اوس شخص کے کہ جسکی نہ ملاقات کی ابن دحیہ نے خلاصہ یہ کہ جس حدیث کو وہ نہ سنے تھا کسی شخص سے دعوی کرتا تھا کہ اوسکو سنا ہی اور جس سے ملاقات اوسکو نہ تھی دعوی کرتا تھا کہ اوس سے ملاقات ہی اور کتب اسماء الرجال وغیرہ میں بہت قصے اوسکے واضع و کذاب ہونیکے لکھے ہین چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں بیان اقسام وضاعین احادیث کے لکھا ہی ضرب یلجئون الی اقامۃ دلیل علی ما افتوا بہ بارائہم فیضعون وقیل ان ابا الخطاب ابن دحیہ کان یفعل ذلک کانہ وضع الحدیث فی قصر المغرب یعنی ایک قسم وضاعین حدیث کے وہ ہین کہ مضطر و پریشان ہوتے ہین جانب قائم کرنے دلیل کے اوس مسئلہ پر کہ فتوی دیا ہی اوسکا اپنی رای سے پس حدیث بناتے ہین کہا گیا ہی کہ ابو الخطاب بن دحیہ یہ بات کرتا تھا اور شاید کہ اوسنے وضع کی ہی حدیث قصر کی نماز مغرب میں اور کہا ابن حافظ ابو الحسین بن الفضل نے پس جانا مینے کہ یہ ابن دحیہ ہلکا جاننے والا ہی دین کے کامون کا عادت رکھتا ہی جھوٹ بولنے کی

کا موخین اور حافظ ضیاء مقدسی نے ذیل کامل مین لکھا ہی کہ نہ اچھا معلوم ہوا مجکو حال
ابن دحیہ کا تھا بہت برا کہنے والا اماموں کا اور خبر دی مجکو ابراہیم سنبہوری نے کہ مشایخ
مغرب نے لکھا جرح اور تضعیف ابن دحیہ کی اور پھر کہا حافظ ضیاء نے بعد نقل قول سنبہوری
کے کہ پھر دیکھین مینے ابن دحیہ سے بہت چیزین کہ دلالت کرتی تھین مجروح و ضعیف ہونے پر
اقول ابن خطاب بہت بڑا عالم و محدث و ادیب تھا بلاد اندلس مین علم حدیث پڑھا اور
وہان کے علما و مشایخ کی صحبت مین مدت تک رہا پھر وہان سے برانغدوہ مین آیا پھر
افریقیہ مین پھر دیار مصر مین پھر شام و شرق و عراق مین اور بغداد مین بعض اصحاب
ابن الحصین سے سماع حدیث کی اور واسط مین ابو الفتح محمد بن احمد میدانی سے پھر عراق
عجم و خراسان اور مازندران گیا لیکن یہ سب سفر صرف تحصیل و تکمیل فن حدیث کے لیے
تھا اور اصبہان مین ابی جعفر صیدلانی سے و نیشاپور مین منصور بن عبد المنعم سے سماع
حدیث کی الغرض تحصیل علم حدیث مین اسقدر محنت و جانفشانی ابن دحیہ کے فضل و کمال پر
بہت بڑی دلیل ہی تاریخ ابن خلکان مین ہی وکان ابو الخطاب المذکور من اعیان العلماء
ومشاہیر الفضلاء متقنا لعلم الحدیث النبوی وما یتعلق بہ عارفا بالنحو واللغۃ وایام العرب
واشعارہا الی آخرہا قال اس زمانے مین ادنی ادنی شخص جنھین ایک حدیث یاد نہین
اور طلب حدیث مین کبھی دروازے کے باہر پاؤن بھی نہ رکھا اپنے کو محدث کہلاتے
ہین اور ایسے ایسے اکابر کے حق مین کیا کیا کلمے زبان پر لاتے ہین فالکمالی کے
جواب مین علامہ سیوطی رح تحریر فرماتے ہین انہ احدثہ ملک عادل عالم وقصد بہ التقرب
الی اللہ عز وجل محضر عندہ العلماء والصالحون من غیر نکیر وارتضاہ ابن دحیہ وصنف لہ
من اجلہ کتابا فہولاء علماء متدینون رضوہ واقروہ ولم ینکروہ اس عبارت سے کمال
تعظیم ابن دحیہ کی پائی جاتی ہی اس لیے کہ علما و صالحین کے ذکر کے بعد ابن دحیہ کا
ذکر بطور تخصیص بعد تعمیم کے ہی جس سے فائدہ تعظیم کا حاصل ہوتا ہی سوا اسکے ہولاء

علماء ستدمیون کے مشارالیہ ابن دحیہ بھی ہین الغرض محدثین کے نزدیک ابن دحیہ کا
بہت بڑا اعتبار ہی اس لیے جابجا اپنی کتابون مین ابن دحیہ کی روایات واقوال کی سند
لاتے ہین علامہ سیوطی طرح السقط ونظم اللقط مین فرماتے ہین قال القرطبی انہ لایجوز
لحاکم ان یقتل بعلمہ الا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال الحافظ ابن دحیہ اختص النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بان لہ قتل من اتہم بالزنا من غیر بینۃ ولایجوز ذلک لغیرہ انتہی مختصرا علامہ
نے اس عبارت مین ابن دحیہ کو بلفظ حافظ معنون کیا ہی بغیۃ الوعاظ مین خود علامہ
سیوطی فرماتے ہین الحافظ ابو الخطاب کان من اعیان العلماء ومشاہیر الفضلاء
متقنا لعلم الحدیث وما یتعلق بہ اور تدریب الراوی کی عبارت جو ابن دحیہ کی نسبت
لکھی گئی ہی معنون بلفظ قیل ہی جس سے صاف ضعف نمایان ہی اس ضعف پر بھی
کانہ سے تمریض پائی جاتی ہی خیر اگر ہم فرض کرین کہ کسی نے قصر مغرب مین وضع حدیث
کی نسبت بھی کی تو کیا اس سے ابن دحیہ واضع ٹھہر جائین گے ابوحفص بلقینی
وابن الملقن وعراقی صاف فرماتے ہین کہ ابن دحیہ کیطرف کسی نے اسکا جزم نہین کیا
اور نہ اونکے ترجمے مین اسکا ذکر کیا کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث مین ہی
وضرب بلحیون الی اقامتہ دلیل علی ما افتروا آبائہم فیضعون قال شیخنا العراقی کما نقل عن
ابی الخطاب ابن دحیہ ان ثبت عنہ النفی وقد حدثنی مشایخی الحفاظ الثلاثۃ ابو حفص
البلقینی ابن الملقن والعراقی کل بالقاہرۃ بان ابا الخطاب ابن دحیہ المذکور وضع
حدیثا فی قصر صلوۃ المغرب ولم یجزم احد منہم بذلک وہذا لم اذکرہ فیہم لانہ لم یجزم احد منہم بذلک
ولم ار احدا جزم عنہ بذلک ولا ذکر ذلک فی ترجمتہ وکان ینبغی لشیخنا العراقی ان تمیس بغیر
ابن دحیہ لکونہ ما ثبت عنہ ذلک وعلامہ تلمسانی نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب
مین فرماتے ہین وتکلم فیہ جماعۃ فیما ذکرہ ابن النجار وقدرہ اجل مما ذکروہ قال جب
معلوم وثابت ہوا حال کاذب وفاسق ہونے محدث وحسین ومروج کا تو کھل گیا

سب اہل انصاف وتمیز پر چال شی محدث کا کس قدر مخالف ومجروح ومقدوح ہی وچنانچہ
کتاب شرعۃ اللہ مین مرقوم ہی ومنہا القیام عند ذکر وضع خیر الانام فی عمل مولدہ علیہ الصلوۃ والسلام
فانہ بدعۃ لا اصل لہ فی الشرع کیف ودلت الاحادیث والآثار علی کون القیام للتعظیم القادم مکروہا
فما بال ہذا القیام الذی احدث عند حکایۃ القدوم فی ہذا العمل فلو سلم مشروعیۃ القیام للتعظیم
القادم کما ہو مذہب بعضہم لا یلزم منہا مشروعیۃ ہذا القیام ولا تغتر بما اعتاد بہ المدعون للوجد
والمحبۃ فان کثیرا منہم اشتغلوا بالمزامیر والملاہی والرقص وامثالہا مع اتفاق العلماء سیما
الحنفیۃ علی حرمتہا یعنی بعض مدعیون سے قیام ہی وقت ذکر ولادت خیر الانام کے بیچ
عمل مولد آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے پس ہر آئینہ وہ بدعت ہی کچھہ اصل نہین اوسکی
شرع مین کیونکر نہ بے اصل ہو حال یہ کہ دلالت کیا احادیث وآثار نے اوپر ہونے قیام کے
مکروہ واسطے تعظیم شخص آنیوالے کے پس کیا حال ہی اس قیام کا کہ نو پیدا ہوا وقت بیان
قدوم کے اس عمل مولد مین پس اگر تسلیم کیجاوے مشروعیۃ قیام کیواسطے تعظیم آنیوالے
کی جیسا کہ مذہب بعضون کا ہی تو اس سے لازم نہین آتا ہی مشروع ہونا اس قیام کا
ونہ فریفتہ ہو تو ساتھہ اوسکے کہ عادت پکڑی مدعیان وجد ومحبت نے اس واسطے کہ اکثر اونمین
کے مشغول ہوئے ساتھہ مزامیر وملاہی وناچ وامثال اوسکے باوجود اتفاق علماء کے خصوص
علماء حنفیہ اوپر حرمت اوسکے **اقول** تقریر سابق سے کسی کا فسق وفجور ثابت نہین ہوا
بلکہ فضل وکمال واتباع سنن متحقق ہوا فتذکر یا سلف مگر شرعۃ اللہ کی عبارت جو نقل کی گئی
ہی وہ تمہاری تقریرات سابق کے منافی ہی اس لیے کہ اس سے صاف ظاہر ہی کہ بعض
مذہب پر قیام تعظیمی درست ہی اور تمنے سابقا کل کی نفی کی ہی سوا اسکے ارباب وجد
ومحبت کے مقدمے مین جو لکھا گیا کہ اکثر لوگ مزامیر وملاہی رقص مین مشغول رہتے ہین تو ہمکو
اوس سے بحث نہین نہ ہم ایسے لوگونکے قول کی سند لاتے ہین نہ اونکی اقتدا کرتے ہین ف

چینی تونے افشان جو اس جبین ہی	ستارون مین اوسکی چنان اور چنین ہی

قال قال الحلبی وقال الشیخ محمد الشامی فی سیرتہ جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہ یعنی کہا قامع البدعات مولانا شیخ محمد شامی نے اپنی کتاب سیرت مین کہ جاری ہوئی ہی عادت اکثر محبین کی جب سنتے ہین وہ ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کرتے ہین واسطے تعظیم آنحضرت کے وحالانکہ قیام بدعت بے اصل ہی **اقول** اس مقام پر تھوڑی سے عبارت بطور لاتقربوا الصلوۃ کے نقل کی گئی ہی پوری عبارت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ قامع البدعات استحسان کے قائل ہین علامہ برہان الدین حلبی انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون مین فرماتے ہین ومن الفوائد انہ جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فی اجتماع الناس لصلوۃ التراویح نعمت البدعۃ وقد قال العز بن عبد السلام رحمہ اللہ ان البدعۃ تعتریہا الاحکام الخمسۃ وذکروا من امثلۃ کل ما یطول ذکرہ ولا ینافی ذلک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ای شرعنا مالیس منہ فہو رد لان ہذا عام ارید بہ خاص فقد قال امامنا الشافعی قدس اللہ سرہ ما احدث وخالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہو من البدعۃ الضالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من ذلک فہو من البدعۃ المحمودۃ وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشایخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری رحمہ اللہ فی مدحہ صلی اللہ علیہ وشرف وعظم ؎

قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب		على ورق من خط احسن من كتب	
وان تنهض الاشراف عند سماعه		قياما صفوفا او جثيا على الركب	

فعند ذلك قام الامام السبکی رحمه الله وجميع من بالمجلس فحصل انس كبير بذلك المجلس ويكفى ذلك فی الاقتداء یعنی بہت لوگون کی عادت ہی کہ جب ذکر ولادت باسعادت سنتے ہین تعظیماً کھڑے ہوتے ہین اور یہ قیام بدعت ہی اسکے لیے اصل نہین ہی لیکن بدعت حسنہ ہی اس لیے کہ سب بدعت مذموم نہین ہوسکتی نماز تراویح کے لیے اجتماع ناس کی مقدمے مین حضرت عمر رضی الله عنہ نے فرمایا نعمت البدعۃ عزبن عبد السلام نے کہا کہ بدعت پر احکام خمسہ متعلق ہوتے ہین کہ انکی مثالون کا ذکر کرنا خالی طوالت سے نہین ہی اور یہ ایا کم ومحدثات الامور وغیرہ احادیث کے منافی نہین ہو اسلیے کہ یہ عام ہی اس سے خاص ارادہ کیا گیا امام شافعی نے کہا کہ جو بدعت مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے ہو بدعت ضلالہ سے ہی اور جو نئی چیز کہ قسم خیر سے ہو اور انکے مخالف نہو وہ بدعت محمودہ سے ہی اور وقت ذکر اسم مبارک کے عالم امۃ مقتدی ائمہ امام تقی الدین سبکی نے قیام کیا اور انکے زمانے کے تمام مشائخ کبار نے انکی اقتدا کی ایک روز امام سبکی کے پاس بہت علماء زمانہ مجتمع تھے کہ کسی نے قول صرصری قلیل لمدح المصطفی الخ پڑھا امام اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہوے اور اس قدر اقتدا کے لیے کافی ہی **قال** صاحب نور الیقین لسن طلب الدین چیزیکہ نام آن مولد نہادہ اند بدعت ست چہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم ہیچ کس را بدین نفرمودہ ونہ خلفای وونہ ائمہ ونہ خود این فعل کردہ اند انتہی **اقول** بدعت سے بدعت حسنہ مراد ہوگی اگر بالفرض سیئہ مراد ہو تو جواب اسکا سابقاً مذکور ہوا ہی **قال** اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے مجموعہ فتاوی مسمی تحفۃ القضاۃ مین لکھتے ہین کہ ما يفعله الجهال على رأس كل حول في شهر ربيع الاول ليس بشئ ويقومون عند ذكر مولده صلى الله عليه وآله وسلم ويزعمون ان روحه صلى الله عليه وسلم يجئ وحاضر فزعمهم باطل بل هذا الاعتقاد شرك وقد

وجد صادق من غیر ریاء و تکلف او قام باختیار من غیر اظہار وجد وقام له الجماعة فلا بد من الموافقة فذلک من آداب الصحبة ولکل قوم رسم ولا بد من موافقة الناس باخلاقهم کما ورد فی الخبر لا سیما اذا کانت اخلاقا فیہا حسن العشرة والمخالطة وتطییب القلب بالمساعدة وقول القائل ان ذلک بدعة لم یکن فی عہد الصحابة فلیس کل ما یحکم بالاباحة منقولا عن الصحابة وانما المحذور بدعة تراغم سنة ماثورة ولم ینقل النہی عن شیء من ہذا انتہی ملخصا اس مقام میں ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص مجلس مولود میں وجد صادق سے یا بدون وجد کے کھڑا ہو اور جماعت اوسکے لیے کھڑی ہو تو موافقتہ کھڑے ہونا ضرور ہی سوا اسکے جب مجلس میلاد میں قیام استحسان علما سے ہوگیا ہی اور اہل اسلام عرب و عجم قیام کیا کرتے ہیں تو ضرور چاہیے کہ آدمیونکی موافقت اخلاق میں کیجاہی خصوصا جب اس قسم کے اخلاق ہون کہ اونمین حسن عشرت ومخالطت ہو اور مساعدت سے باعث خوشی کا ہو اور اگرچہ اس قیام کا معمول زمانہ صحابہ میں نہو مگر جو کچھ مباح ہی اوسکا زمانہ صحابہ میں ہونا ضرور نہیں ہان بدعت محذورہ وہ بدعت ہی کہ سنت ماثورہ کے خلاف ہو اور اس مقدمے میں کہین نہی وارد نہین ہوئی **قال** سوا اسکے قدما و اکابر علما مذاہب ربع جو بڑے نامی گرامی صاحب تصانیف معتبرہ ہیں وہ مانع و منکر اس عمل مولد کے ہیں **اقول** اسماء منکرین جو پیش کیے گئے وہ اقسام ہفت گانہ سے خالی نہیں پہلی قسم اونکا مجوز ہونا یقینا معلوم ہی دوسری قسم کتب محولہ میں انکار نہیں پایا جاتا تیسری قسم انکار اگرچہ پایا جاتا ہی مگر محققین مستندین نے اوسکا جواب بھی دیا ہی چوتھی قسم مذبذبین یعنی اونکے کلام سے بعض ناظرین مجوزین میں داخل کرتے ہیں پانچوین قسم منکرین کیطرف سے تصحیح نقل نہو سکی چھٹی قسم منکرین غیر معتبر ہیں ساتوین قسم منکرین مجہول الحال ہیں **قال** مثل ابو عبد اللہ بن الحاج مالکی صاحب مدخل **اقول** یہ چوتھی قسم میں داخل ہین چنانچہ زرقانی شارح مواہب لدنیہ نے انھیں مجوزین میں شمار کیا ہی اور علامہ سیوطی و شیخ عبد الحق دہلوی کے کلام سے بھی انکا مجوز ہونا پایا جاتا ہی اور سبیل الہدی میں ہی کہ ان میلاد میں خاصتہ عبادة وخیر کے لیے بہت کچھ

لکھا ہی تھوڑی سی عبارت یہان نقل کیجاتی ہی وکان یحب ان یزاد فیہ من العبادۃ والخیر
شکر اللمولی علی ما اولانا بہ من ہذہ النعم العظیمۃ وانکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یزد فیہ علی غیرہ
من الشہور شیئا من العبادات وما ذاک الا لرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفقہ امتہ لانہ علیہ الصلوۃ
والسلام کان یترک العمل خشیۃ ان یفرض علی امتہ رحمۃ منہ بہم اور ظاہر ہی کہ عمل مولد بھی
اسمین داخل ہی **قال** اور احمد بن محمد المصری مالکی صاحب قول معتمد **اقول** یہ ساتوین قسم مین
داخل ہین اور قول معتمد اسم با مسمی نہین ہی اگر ہی تو مجوزین کی کسی تحریرون سے
یا اون کتابون سے کہ جن سے مجوزین نے نقل و استناد کیا ہو یا منکرین کی مستندین
سابقین کی کتب مشہورہ و معروفہ سے یا عموما اون کتابون سے کہ متداول و متخذات
و مستندین ہین اسکا استناد ثابت کیا جاوے **قال** اور علی بن ابی الفضل المقدسی مالکی اور
ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد المجید مالکی اور محمد بن ابی بکر المخزومی مالکی مصنف کتاب
البدع والحوادث **اقول** بلحاظ علامہ سیوطی و ابن حجر عسقلانی و ابن جزری و ابن
جوزی و ملا علی قاری وغیرہ محدثین کبار کے یہ حضرات چھٹی قسم مین داخل ہین **قال**
اور شمس الدین بن القیم حنبلی **اقول** یہ ابن تیمیہ کے خاص شاگرد ہین اس باب مین
انکا قول قابل اعتبار نہین اس لیے یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہونگے **قال**
اور شرف الدین احمد صاحب تاویلات اور علاء الدین بن اصل الشافعی مصنف شرح
البعث والنشور اور عبد الرحمن مغربی حنفی صاحب فتاوی **اقول** بمقابلہ کلام علمای
محدثین سابقین کے انکا کلام قابل وثوق نہین تو یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہوسکتے
قال اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی مصنف تفسیر بحر مواج و مولف فتاوی
تحفۃ القضاۃ **اقول** قاضی شہاب الدین کی تصانیف دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ قاضی
صاحب کو علم حدیث نہ تھا چنانچہ سابقا مذکور ہوا تو یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہین **قال**
اور بیر علی افندی حنفی مصنف طریقۂ محمدیہ **اقول** بیر علی افندی تو مصنف طریقۂ محمدیہ

کے نہیں ہین اور طریقۂ محمدیہ مین اسکا انکار بھی پایا نہیں جاتا بلکہ مصنف و شارح اسکے محمد افندی برکلی رومی
ہین برکلی توابع روم سے ہی تو یہ دوسری و پانچوین قسم مین داخل ہین **قال** اور ابن حبیب افندی حنفی شارح
طریقۂ محمدیہ **اقول** شارح اسکے عبد الغنی بن اسمعیل بن عبد الغنی نابلسی دمشقی ہین چنانچہ یہ شرح مصر مین
چھپ گئی ہی یہ بھی دوسری قسم مین داخل ہین **قال** اور علامہ فخر الدین خراسانی صاحب تاریخ
اقول یہ بمقابلہ اون محدثین کے چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور امام شعرانی صاحب کتاب تنبیہ
اقول تنبیہ امام شعرانی مین کہین اسکا انکار پایا نہیں جاتا بلکہ امام نے لواقح الانوار مین شیخ احمد
بدوی کے مولد کی دھوم دھام جو لکھی ہی اوس سے صاف نمایان ہی کہ امام مجلس مولد نبوی کے جواز
کبھی منکر نہیں ہو سکتے لواقح الانوار مین ہی وتخلفت عن میعاد حضوری للمولد سنۃ ثمان واربعین
وتسع مائۃ وکان ہناک بعض الاولیاء فاخبرنی ان سیدی احمد رضی اللہ عنہ کان ذلک الیوم یکشف
الستر عن الضریح ویقول ابطاء عبد الوہاب وما جاء دوسرے مقام مین ہی واخبرنی شیخ شیخنا الشیخ
محمد الشناوی رضی اللہ عنہ ان شخصا انکر مولدہ فسلب الایمان فلم یکن فیہ شعرۃ تحن الی دین
الاسلام فاستغاث لسیدی احمد رضی اللہ عنہ فقال بشرط ان لا تعود فقال نعم فرد علیہ ثوب
ایمانہ سبحان اللہ انکار مولد شیخ احمد بدوی رضی اللہ عنہ سے تو ایمان مسلوب ہو جاوی اور سید عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد سے کھلے کھلے انکار کیا جاوی تو امام پہلی و دوسری و چھٹی قسم مین
داخل ہین **قال** اور تاج العلماء تاج الدین فاکہانی **اقول** یہ تیسری قسم مین داخل ہین اس لیے
کہ فاکہانی نے جو کچھ اس باب مین لکھا ہی علامہ سیوطی نے اوسکا نہایت عمدہ جواب دیا ہی
قال اور مولانا فضل اللہ صاحب بہجۃ العشاق **اقول** یہ چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور
صاحب تلخیص البحر اور ابن نقطہ بغدادی اور صاحب فتاوی و خیر السالکین **اقول** یہ حضرات
بمقابلہ اون محدثین کے چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
اقول یہ دوسری قسم مین داخل ہین رشید المتکلمین قاضی رشید الدین خان دہلوی رح جواب
استفتا مین کہ وہ بطور رسالے کے مدون ہی فرماتے ہین انچہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالی

شانہ عنہ از مولود خوانی پیر زادہ ہای خود منع نوشتہ اند مراد ازان قصائد و نعت وغیرہ بالحان خوش
کہ داخل سماع و نغمہ باشد سد الباب مخالفت وضع بزرگان طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم کہ شہزادہ ہا
ہر شب جمعہ مجلس سماع اختیار نمودہ بودند تفصیل اینمقدمہ در مقدمہ مکتوبات و بیست و ہفتاد و سیوم
و مکاتبات دیگر از جلد اول حضرت رضی اللہ عنہ الشان باید طلبید بجہت تطویل عبارت مکاتیب شریف ایراد
نمود انتہی **قال** اور علی ہذا القیاس ہر زمانہ و ہر طبقات مین اتنے بکثرت مانعین ہوتے آئے کہ احصاء و شمار
اونکا نہایت دشوار ہی نقل عبارات مین ان بزرگوار کے ایک دفتر طویل و طومار ہونیکا یقین ہی لہذا اسی قدر پر
اکتفا کی گئی **اقول** یہ جملہ بکمال بے باکی سے تحریر ہوا کسی محدث سے انکار پایا نگیا اگر بسبب
غشاوت بشری کے فاکہانی مالکی سے انکار ہوا تو جواب اوسکا حافظ جلال الدین سیوطی سے موجود ہی

سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو سے		برات عاشقان برشاخ آہو اسکو کہتے ہین

اب ہم علمای محققین محدثین مجوزین مجلس میلاد کے نام مذکور کرتے ہین انمین بیشتر علما ایسے ہین
کہ تم لوگونکو اونکی جلالت و عظم شان مین بجز اعتراف کے یارا نہین انکار و چون و چرا کا چارہ نہین
حافظ ابو الفضل بن حجر عسقلانی حافظ ابو الخیر سخاوی حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف
بابی شامہ علامہ ابن جوزی علامہ بن طغرل علامہ ابی عبد اللہ محمد بن النعمان شیخ ابو موسی الزرہونی
علامہ ابوبکر الدنقلی علامہ ابو القاسم محمد بن عثمان اللؤلؤی علامہ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ البکری
علامہ برہان محمد الناجی علامہ برہان ابو الصفا علامہ برہان بن یوسف الفاقوسی شیخ برہان الدین
بن عمر الجعبری مولوی تراب علی لکھنوی علامہ جلال الدین سیوطی علامہ جمال الدین العجمی
الہمدانی جمال الدین مرزا حسن علی میرک محدث لکھنوی مولانا حسن بجہنی علامہ ربیع قاضی
رشید الدین خان دہلوی مولانا زین المحمود الہمدانی النقشبندی حافظ زین الدین العراقی علامہ
سلیمان برسوی امام سعید الدین محمد مسعود کازرونی علامہ سیف الدین ابو جعفر ترکمانی دمشقی حنفی
شاہ سلامۃ اللہ بدایونی علامہ شمس الدین حنفی مولی حسن بجیری علامہ شمس الدین احمد بن محمد
شیواسی علامہ شمس دمیاطی المعروف بابن السیتاطی علامہ شہاب الدین بن حجر مکی الہیتمی

علامہ صدر الدین بن عمر الجزری مفتی صدر الدین دہلوی علامہ ظہیر الدین بن جعفر حافظ عماد الدین
بن کثیر ملا علی قاری شیخ عبد الحق محدث دہلوی شاہ عبد الرحیم مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی مولوی
فضل حق خیر آبادی علامہ قسطلانی مولوی کریم اللہ دہلوی مظفر الدین شاہ اربل شیخ محمد بن
حمزۃ العرابی الواعظ شیخ محمد بن عثمان علامہ مجد الدین ابو طاہر علامہ محمد بن یعقوب الفیروز آبادی
قامع البدعۃ امام محمد شامی مولانا محمد طاہر صاحب مجمع البحار مولانا استاذی مفتی محمد یوسف لکھنوی
مولانا استاذی حافظ محمد عبد الحلیم لکھنوی مولوی محمد اسحاق دہلوی علامہ ناصر الدین مبارک بن
بطاح علامہ فصیح الدین الطیالیسی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی یوسف الحجاز وغیرہم شکر اللہ
مساعیہم انکے اقوال کی نقل مین البتہ بسط ہی **قال** اب ان مجوزین سے استفسار ہی
کہ کیا وجہ قیام کی ہی اگر بنظر تعظیم ہی تو پہلے احادیث سے گزر چکا کہ یہ قیام حضرت کو خود
حالت حیات دنیاوی مین مکروہ و مبغوض تھا پھر اب بدرجہ اولی اوس کراہت کی رعایت چاہیے
مناسب نہین کہ جو حضرت کو ناپسند ہووے حضرت کی شان مین خاص کیا جاوے اور یہ گمان کہ اب
اوس امر مکروہ و مبغوض سے حضرت راضی ہو گئے اگرچہ دنیا مین ناراض تھے نہایت گمان بد قابل
تدارک و تعزیر ہی کسواسطے کہ شان بزرگان سے بعید ہی کہ جس امر کو برا جانتے پیچھے کہیں اور اوس سے
ناراض ہون پھر اوسکو عالم تقدیس مین اچھا جانے اور اوس سے راضی ہون چہ جای شان پاک حضرت
مقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے **اقول** یہ سب غلط ہی اور انکا جواب بتفصیل سابقا مذکور ہو چکا کما سلف

حد سے گزری ہے بے نیازی بندہ پرور کب تلک
ہم کہین گے حال دل اور آپ فرماوینگے کیا

قال اور بالفرض یہ تعظیم بھی ہو تو کسکی تعظیم ہی آیا تعظیم نام نامی کی تو ہر جگہ و من اول البیان
الی نہایۃ چاہیے نہ ایک جگہ خاص و ایک وقت مخصوص مین اور یہی ترجیح بلا مرجح ہی یا یہ تعظیم
خاص حضرت کی یا روح پاک حضرت کی ہی یا والدہ ماجدہ حضرت کی یہ سننے بے ادبی دیگر قسم کی سمجھتی ہی
ایسے لوگ قابل تعزیر و لایق توبہ ہین کسواسطے کہ حضرت وہان تشریف رکھتے نہ روح پاک آتی ہی
نہ والدہ ماجدہ حضرت کی نہ وہ حالت خاص ہی ولو سلم کہ کسیکی تعظیم ہی تو ہم لوگ ایسی تعظیم کے

مامور نہین ہین جیسا کہ علامہ فاکہانی نے لکھا ہی تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ مشروع معہود
لا بکل وجہ امر محمود ما عہدہ فی الشرع ذلک العمل وما امرنا من اللہ بجمع الناس لاظہار الفرح والاستبشار
بمولد رسولہ الا بکمل انتہی ۱ **قول** یہ تعظیم آپکے ذکر و حدیث کی ہی شفای قاضی عیاض مین ہی
واعلم ان حرمتہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ و توقیرہ و تعظیمہ لازم کما کان فی حال حیاتہ و ذلک عند
ذکرہ و ذکر حدیثہ یعنی تعظیم و توقیر آپکی بعد ارتحال کے ویسی ہی چاہیے جسطرح عالم حیات مین کیجاتی
تھی اور یہ تعظیم آپکے ذکر کے وقت اور آپکی حدیث کے ذکر کے وقت ہی جب امام مالک کے مکان پر
لوگ آتے لونڈی پوچھتی کہ شیخ کا ارشاد ہی کہ تم لوگ حدیث سننے کے لیے آئے ہو یا مسائل پوچھنے
کے لیے اگر وہ کہتے کہ مسائل پوچھنے کو تو امام مالک فوراً تشریف لاتے اور مسئلے بیان فرماتے
اور اگر سماع حدیث کے لیے کہتے تو امام غسل فرماتے خوشبو لگاتے نیا کپڑا پہنتے عمامہ باندھتے
سر پہ چادر رکھتے پھر باہر تشریف لاتے اور نہایت خشوع سے بیٹھتے اور اختتام حدیث تک
عود جلاتے کذا فی الشفا علامہ خفاجی شرح شفا مین لکھتے ہین فجعل مجلس حدیثہ کمجلسہ حیا یعنی
آپکی حدیث کی مجلس قائم مقام حیات کی مجلس کے کی گئی باقی رہی گفتگو اس باب مین کہ ذکر ولادت
کیوقت کیون کھڑے ہوتے ہین سب ذکر مقاصدی الاقدام ہی تو ہم کہتے ہین کہ جب سابقا
ثابت ہوا کہ قیام قادم کے لیے مشروع ہی اور ذکر تولد کو قادم کے ساتھ مناسبت تامہ
حاصل ہی اسواسطے قیام کے لیے علمانے اس مقام کو خاص کیا ہ

یہ لوگ ناواقف محبت نہونگے واقف تب دوستو سے	کہ جب تلک مثل برق رگ رگ مین میری عشق نہ دیکھ لینگے

سوای اسکے جنازے کو دیکھکے تعظیم ملائکہ کے لیے کھڑے ہوتے ہین مشکوۃ شریف مین ہی
عن انس ان جنازۃ مرت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام فقیل انہا جنازۃ یہودی فقال
انما قمت للملائکۃ رواہ النسائی اور کچھ شک نہین کہ ہر وقت دو فرشتے یعنی کراماً کاتبین ساتھ
رہا کرتے ہین اور شرح حصن حصین مین ہی کہ مرغ فرشتے کو دیکھ کے آواز کرتا ہی اور فجر و عصر
کیوقت فرشتے کتابت اعمال کے لیے آتے ہین قال اللہ تعالی ان قرآن الفجر کان مشہوداً

مفاتیح مین ہی خص کبرۃ داصیلاً بالذکر لاجتماع ملائکۃ اللیل والنہار فی ہذین الوقتین پھر اگر کوئی شخص جنازہ دیکھ کے بلحاظ تعظیم فرشتے کے کھڑا ہو اوسوقت کوئی کہے کہ ہر وقت کھڑے رہنا چاہیے اس لیے کہ فرشتے تو ہر وقت ساتھ رہتے ہین اور فجر وعصر کے وقت اور مرغے کی بولی سنکے کھڑا ہونا ضروری ہی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی تو یہ قول اوسکا محض لغو سمجھا جائیگا

حیطے کہ سد رخ او دمیدہ ندموم ست	حصار این چمن تازہ حیف زقوم ست

قال بلکہ ہم لوگونکو خود حضرت نے اس قیام مین منع فرمایا ہی کما روی لاتقوموا کما تقوم الاعاجم پس ترک اسکا بے تعظیمی نہین ہی کیونکہ تعظیم کے معنی بزرگی کرنا یا بزرگ جاننا جیساکہ توحید کے معنی احد جاننا ہی اقول افسوس ہی کہ اس حدیث کے معنی تمنے نہ سمجھے جس قیام سے ممانعت ہی وہ یہان پایا نہین جاتا اور جو پایا جاتا ہی اوس سے ممانعت نہین قال ہم لوگ حضرت کو بزرگ بڑا جانتے ہین یہانتک مصرعہ بعد از خدا بزرگ نبی کریم ہین اقول اس تقریر سے جو بطور دفع دخل کے مذکور ہوے ہم اسقدر تسلیم کرتے ہین کہ تم لوگ حضرت کو بڑے بھائی کے برابر جانتے ہو مگر ہیچ استغفر اللہ استغفر اللہ

من وجہک المنیر لقد نور القمر	یا صاحب الجمال ویا سید البشر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر	لا یمکن الثناء کما کان حقہ

قال اوسے اپنا مقتدا اور شفیع یقین کرکے جان ودل سے مانتے ہین اقول اگرچہ مقتدا وشفیع ہونا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فی نفسہ حد ذاتہ ایک امر یقینی ہی مگر ہم تسلیم نہین کرتے کہ تم لوگون کا درباب اقسام خمسہ شفاعت کے یہ عقیدہ ہی کما ینبغی قال پس تعظیم کے معنی قیام کے نہین ٹھہرے اقول یہ امر ما نحن فیہ سے خارج ہی اس لیے کہ یہان معنی کے تنقیح وتعیین مین گفتگو نہین ہی بلکہ صرف اس امر مین ہی کہ قیام تعظیم کے لیے ہوتا ہی یا نہین قال سوا ہی اسکے مدار وانحصار تعظیم کا اہی قیام مین کہانسے ہوا اقول اسکا بھی کسی نے دعوی نہ کیا لیکن اس سے قیام تعظیمی کی نفی نہین ہوسکتی اگر کوئی

کہ اگر انحصار عبادت کا نماز مین نہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز سے سلب مفہوم عبادت کیا جائے **قال** اور یہ جو بعض الناس لکھتے ہین کہ یہ قیام بدعت فی العادت ہی ترک اوسکا اولی ہی لیکن ترک مین گمان وہابیت کا ہوتا ہی اس سبب سے کرنا چاہیے اولا اس قول مین خود تناقض ہی یعنی حکم ترک اور حکم فعل قیام ایک طرح آپسمین مخالف و متناقض ہین **اقول** اولا معلوم نہین کہ یہ کس حضرت کا فرمودہ ہی ثانیا بسبب اختلاف موضوع کے ان قضایا مین تناقض نہین ہو سکتا یعنی قیام بحیثیہ بدعت ہونے کے ترک اوسکا اولی ہی قیام بحیثیہ رفع مشابہت فرقہ وہابیہ کے فعل اوسکا اولی ہی **بیت**

نفی آن یک جہت و اثباتش رواست	چون جہت شد مختلف نسبت دو تاست
مارمیت اذ رمیت نسبت ست	نفی و اثبات است و ہر دو مثبت ست

قال دوسرے یہ کہ اگر امورات ناجائزہ مبتدعہ بگمان کسی تہمت ناحق کے جائز العمل ہوجاوین تو بہت منکرات و واہیات ایسے ایسے گمان باطل سے درست کیا بلکہ واجب العمل ہوجاوینگے **اقول** تقریر سابق سے واضح ہی کہ قیام امورات ناجائزہ سے نہین بلکہ قامع البدعہ محمد شامی اسکے جواز کے قائل ہین اور تہمت ناحق نہین اس لیے کہ وہابی عموما مجلس مولود و قیام کو بدعت مذمومہ کہتے ہین اور اگر تہمت ہی تو کیا وہابی مجلس مولود مین قیام کیا کرتے ہین **قال** تیسرے یہ کہ منع قیام وغیرہ کو وہابیہ سے کچھ علاقہ و واسطہ نہین بلکہ وہابیہ وہ ہی جسے حکام وقت اپنے محض بدخواہ و دشمن جانتے ہین اور وہ مقابلہ ان حکام سے کرے اور انکے امن و احسان کو فراموش کرکے عداوت کرے وہی وہابی ہی عامل احکام شریعت اور پابند سنت ہرگز ہرگز وہابی نہین ہی **اقول** وہابی کی یہ تعریف طرد و عکسا درست نہین شاید سمجھ بوجھ کے اس سے پہلو تہی ہوئی ہی ع

ملالتی بجز این نیست آشنایان را	کہ آشنائی و بیگانہ وار میگذری

اسی طور پر ایک صاحب نے چھند بنایا ہی ع

وہابی کا معنی ہی رحمن والا	کچھ اور ہی سمجھتا ہی شیطان والا

قال جیسا کہ ترک مین گمان اہتمام وہابیت کا ہوگا اوس سے بڑھ کر عمل وقیام مین قباحت شمول فرقہ مبتدعین کلاب اہل النار مین ہی جیسا امام مناوی نے اپنی کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق مین دیلمی سے نقل کی ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المبتدعة کلاب اہل النار یعنی فرمایا حضرت نے مبتدع کتے دوزخیون کے ہین نعوذ باللہ منہا اور امام ابن حجر مکی نے کتاب زواجر عن اقتراف الکبائر کے کبیرہ ۱۵ ترک سنت مین احمد وابو داود سے روایت کیا ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه قال جلال البلقینی المراد بذلک اتباع البدع عافانا اللہ من ذلک وصح ایضا لعن اللہ من احدث حدثا وان اللہ حجب التوبة عن کل صاحب بدعة حتی یدع بدعته وفی روایة لابن ماجه ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته وفی اخری له لا یقبل اللہ لصاحب بدعة صوما ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعر من العجین **اقول** تم لوگ جو مجلس مولد وقیام کو بدعت کہتے ہو اور مجوزین کو مبتدع اور اسپر حدیث مسند اذکور کرتے ہو اسکا منشا یا تعصب ہی یا جہالت باہی حال جاننا چاہیے کہ بدعت سے مراد ترک سنت وترک مسلک شیخ ابو الحسن اشعری و ابو المنصور ماتریدی ہی اور جو فرقہ انکے اور انکے اتباع کے مخالف ہو وہ فرقہ مبتدع ہی پھر مجلس مولود نہ بدعت ہی نہ مجوزین مبتدع البتہ اس صورت مین تم لوگ فرقہ مبتدع پایون کہین کہ اوس حدیث کی موضوع مین داخل ہو سکتے ہو زواجر کے اوسی کبیرہ اکادن مین لکھا ہی وعبارة الجلال فی تعداد الکبائر السادسة عشر البدعة وہی المراد بترک السنة انتہی والمراد بالسنة ما علیہ امام اہل السنة والجماعة الشیخ ابو الحسن الاشعری وابو المنصور الماتریدی والبدعة ما علیہ فرقة من فرق المبتدعة المخالفة لاعتقاد ہذین الامامین وجمیع اتباعهما

نہ من بران گل عارض غزل سرایم و بس	کہ عندلیب توازہر طرف ہزار انند
گزار کن چو صبا بر بنفشہ زار و بہ بین	کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

قال چوتھے یہ ہی دلیل جواز کے احداث کی ہی **اقول** یہ ہی دلیل تو نہین بلکہ برائی دلیل ہی دیکھو بعض حضرات اپنے چھند مین مجلس مولود کو کنھیا کے جنم سے تشبیہ دیتے ہین

ہے کرتے ہین ہر سال کفار ہنود	اپنے یہان شادی کنھیا کا مولود
اور نصاری مین بھی موجود ہی	حضرت عیسی کا جو مولود ہی
کرتے ہین وہ بھی بڑا دن سالمین	من تشبہ قوم ہین اعمال مین

پھر اگر بعض الناس نے بطور معارضہ کے بحکم من تشبہ بقوم فہو منہم کے جسکی تحریف من تشبہ قوم ہین اعمال مین مذکور ہی ترک مین گمان وہابیت کا لحاظ کیا کیا برا کیا اور یہ نیا امر کیونکر قرار پایا **قال** پانچوین یہ گمان اب بعد ظہور فرقہ وہابیہ کے اس مبتدع محدث کو حادث ہوا شاہ ازبک کے وقت سے آج تک کسی اور کو بھی ہوا یا نہین اور قبل از ظہور فرقہ وہابیہ کیون تمام تھا کہ لوگ کرتے آئے **اقول** ہان گمان بعد ظہور فرقہ وہابیہ کے ہوا جیسا کہ صاحب چھند کو ہندوستان مین تشبیہ بجنم کنھیا کا لحاظ ہوا عرب والون کی مجالس مولود پر یہ تقریر جاری نہین ہو سکتی اس لیے کہ عرب مین جنم کنھیا کو کوئی جانتا بھی نہین **قال** علاوہ اسکے جو جو کام وہابی لوگ کرتے ہین مطابق قول باطل اوس قائل کے اون سب کے کرنے مین بھی گمان تہمت عارض ہی پس لازم ہی اون سب کا ترک معلوم ہوتا ہی حالانکہ اوسمین قباحت عظیم ہی چنانچہ جو ماہر ہی اوسپر ظاہر ہی اور اوسکی تفصیل مین تطویل ہی العاقل تکفیہ الاشارۃ **اقول** ہان جو جو امور مختصات فرقہ وہابیہ سے ہین اون سبکے کرنے مین یا اعتقاد رکھنے مین یہ گمان تہمت عارض ہی پس ترک اونکا اور عدم الاعتقاد ضروری ہی اور اسمین کچھ قباحت نہین ہی جو ماہر ہی اوسپر خوب ظاہر ہی کہ اہل سنت وجماعت اون امور کو نہین کرتے اور نہ اعتقاد اونکا رکھتے بلکہ شعار فرقہ وہابیہ سمجھکر ہمیشہ اوس سے مجتنب رہتے ہین اور چونکہ اس امر کی تفصیل مین نہایت تطویل ہی اس لیے بطور اختصار کے ہم فرقہ وہابیہ کی کیفیت اور اونکے عقائد اور اوسکے جوابات اس کتاب مین درج کرتے ہین تا طالبین کو اشتیاق نہ ہو جاننا چاہیے کہ بادی اول اس مذہب کا ابن تیمیہ

حنبلی ہی کہ اوسنے بنظر ضلال واضلال کے بیشتر امور دین مین پیدا کیے خدا کے لیے
جہت و جسمیت ثابت کی سفر زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام بنایا حضرت علی و فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا کو مرتکب معصیت و گرفتار غضب الٰہی ٹھہرایا چنانچہ بعض معتقدات فاسدہ
خاص اوسکے ہاتھ کے لکھے ہوے بذریعہ عبدالرحمن عقبوسی جنگی کہ اوسکے تابعین سے تھا
دیار مصر مین پہونچے و قاضی شمس الدین بن عدنان کی نظر سے گذرے وہ ان کاغذات
و معتقدات کو قاضی القضاۃ زین الدین مالکی کے ملاحظے مین لائے الغرض علمای مصر نے
بغور تمام اوسے ملاحظہ فرمایا بلحاظ ارتفاع و انسداد فتنہ کے بادشاہ تک پہونچایا پھر ابن تیمیہ
کو حکم احضار ہوا ظہور امر کے لیے ایک مجلس مین مجمع قضاۃ اخیار و علماء ابرار ہوا پھر اکثر
اشخاص اعیان ملک کی شہادت سے ثابت ہوا کہ یہ ابن تیمیہ کے ہاتھہ کی تحریر ہی اور
اوسی کی واہی تباہی تقریر ہی ابن تیمیہ جواب شافی سے مجبور رہا گویا معترف بعجز و قصور
ہوا قاضی القضاۃ موصوف نے اوسکے حبس کا حکم فرمایا الغرض ۷۰۵ھ ہجری مین قلعہ جبل
مین بقید شدید محبوس ہوا اپنی رواج ضلالات سے محض مایوس ہوا پھر فورًا منشور سلطانی
دمشق و بلاد شام کو روانہ ہوا مساجد مین منابر پر بطور خطبے کے پڑھا گیا ہر کوچہ و برزن
مین شہر کے اشتہار کیا ہر شخص کو اوسکے مضمون سے خبردار کیا کہ ابن تیمیہ شقی ازلی و
فاسد العقیدہ ہی ہمارا فرمان یون نافذ ہوتا ہی کہ کوئی اس بدعتی کا پیرو نرہے
برخلاف اقوال ایمہ مجتہدین کے عمل نہ کرے جو شخص اس حکم کے خلاف کریگا وہ قتل
کیا جایگا دمشق و بلاد شام مین بھی منادی ہوئی ہی کہ جس عقائد باطلہ سے ہمنے ابن تیمیہ
کو قید کیا ہی جو شخص وہ عقیدہ رکھے گا اوسکی وہی سزا ہی ہمارے ممالک محروسہ مین
منصب قضا و مرتبہ امامت و ولایت سے معزول ہوگا اور اوسکی شہادت بلکہ ہر
قول و فعل اوسکا غیر مقبول ہوگا جیسا کہ ان تمام بزرگیون سے ان بدعتی کو ہمنے محروم
رکھا ہی اوسکے پیرو سے بھی وہی طریقہ مرعی رہے گا المختصر اگرچہ ابن تیمیہ نے اجرای مذہب

باطلہ مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا لیکن توجہ سلطانی وجد وجہد علمای لاثانی نے اونکی بنائی تدابیر کو یکسر توڑا مگر بعد مدت مدید وزمانہ بعید کے عبدالوہاب نجدی نے مذہب ابن تیمیہ کو رواج دیا بہت سے نادانون کو مکر کے پھندے مین پھنسا لیا چنانچہ بعد فتح مکہ کے یون عقیدہ ٹھہرایا گیا کہ خدا ایک ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے پیغمبر ہین قرآن وحدیث پر عمل چاہیے تمام عمر مین ایکبار سے زیادہ درود بھیجنے کی حاجت نہین پیغمبر سے شفاعت کی امید نچاہیے اس لیے کہ اونکی شفاعت کچھ مفید نہین خدا ہی کو پکارنا چاہیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا ہرگز درست نہین پھر عبد العزیز بن عبد الوہاب نے عرب کے اکثر لوگون پر قبضہ کیا لیکن سنہ ۱۸۰۳ عیسوی مین مارا گیا پھر اوسکا بیٹا سعود جو وہابیہ مذہب کے مسائل کے رواج دینے والون مین بہت مشہور تھا اوسکا قائم مقام ہوا اوسکی فوج تمام ملک عرب مین پھیل گئی گنبدون و مسجدون کو گرا دیا بد دیون کے لباس سے کچھ مکلف لباس پہننے والونکو سزا کا حکم ہوا ستائیسوین اپریل سنہ ۱۸۰۳ عیسوی کو مکہ فتح کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب کے مزارون پر جو گنبد تھے توڑے یہانتک کہ حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا وغیرہ کے گنبد کو بھی نچھوڑا اور حرم محترم کے خزانے کو لوٹ لیا مگر خاص بیت اللہ کا کچھ نقصان نکیا

خط سعود کا سلیم یعنی قیصر روم کے نام

ہم چوتھی محرم سنہ ۱۲۱۸ ہجری کو مکہ معظمہ مین داخل ہوے ساکنین مکہ کو کسی قسم کی اذیت رسانی کے روادار نہوے اور تمامی گنبد جنکی پرستش مثل بتون کے ہوتی تھی گرا دیے گئے اور تمامی محصولات جو یکڈا ڈھائی سے بڑھتے تھے معاف کیے گئے اور جو قاضی سابق سے مقرر تھا بدستور بحال رہا چاہیے کہ آیندہ بادشاہان مصر وشام کو حکم ہو کہ محمل نہ بھیجے ہوے طنبور بجاتے ہوے مکے مین داخل نہون کیونکہ دین کو ان چیزون سے کچھ واسطہ نہین اور چاہیے کہ ہمارے تمھارے درمیان معاملہ صلح کا رہے والسلام علیکم مرقوم دسوین ماہ محرم تیسری ماہ مئی سنہ ۱۸۰۳ء دوسرے سال مدینہ منورہ پر بھی فتح ہوئی

اور وہان انکے گنبد ونکے ساتھہ بھی وہی معاملہ پیش ہوا اور توڑنے کے وقت کہتے تھے
الٰہی اے خدا رحمت کر ان توڑنیوالون پر اور لعنت بھیج رحمت نکر بنانیوالون پر اسے جسنے سنا والدیش ہوا پھر سعود کا
حکم ہوا کہ گنبد شریف جو مزار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی توڑا جاوی بہنار نچھوڑا جاوی لیکن چونکہ
مضبوط تھا اور حراست ایزدی اوسکی حامی تھی انکے توڑنے سے نہ ٹوٹا اور جب کئی
آدمی گر کے مر گئے بد دلونکے ہاتھہ سے چھوٹا اہل مدینہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے وہابیون
کے ہاتھون سے اسے بچایا کسیکو اسکے توڑنے پر قادر نہ پایا اور اسکے قبل امام حسین علیہ السلام
کا گنبد جو کربلائے معلی مین آپکے مرقد مبارک پر تھا توڑا ہے تک مین کوئی دقیقہ از دقائق چھوڑا
آخر محمد علی بادشاہ مصر ۱۸۱۱ عیسوی مین عربستان کی تسخیر کیطرف متوجہ ہوے بعد
نصرت کے وہابیون کے اتنے کان کاٹے کہ تین تھیلیان کانونکی قسطنطنیہ کو روانہ
کیے اور بلاد معظمہ مقدسہ کو مثل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے انکے قبضے سے نکال لیا پھر بدستور
انھین روم کی ریاست مین شریک کیا اس فتح نمایان سے روم کی سلطنت مین بڑی
دھوم دھام ہوئی ہر کس و ناکس نے اظہار مسرت و خوشی کی جب تک سعود زندہ تھا
باوصف ظہور شکست فاحش کے اہل اسلام سے لڑتا رہا مگر ۱۸۱۴ عیسوی مین جب
اوسکے طائر روح نے قفس عنصری کو خالی کیا در باب جانشینی کے آپسمین اختلاف
ہوا کوئی کہتا تھا کہ فلان کو استحقاق ہی کوئی کہتا تھا علاوہ استحقاق کے عبد اللہ بن
سعود پر بیشتر لوگونکا اتفاق ہی پھر عبد اللہ بن سعود کو لوگون نے سردار کیا
مگر بعض بعض سردارون نے کہ یہ امر اونکے خلاف مزاج تھا اوسکی اطاعت سے
صریح انکار کیا پھر ۱۸۱۹ عیسوی مین ابراہیم بن محمد علی بادشاہ مصر نے عبد اللہ کو
شکست فاحش دیکے قید کر لیا اور بیڑیان پنہا کر دار السلطنۃ قسطنطنیہ کو روانہ کیا
ایوان شاہی مین مقدمہ دریافت ہوا بعد تحقیق کامل کے عبد اللہ اپنے متبعین
کے ساتھہ مارا گیا لیکن ابراہیم بن محمد علی بادشاہ نے بخوبی قلع و قمع باغیون کا

نہین کیا ہنوز اونکے لوگ بیشمار ہین صحرا و بیابان ہین خود مختار ہین اور تھوڑے سے لوگ
جسکے سرگروہ عبد الوہاب کے بیٹے تھے بار ہا ترکیون کی فوج سے مقابل ہوے ہین
صف آرا رہے اب تک وہابی اس مذہب کے آئین کی ترویج مین جان دینے کو آمادہ ہین اور
مریدین با اخلاص شاگردان با اختصاص بھی زیادہ ہین الغرض چند سال کے بعد ہندوستان
مین بھی وہابی پھیل گئے اور جب معتقدین و متبعین بڑھے کھل کھیلے آخر الامر جب بقصد
حج مکہ معظمہ کو گئے بعد تعزیر کے نکالے گئے چنانچہ ۱۲۸۵ھ ہجری مین خدا بخش بن محمد اشرف
ہندی نے مکہ معظمہ مین عین مجلس شرعی مین دعوی کیا کہ سراج الدین بن علی ہندی
ساکن اجمیر و عبد اللہ بن محمد ہندی ساکن صفی پور وہابی ہین شفاعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و سائر انبیا و اولیا علیہم السلام و مولود شریف و زیارت قبور انبیا و صالحین
و توسل کے منکر ہین اور شیخ عبد القادر جیلانی و شیخ اکبر وغیرہ سادات صوفیہ کی تکفیر کرتے
ہین عند الاستفسار سراج الدین و عبد اللہ نے انکار کیا پھر مدعی سے گواہ طلب ہوے
مدعی نے بشیر بن عبد اللہ و غلام محی الدین سلیمانی کو حاضر کیا دونون گواہون نے
گواہی حسب دعوی کے دی حسب دعوی مدعی ثابت ہوا مدعی علیہما تعزیرا قید کیے گئے جب سات روز
قید رہے اور اونکو کمال تکلیف ہوی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ تائب ہوے مجلس شرعی مین
بلائے گئے دونون نے عقائد باطلہ وہابیہ سے توبہ کی اور اقرار کیا کہ شفاعت و جاہت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شفاعت انبیا و اولیا و مجلس مولود شریف و زیارت قبور انبیا
و اولیا و توسل کے انکار سے توبہ کی اور انکار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور
اس قول سے کہ عصا جسپر تکیہ کرتے ہین نفع مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
ہی اور اس قول سے جو وہابیونکے عقیدے کا معتقد نہو کافر ہی و انکار عبادات جہریہ و
تبلیغ صلوۃ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر و انکار کرامات اولیا احیا و اموات سے ہٹنے رجوع
اور تمام عقائد باطلہ وہابیہ سے توبہ کی حاکم شرعی نے اونکی توبہ منظور کی اور وہ دونون

اہل سنت وجماعت سے ہوے اور عقیدہ ماتریدیہ پر قائم ہوے پھر بعد چند سال کے
ایک شخص حسب معمول مدینہ طیبہ مین روضہ منورہ کے سامنے دست بستہ سلام وزیارت پڑھتے تھے کہ
مولوی عبد الرحمن ساکن سہدوہی مضافات بنارس مانع ہوے اسپر عبد الرحمن قاری
رامپوری نے انکو اس فعل سے منع کیا اور اوسکے جواز پر ملا علی قاری و قاضی عیاض کے
قول کا حوالہ دیا پھر بعد اسکے سفر وادی مین دوبارہ اسپر اصرار ہوا پھر ایک شخص نے شفاعت
کا انکار کیا ایک نے کہا دلائل الخیرات آدمی کا کلام ہی اسے پڑھنا بدعت کا کام ہی پھر ایک نے
قصیدہ بردہ کے مصنف پر اعتراض بیجا کیا اور ایک شخص نے سفر زیارت قبر مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناجائز کہا پھر جب مکہ معظمہ کو پونہچے پشاوری و سلیمانی نے
حبیب پاشا کے حضور مین عرضی پیش کی اوسمین انکے عقائد کی ساری بحث لکھدی
اور ظاہر کیا کہ انکے چار مولویون نے جو ۱۲۸۰ ہجری مین انکار تقلید سے توبہ کی تھی پھر وہ
توبہ شکن ہوے مسلمانون کے عقائد حقہ حقیقیہ حنفیہ بیضا کے رہزن ہوے تب حاکم
نے گرفتاری کا حکم دیا سبکے سب گرفتار ہوے مگر مولوی سلیمان وغیرہ مفرور ہوگئے سہ شنبہ
ماہ جمادی الاولی ۱۲۸۵ ہجری کو وزیر معظم شیخ حرم محترم مدینکی ریاست کے حاکم افندینا حاجی
سید محمد حبیب پاشا کی مجلس بڑے بڑے علما سے منعقد ہوی تاکہ وزیر معظم الیہ کی خواہش
وارادے کے موافق جو جو مقدمے اسمین پیش ہون اظہار عدل و انصاف اور دفع
جور و اعتساف کے لیے سنے جائین اور فیصلہ پائین جب ایسی مجلس منعقد ہوی شیخ عبد القادر
نقشبندی نے وزیر معظم الیہ کی خدمت مین عرض کی کہ محمد مراد مفتی سابق بنگالہ و عبد اللطیف
لکھنوی و شیخ محمد دہلوی و عبد الرحمن بنارسی نے بظاہر اپنا طریقہ تعلیم و تعلم کا رکھا ہی اور
مسجد حرام مین وہ لوگ اپنے کو صدر نشین اور اپنے طریقے کو حق سمجھتے ہین مگر حقیقت مین
اونمین سے کسی کو ایسا علم نہین کہ جس سے مسلمانونکو فیض حاصل ہو بلکہ وہ لوگ خود گمراہ
ہین اور لوگون کو گمراہ کرتے ہین اہل سنت وجماعت کے چارون مذہب کی صحت کا انکار

کرتے ہین اور عوام کو سکھاتے ہین کہ اون چار ونمین سے کسیکی تقلید نکرین بلکہ جو لوگ تقلید کرتے ہین
اونکو لامذہب کرین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا اور توسل کا انکار کرتے
ہین اور اولیاء اللہ کی کرامات کے منکر ہین اور چارون مذہب کی کتابین پڑھنے سے
منع کرتے ہین ان وہابیون نے مسجد حرام مین اپنے لیے علم حدیث پڑھنے کا منصب اختیار کیا ہے
حالانکہ وہ اصول اور اصطلاحات حدیث کو نہین جانتے اور ہمیشہ حدیثون کی لفظ و معنی کو
اپنے اعتراض فاسد کے طور پر پھیرتے ہین بہت سے عوام کو دام گمراہی مین گرفتار کیا ہی اور
یہ عقائد اونکے دلپر جم گئے ہین جب شیخ عبد القادر ہندی نقشبندی نے وزیر معظم الیہ
کیخدمت مین یہ گذارش کی تب حسب الحکم وہ لوگ حاضر کیے گئے اور اونکا مقدمہ حاکم شرع شریف اور
علمای حاضرین مجلس لطیف کو تفویض ہوا حاکم شرع نے مدعی مذکور کو حکم کیا کہ اپنے دعوی کو
وہابیون کے سامنے اعادہ کرے چنانچہ دعوی سابقہ مدعی علیہم کے سامنے مدعی نے
پیش کیا اور علمای حاضرین کے اتفاق سے ثابت ہوا کہ یہ دعوی قابل لحاظ اور مدعی علیہم
ستوجہ ہوتا ہی تب اونسے جواب طلب ہوا مدعی علیہم نے اپنے گلو خلاصی کے لیے انکار کیا پھر
مدعی سے گواہ طلب ہوے مدعی نے سید حسن ہندی نقشبندی اور عبد الرحمن کشمیری
مرید شیخ محمد جان نقشبندی کو حاضر کیا اور اونمین سے ہر ایک نے جمیع شرائط شرعیہ کی رعایت
سے حسب دعوی مذکورہ کے گواہی دی پھر اون گواہون کا تزکیہ ہوا اونکی عدالت ثابت
ہوی اور اہل مجلس پر ظاہر ہوا کہ یہ متقی اور نیک لوگون کے طریقے پر قائم ہین اور نفس
شہادت مین انکو کچھہ غرض دنیوی نہین ہی اور یہ لوگ کسی سے کینہ و عداوت نہین رکھتے
جب مقدمہ بجمیع الوجوہ تکمیل پا چکا علمای حاضرین کے اتفاق سے یون تجویز اخیر ہوئی
کہ یہ لوگ ایک مدت معین تک قید کیے جائین پھر ان بلاد مکرمہ سے نکالے جائین تا
فساد رفع ہو اور بندہ خدا انکے دام فریب سے چھوٹین جب یہ فتوی وزیر معظم الیہ کے ملاحظے
مین آیا تو پہلے انکو یون مناسب معلوم ہوا کہ یہ سیاستہ قتل کیے جائین کیونکہ انکی

زندگی سے دنیا مین فساد دینی برپا ہی اور بیشک فساد دینی فساد دنیوی سے بہت بڑا
ہی چنانچہ بعضے انہین سے کئی بار مکہ معظمہ مین مرتکب ایسی ایسی حرکات کے ہوے تھے اور امیر مکہ
معظمہ کی مجلس اور قاضی شریعت غرا کے محکمے مین مقدمے پیش ہوے تھے اور انکا انکار کے
بعد گواہون سے یہ جرائم ان پر ثابت ہوچکے تھے اور امیر و قاضی نے اونسے توبہ کرائی تھی
اور اون لوگون نے تعزیر کے خوف سے بظاہر توبہ کی تھی اور حقیقت مین عقاید فاسدہ
اونکے دلونمین مرتکز تھے سہنا اور وزیر معظم الیہ نے اونکے قتل سے درگذر کیا تاکہ انکے متبعین
نہ سمجھین کہ وہ حق پر تھے اور ایسے ثابت قدم رہے کہ اپنی جان جانیکی کچھ پروانہ کی اسلیے
وزیر معظم الیہ نے تجویز علما سے اتفاق کرکے اونھین ایک مدت تک قید کیا پھر اخراج کیا
چنانچہ وہ لوگ اٹھارھوین تاریخ جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۵ ہجری کو قید خانے سے چھوٹ کے
بعد تنبیہ و تعزیر کے مکہ معظمہ سے بحراست نکالے گئے یہ لوگ مبتلای رنج و سوگ جہاز
دور گئین اسمعیل ذکیا پر ستائیسوین رجب سنہ ۱۲۶۵ ہجری کو جدے سے نکالے گئے
اور تیسری تاریخ شعبان المعظم سنہ صدر کو معمورہ بنبئی مین پہنچے اور انکے ساتھ دیوان
جعفر ترکی کا خط مورخہ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۵ ہجری اس مضمون کا آیا کہ پاشا نے
اونکو قید کیا اور حرمین شریفین سے نکالا اب تمکو لازم ہی کہ ایک ورق پر انکا احوال
لکھوا کر بنبئی کے چھاپے خانے مین چھپوا او اونکے نام یہ ہین مولوی عبد اللطیف لکھنوی
مولوی عبد الرحمن بنارسی مولوی محمد سہارنپوری محمد مراد مفتی بنگالہ مولوی محمود علی
بریلوی یہ لوگ معہ اہل و عیال کے نکالے گئے وہ اشتہار ہندوستان مین مشہور کرو تا
ہند کے وہابیونکو عبرت ہو اور علماء مکہ اور بڑے پاشا و چھوٹے پاشا کی بھی امید ہی
لہ امتثال اسکا تم جلدی سے کرو ہند و اطراف ہند مین جلد اشتہار بھیجو جب فرقہ
وہابیہ کی ہدایت و نہایت معلوم ہوچکی تو انکے چند عقیدے معہ جوابات کے یاد
رکھنا چاہیے **پہلا عقیدہ** خدا تعالی کی یہ شان ہی کہ اگر چاہے تو کرورون محمد مصطفے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کرے جانا چاہیے چونکہ بنظر دلائل عقلیہ کے اسمین نہایت
تفصیل درکار ہی اور اس رسالے مین بیشتر نظر دلائل نقلیہ پر ہی اس لیے دلائل عقلیہ سے
قطع نظر کرکے معتمد فی المعتقد ابو عبد اللہ فضل اللہ تورپشتی کی عبارت لکھی جاتی ہی بحمد اللہ
این مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر از انست کہ آنرا بکشف وبیان حاجت افتد اما این مقدار
از قرآن از ترس آن یاد کردیم کہ مبادا زندیقی جاہل او را شبہتی اندازد وبسیار باشد کہ ظاہر نیارند کرد
وبدین طریق القای پی در بند کہ خدای ہمہ چیز قادرست کسی قدرت او را منکر نیست اما چون
خدای تعالی از چیزی خبر دہد کہ چنین خواہد بود یا نخواہد بود خبر چنان نباشد کہ خدای ان خبر دہد
وخدای تعالی خبر داد کہ بعد از وی نبی دیگر نباشد ومنکر این مسئلہ کسی تواند بود کہ اصلا در نبوت او
معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودی پس اورا در ہرچہ از ان خبر دادی صادق دانستی وبہمان
حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ما بدان درست شدہ است این نیز درست شد کہ وی
بازپسین پیغمبر است در زمان او تا قیامت بعد از وی ہیچ نبی نباشد وہرکہ درین بشک است
در آن نیز بشک است وآن کس کہ گوید بعد ازین نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآن کس کہ گوید
کہ امکان دارد کہ باشد کافرست این ہست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
وغیرہ دوسرا عقیدہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت وجاہت وشفاعت
محبت نہین کرسکتے اور شفاعت بالاذن گنہگاران تائب کے لیے سب انبیاء واولیا کرسکتے ہین
غرض جیسا کہ ہر حاجت اپنی خدا کو سونپنا چاہیے اسیطرح یہ حاجت بھی اوسی کے اختیار پہ
چھوڑ دیجیے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کردے جانا چاہیے کہ اس تراش وخراش سے کیا کیا
افتین برپا ہوئین رسالہ معید الایمان مین مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا
رفیع الدین صاحب برادرزادہ وتلمیذ رشید مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین
وہابی اپنی توحید اور پیروی سنت پر ایسے اچھرے کہ انکو حاجت وسیلہ اور شفاعت نبی کی
نرہی کہ انکے پیشوا نے لکھا ہی غرض کہ جب ہر حاجت اپنی کو اوسکو سونپنا چاہیے یہ بھی

حاجت یعنی شفاعت اوسکے اختیار پر چھوڑ دیجیے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کردے اس عبارت سے
جاہل احمق یہان تک گمراہ ہوے کہ دعا مانگتے ہین الٰہی ہمکو شفاعت نبی کا اور عالمونکا محتاج نکر
اس مطلب کا ایک خط ہمارے پاس ولایت کیطرف سے آیا ہوا موجود ہی اوسکی بعینہ عبارت لکھی جاتی ہی
علاوہ اینکہ درینجا عجب تحفہ معاملہ شدہ کہ مسمی حسین شاہ کہ شاگرد والد آن صاحب بعنوان بنام کردن
جہاد چیزی مبلغ از مردمان اینجا گرفتہ روانہ شد در مکان کوہ تارا ستہ چار ماہ قیام کرد مردمان را
جمع کردہ بطور وہابیان وعظ و نصیحت مینماید بعد چار ماہ در اینجا آمدہ در میان جامع مسجد برای
کردن وعظ مسمی حسین شاہ نشستہ می خواست کہ وعظ شروع کند اول مردمان مانع شدند بعد
چند مردمان گفتند کہ اگر موافق شرع شریف از روی تحقیق وعظ بیان می کند بہتر آخر الامر
حسین شاہ ہر دو دست خود بر داشتہ بعد فاتحہ دعا از جانب باریتعالی خواست کہ یا الٰہی ما را روز
قیامت در مجلس علما واز شفاعت رسول مقبول محتاج نکند ما را بفضل خود بہ بخشد بہ شنیدن
این دعا برادر شما مسمی فضل احمد کہ برابر حسین شاہ نشستہ بودند کتاب از دست نامبردہ بقوت
تمام میگرفت و مسمی محمد انور یک چپیرہ بر حسین شاہ زد کہ زخمی شد بعدہ در مردمان شمشیر زنی ہمین قدر
شد کہ شش ہر دو از طرف وہابیان طرفداران مردمان بست و پنج مردم زخمی شدند و بست و پنج
نفر دیگر را یار خمیان گرفتار کردہ بقید انداختند - جاننا چاہیے کہ شفاعت کی پانچ قسم ہین
پہلی شفاعت طول وقوف و تعجیل حساب کے لیے یہی شفاعت عظمیٰ اور آپکے ساتھ خاص ہی
دوسری شفاعت جنت مین لوگونکو بغیر حساب داخل کرنیکے لیے اس مقدمے مین بھی آپکو
خصوصیت حاصل ہی آپکی شفاعت سے اول زمرہ آپکی امت مرحومہ کا جنت مین داخل ہوگا
تیسری شفاعت مستحقین نار کے لیے یہ شفاعت اگرچہ عام ہی مگر چونکہ قیامت مین آپ
انبیا کے امام ہونگے جو شفاعت انبیا کی ہوگی وہ آپکی طرف منسوب ہوگی پھر کوئی انواع
شفاعت سے اور نہ اون اشخاص سے جنکے لیے شفاعت ہوی خواہ وہ دین محمدی مین
ہون یا دین اونکا کچھہ دوسرا ہو آپکی شفاعت سے خارج ہوگا اس لیے کہ آپ انبیا

واولیاء کے شفیع ہونگے اور سب آپ کے لوا کے نیچے ہونگے جو شفاعت کرے گا آپ کے
سبب سے اور جسکی شفاعت مقبول ہوگی آپکے سبب سے پھر تمام انبیاء و اولیاء کی شفاعت آپکی
شفاعت میں داخل ہوگی تو اس صورت میں آپ شفیع الشفعاء ہوئے چوتھی شفاعت
معذب مسلمانوں کے لیے جو بسبب گناہ کے دوزخ میں داخل ہوئے وہ لوگ آپکی
اور انبیاء و ملائکہ وغیرہ کی شفاعت سے نکالے جاوینگے اور انبیاء سابقین کی امت سے
جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اپنے انبیاء وغیرہ کی شفاعت سے محروم ہے تو اللہ تعالی
جل شانہ اپنی رحمت خاصہ سے اونھیں دوزخ سے نکالیگا مگر ساری امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم بالذات یا بالواسطہ آپ کی شفاعت سے نجات پاوینگے اس تقدیر پر یہ قسم
بھی آپکے ساتھ خاص ہوگئی حدیث صحیح میں ہے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی پانچویں
شفاعت بہشت میں زیادتی درجات کے لیے اس شفاعت کے تو معتزلہ بھی منکر نہیں
چونکہ آپ بہشت میں بمنزلہ وزیر کے ہونگے کوئی چیز کسی کو بلاواسطہ آپکے نملے گی پھر یہ قسم
بھی آپکے ساتھ مختص ہوگی اس تقریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ شفاعت باقسامہا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے کوئی قسم ایسی نہیں جو آپ سے خصوصیت نرکھتی ہو
شفاء السقام فی زیارة خیر الانام میں امام تقی الدین سبکی فرماتے ہیں الشفاعة خمسة
اقسام اولہا مختصة بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی الاراحة من طول الوقوف
وتعجیل الحساب لا تدنو الیہا غیرہ وہی الشفاعة العظمی لم ینکرہا احد الثانیة فی ادخال قوم
الجنة بغیر حساب وہذہ ایضا وردت لنبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی کل من التقادیر
المفروضة فالخصوصیة ثابتة لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی ادخال اول زمرة من امتہ الجنة
الشفاعة الثالثة الشفاعة لقوم استوجبوا النار فیشفع فیہم نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ومن یشاء اللہ وان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکون فی ذلک الیوم امام النبیین وصاحب
شفاعتہم فکل ما یقع من شفاعتہم ینسب الیہ بذلک فلا یخرج شئ من شفاعتہ لا من الانواع

الشفاعة ولا من الاشخاص المشفوع فيهم من ملته ومن غير ملته الا انه اذا كان صاحب شفاعة الانبياء
والكل تحت لوائه فكل من شفعوا فيه فبسببه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لتقدمه للشفاعة فيه واجابة شفاعتهم
اجابته له صلی اللہ علیہ وسلم فكل من يقع شفاعة النبيين فيه دخل تحت شفاعة نبينا صلی اللہ علیہ
وسلم ومن شفع فيه المؤمنون كذلك بطريق الاولى فهو صلی اللہ علیہ وسلم شفيع الشفعاء الرابعة
فيمن دخل النار من مذنبين وقد جاءت الاحاديث الصحيحة باخراجهم من النار بشفاعة نبينا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وسائر الانبياء والملائكة واخوانهم من المؤمنين ثم يخرج الله تعالى كل من قال لا اله الا الله
كما جاء في الحديث ولا يبقى فيها الا الكافرون وهذه الشفاعة والشفاعة العظمى تواترت الاحاديث
بهما واختصاص النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالعظمى واما هذه فقد جاء فيها شفاعة الملائكة والانبياء
والمؤمنين مع ان الله تعالى بعد ذلك يخرج برحمته من قال لا اله الا الله وفيه اقوال احسنها انه من
قال من غير هذه الامة لا اله الا الله ولم يشمله لشفاعة انبيائهم وغيرهم من الشافعين اما هذه الامة
فكلها يخرج بشفاعة النبي صلی اللہ علیہ وسلم وان وقع في بعضهم شفاعة لاخوانهم من المؤمنين
فهي في طي شفاعة النبي صلی اللہ علیہ وسلم واذا ثبت ذلك فاختصاصه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من هذا النوع باخراج عموم امته حتى لا يبقى منهم احد هذا هو الموافق لعموم قوله صلی اللہ علیہ وسلم
شفاعتي لاهل الكبائر من امتي مع قوله صلی اللہ علیہ وسلم اتاني آت من عند ربي عز وجل يخيرني
بين ان يدخل الجنة نصف امتي وبين الشفاعة فاخترت الشفاعة وهي لمن مات لا يشرك
بالله شيئا رواه الترمذي فهذه العمومات كلها متظافرة على عموم شفاعته لكل الامة الخامسة
في زيادة الدرجات في الجنة لاهلها ولا ينكرها المعتزلة ايضا وان النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
يكون في الجنة بمنزلة الوزير من الملك بغير تمثيل لا يصل الى احد شيء الا بواسطته صلی اللہ علیہ
وسلم واذا كان كذلك فهذه ايضا خاصة به انتهى مختصرا تیسرا عقیدہ توسل و استغاثہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرک ہی اس لیے کہ کفار خدا کو خالق رازق مارنیوالا جلانیوالا
سمجھتے ہیں اور صرف اسی خیال سے بتوں کی پرستش کرتے ہیں تا وہ خدا تک پہنچا دیں اور انکی

شفاعت خدا کے نزدیک کرین پھر جو لوگ کہ نبی سے توسل کرتے ہین اونکا بھی یہی حال ہی
خدا کو خالق رازق ضار ونافع سمجھتے ہین اور نبی سے استغاثہ وتوسل کرتے ہین یہی عبادت
لغیر اللہ ہی اور یہی شرک اکبر ہی پھر اون کافرون مین اور ان مسلمانون مین کچھہ فرق نرہا
جسطرح وہ عبادت لغیر اللہ کے سبب سے کافر ہوے اسیطرح یہ بھی علامہ احمد بن علی البصری صاحب
فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین حاصل استدلال ہذا المجتہد الجاہل ان
الکفار یعتقدون و یقرون بان اللہ ہو الخالق الرازق وہو المحی الممیت کما اخبر اللہ تعالی عنہم
فی کثیر من الآیات وانما عبدوا من دونہ الاصنام وغیرہا لاجل ان یقربوہم الی اللہ ویشفعوا لہم عندہ
فکفروا بالعبادۃ منہم ایاہم للشفاعۃ والتقرب منہم الی اللہ تعالی کما ذکرہ اللہ تعالی عنہم فی کثیر من
الآیات والمستغیث یعتقد ایضا ان اللہ ہو الخالق الرازق الضار النافع الذی بیدہ الامر
وانما اراد باستغاثتہ وتوسلہ بالانبیاء والاولیاء التی ہی عبادۃ لہم وہی شرک اکبر لانہا عبادۃ
لغیر اللہ تعالی الشفاعۃ لہ عند اللہ فکفر بسبب ہذہ کما کفر المشرکون لانہ اعتقد مثل ما اعتقدوا
وارادہ بعبادتہ غیر اللہ تعالی مثل ما ارادوا فلا فرق بینہ وبینہم جاننا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ وتوسل ہرگز شرک نہین اور نہ یہ عبادت لغیر اللہ ہو سکتا ہی اسلیے
کہ مستغاث بہ فی الحقیقۃ اللہ تعالی ہی اور غوث اوس سے خلقا وایجادا ہی اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ تعالی ومستغیث کے درمیان مین واسطہ ہین اور غوث تسببا وکسبا ہی پھر
شرعا ولغۃ آپ بھی مستغاث ہوے وعلی ہذا القیاس سوال ہے اور کچھہ شک نہین کہ آپ سے
استغاثہ وتوسل ہر زمانے مین ہوا اور ہوگا چنانچہ قبل خلقت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوی کہا اے رب ہم بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سوال کرتے ہین خداوند عالم نے پوچھا اے آدم تمنے محمد کو کیونکر پہچانا ابھی تک تو وہ پیدا بھی
نہوے حضرت آدم نے کہا اے رب جب تو نے ہمکو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنے سر کو
مجھمین ڈالا او سوقت ہمنے اپنے سر کو اوٹھایا تو عرش کے ستونون پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ تب ہمنے سمجھا کہ اپنے نام نامی کے ساتھہ تونے اپنے بڑے پیارے کا
نام شریک کیا ہی پھر اللہ تعالی نے فرمایا تمنے سچ کہا ای آدم وہ تمام مخلوقات سے ہمارے
پیارے ہین جب تمنے اونکے حق سے سوال کیا ہمنے تمھین بخشا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا پیدا کرنا منظور نہوتا تو تمھین پیدا نکرتا حضرت ابن عباس سے مروی ہی کہ اللہ تعالی
نے حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی سے اطلاع دیا کہ ایمان آنحضرت پر لاؤ اور امت کو حکم کرو کہ
جو شخص اونکو پاوے اونپر ایمان لاوے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہوتے تو ہم آدم کو اور جن وانس کو
پیدا نکرتے اور عرش کو ہمنے پانی پر پیدا کیا جب مضطرب ہوا اوسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا پھر ٹھہر گیا اور عالم حیات مین ایک اندھے نے آپ سے دعای صحت چاہی آپ نے
فرمایا اگر تم چاہو ہم دعا کرین اور اگر ہوسکے تو صبر کرو اور صبر بہتر ہی اوسنے دعا چاہی آپنے
فرمایا اچھے طور پر وضو کرکے یہ دعا پڑھو اللھم انی اسئلک الخ چنانچہ اوسی طور پر اوسنے پڑھی اور
بینا ہوگیا اور عالم برزخ مین استغاثہ و توسل کے باب مین بہت سے واقعات ہین چنانچہ
چند واقعات متعاقب ذکر کیے جائینگے اور عالم آخرت مین جو آپ مستغاث ہونگے اوسکی
کیفیت بحث شفاعت سے ظاہر ہی اگر شاید کسی کے ذہن مین خلجان گزرے کہ آپ نے
در باب منافق کے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا تھا کہ مجھسے استغاثہ نچاہیے بلکہ اللہ تعالی
سے چاہیے پھر اگر استغاثہ جائز ہوتا تو آپ ممانعت کیون فرماتے تو اسکا جواب یہ ہی کہ
اس حدیث کی سند مین ابن لہیعہ ہی اور ابن لہیعہ کے مقدمے مین کلام مشہور ہی اگر
اسکی صحت کی تسلیم بھی کیجاوے تو یہ من قبیل ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے
ہی یعنی اگرچہ آنحضرت مستغاث ہین مگر فی الواقع مستغاث خدا ہی چنانچہ اکثر احادیث
مین حقیقت امر کا بیان ہوا ہی اور قرآن مین اضافت فعل کی اوسکے مکتسب کیطرف
ہوتی ہی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لن یدخل احدکم الجنۃ بعملہ حقتعالی جل شانہ
فرماتا ہی ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون اور توسل کے معنی طلب دعا کے بھی ہوسکتے ہین

اس لیے کہ آپ زندہ ہین سوال سائل کو جانتے ہین جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے
مین قحط ہوا ایک شخص قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ پانی کے
لیے دعا کیجیے آپ کی امت ہلاک ہوتی ہی وہ شخص خواب مین زیارت سے مشرف ہوا
آپ نے فرمایا عمر سے کہو کہ مینہ برسیگا اور تم رفق و ملایمت کرو جب اوس شخص نے اپنے خواب
کی کیفیت کہی حضرت عمر زار زار روئے بلال بن حارث مزنی نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ حصول حاجات کے لیے دعا کرنیکو حکم فرماتے ہین جیسا
کہ عالم حیات مین اس لیے کہ آپ سوال سائل کو جانتے ہین چنانچہ الجوہر المنظم فی زیارۃ
القبر المکرم مین ایک لمبی تقریر کے بعد لکھا ہی فعلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم یطلب منہ الدعا
بحصول الحاجات کما فی حیاتہ لعلمہ بسوال من یسئلہ کما ورد مع قدرتہ علی التسبب فی حصول
ما سئل فیہ بسوالہ وشفاعتہ الی ربہ وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوسل بہ فی کل حال قبل بروزہ لہذا
العالم وبعدہ فی حیاتہ وبعد وفاتہ وکذا فی عرصات القیمۃ فیشفع الی ربہ تعالی وہذا مما
قام الاجماع علیہ وتواترت بہ الاخبار **چوتھا عقیدہ** مقابر شہدای اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھودنا جائز ہی چنانچہ ابن عبد الوہاب نے قبر زید بن
الخطاب وغیرہ رضی اللہ عنہم کو کھودا جانا چاہیے کہ جب سنگلاخ کا تراشنا اور اوسکو
لحد بنانا ممکن نہ تھا زمین ایک گز بلند کہدے اونمین شہدای صحابہ دفن کیے گئے
تا لاش درندون سے محفوظ رہے اور رائحہ بھی منتشر نہو اور یہ بھی مسلم ہی کہ شہدا اپنے
محل موت مین دفن کیے جاتے ہین چنانچہ شہدای احد کی لاش جب مدینے مین آئی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے پھر اپنے مقام پر واپس کی گئی پھر جس جنگل و میدان
کے درندونکو قبر کھودنے کی اور مردون کے نکالنے کی عادت ہو وہان قبر پر بنا
واجب ہی تا لاش انکے ہاتھون سے محفوظ رہے اور اگر نباشی کا یا درندون کے لاش
کھودنے کا یا پانی سے قبر کے بیٹھجانے کا خوف ہو تو ایسی صورتون مین بنا جائز بھی ہی

اور بغیر حاجت کے بنا مکروہ تنزیہی ہی لیکن جب تک بالیقین اصل بنا کی حرمت معلوم نہو
اوسے کھودنا جائز نہیں اگر مشتبہ معلوم ہو کہ اصل بنا حرام ہی یا مباح یا واجب تو اوسے ہرگز
کھودنا جائز نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ واضع نے بسبب ضرورت کے بنایا ہوگا اور اگر کسی عالم
یا ولی یا صحابی کی قبر پر قبہ ہو یا بنا بقدر قبر ہو تو اوسکا انہدام حرام ہی اس صورت میں شہدای
صحابہ کی قبر کا کھودنا تو کسی طرح جائز نہیں ٹھہرتا اس لیے کہ خود صاحب قبر اور اوسکے بنانیوالے
یعنی حضرت خالد بن ولید وغیرہ صحابی ہیں جنکے سامنے وحی نازل ہوتی تھی جاہل وحی سے
بالمشافہ احکام شرعی سیکھتے تھے اور وہ بنا بھی خیر القرون کی تھی یعنی اوائل خلافت ابوبکر
صدیق کی اگر یہ سب خاطی تھے پھر انکی اقتدا سے اہتدا نہیں ہوسکتی اور لازم باطل ہی
اس لیے کہ حدیث صحیح میں وارد ہی اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم پھر ملزوم بھی باطل ہی
مسلمان کا یہ کام نہیں ہی کہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک حرمت کرے
اور اونکی قبر کو اس طور پر کھودے کہ اونکے کفن وجسم نظر آئیں بلکہ مسلمان کی شان ہی
کہ اونسے محبت رکھے اونکی توقیر وعظمت واقتدا کرے اونکے طریقے وآداب واخلاق کو
اختیار کرے چنانچہ علامہ احمد بن علی البصری صاحب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب
سلیمان بن محمد بن سحیم وغیرہ علمای نجد کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں اقول تہدیم
قبور شہداء الصحابۃ المذکورین لاجل البناء علی قبورہم مقدار ذراع عند عدم امکان الحفر
خوفا علیہم من السباع ومنعا للرائحۃ ضلالۃ ای ضلالۃ فقد صرح ساداتنا الشافعیۃ بندب
دفن الشہید بمحل موتہ ای ولو بقرب مکۃ او المدینۃ او بیت المقدس لان قتلی احد نقلوا للمدینۃ
فامر صلی اللہ علیہ وسلم بردہم لمضاجعہم فردوا الیہا صححہ الترمذی وصرحوا بوجوب البناء علی القبر ان
اعتادت سباع ذلک المحل الحفر عن موتاہ وتجویز البناء علیہ ان خشی نبش او حفر سبع او ہدم
سیل ولو کان المقبرۃ مسبلۃ وبکراہۃ البناء تنزیہا لغیر حاجۃ فی غیر المسبلۃ ای فلا یہدم
اذ لا یہدم الا ما حرم وضعہ قال العلامۃ الشمس الرملی فی النہایۃ ویظہر حملہ ای الہدم علی

ما اذا عرف حالہ فی الوضع فان جہل ترک حملا علی وضعہ بحق کما فی الکنائس التی تقر اہل الذمۃ علیہا فی بلدنا وجہلنا حالہا وکما فی البناء الموجود علی حافات الانہار والشوارع انتہی قال بعضہم ولو کان المبنی علیہ مشہورا بالعلم والصلاح او کان صحابیا او کان المبنی علیہ قبۃ او کان البناء علی قدر قبرہ فقط فینبغی ان لا یہدم لحرمتہ نبشہ او ان اندرس اذا علمت ہذا فہذا البناء الذی علی قبور ہؤلاء الشہداء من الصحابۃ رضی اللہ عنہم لا یخلو اما ان یکون واجبا او جائزا بغیر کراہۃ وعلی کل فلا یقدم علی الہدم الا رجل مبتدع ضال لاستلزامہ انتہاک حرمۃ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الواجب علی کل مسلم محبتہم ومن محبتہم وجوب توقیرہم وبرہم والقیام بحقوقہم والاقتداء بہم بان یمشی علی سنتہم وآدابہم واخلاقہم قال سہل بن عبد اللہ التستری وناہیک بہ علما وزہدا ومعرفۃ وجلالۃ لم یؤمن برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یوقر اصحابہ ای توقیر لہم عند من ہدم قبورہم حتی بدت ابدانہم واکفانہم کما ذکر بعض علماء نجد فی سوال ارسلہ الی مع جملۃ سوالات یسئل عن افعال ہذا المبتدع واقوالہ مع کون ہذا ہدمہ اما واجب البناء او جائزہ ولاستلزامہ جہل خالد بن الولید والجم الغفیر الذی معہ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحرمۃ البناء المذکور لما دفنوا الشہداء المذکورین وانہم مخطئون فی ذلک مع کثرتہم فلو اتفق الجم الغفیر منہم علی الجہل والخطاء فی حکم دفن ہؤلاء الشہداء لزم منہ عدم الاہتداء بالاقتداء بواحد منہم قطعا واللازم باطل بالنص فالملزوم مثلہ وکیف یتوہم من لہ ادنی عقل وفی قلبہ مثقال ذرۃ من الایمان ان ہؤلاء الصحابۃ اعنی خالد بن الولید ومن معہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم الذین نزل الوحی بین اظہرہم وتعلموا الاحکام مشافہۃ منہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلہم جہلوا حرمۃ البناء المذکور واخطاؤا طریق السنۃ فی الدین مع قرب عہدہم بہ صلی اللہ علیہ وسلم فان تلک الواقعۃ کانت فی اول خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ وان ہذا الضال علم الصواب وان اولئک الاصحاب کانوا علی الخطاء

پانچوان عقیدہ جو مساجد اصحاب شہداء کے جوار مین واقع ہین اونکو مساجد کا حکم نہین بلکہ قابل کھودنے کے ہین

چنانچہ ابن عبد الوہاب اون مساجد کو کھود کے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا
اسمہ وسعی فی خرابہا کا مصداق بنا جاتا چاہیے کہ جوار صالح مین خاص اوسکی روح سے
برکت لینے کے لیے یا اپنی عبادت کا اثر اوسکی روح کو پہونچانے کے لیے مسجد بنانا جائز ہے
چنانچہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کا مزار مسجد حرام مین حطیم کے قریب ہی البتہ قبرون پر
مسجدون کا بنانا یا قبور کیطرف تعظیما سجدہ کرنا منع ہی جسطرح یہود ونصاری اپنے
انبیا کی قبور کیطرف سجدہ کرتے تھے اور اوسے اپنا قبلہ ٹھہرالیا تھا پھر جوار قبور صحابۂ
شہدا مین جو مسجدین واقع ہین نہ وہ قبر پر بنی ہین نہ اونمین نماز پڑھنے سے اونکی قبور قبلہ
ٹھہرتی ہین بلکہ صرف مصلی کی قبر پر اونکی روح پر فتوح کا فیضان ہونا مقصود ہوتا ہی
تو اونکا کھودنا سخت گمراہی ہی علامہ احمد بن علی البصر صاحب فصل الخطاب لرد ضلالات
ابن عبد الوہاب فرماتے ہین قال العلامہ المناوی فی شرح الجامع الصغیر فے الکلام علے
حدیث لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج وقیل ومحل الذم ان یتخذ
المسجد علی القبر بعد الدفن ح قال العلامۃ الطیبی فے شرح المشکوۃ عند الکلام فے حدیث لعن اللہ
الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد قال القاضی البیضاوی لما کانت الیہود
والنصاری یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لشانہم ویجعلونہا قبلۃ ویتوجہون فی الصلوۃ
نحوہا فاتخذوہا اوثانا لعنہم ومنع المسلمین عن مثل ذلک ونہاہم عنہ اما من اتخذ مسجدا فے
جوار صالح او صلی فے مقبرتہ وقصد بہ الاستظہار بروحہ او وصول اثر من آثار عبادتہ الیہ
لا التعظیم لہ والتوجہ نحوہ فلا حرج علیہ الا تری ان مرقد اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام فی المسجد الحرام
عند الحطیم ثم ان ذلک المسجد افضل مکان یتحری المصلی لصلاتہ والنہی عن الصلوۃ فی المقابر مختص بالمقابر
المنبوشۃ لما فیہا من النجاسۃ انتہی فاذا لم یکن للہدم داع شرعی بان لم یکن المسجد مبنیا
علی القبور حتی یخشی منہ ذلک المحذور فالداعی الیہ ہو اتباع الہوی ومن اتبع ہواہ فقد اتخذہ
الہا من دون اللہ بنص الکتاب العزیز انتہی ملخصا چھٹا عقیدہ جمعہ کے دن اذان عین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا بدعت ضلالت ہی جاننا چاہیے کہ جمعہ کی رات و دن مین درود پڑھنا بدلائل عقلی و نقلی افضل عبادات سے ہی دلیل عقلی یہ ہی کہ جمعہ کا دن ہفتے کے دنون مین سید الایام ہی اسیدن غسل مشروع ہوا اسیدن نماز خاص فرض ہوئی اسیدن جو جو بڑی بڑی بھلائیان امت کو حاصل ہوتی ہین اونکی اطلاع سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی ہی اسیدن امت مرحومہ بہشت مین داخل ہوگی یہی دن بڑی عید و خوشی کا دن ہی اسیدن خداوند کریم اونکی حاجتونکو برلاتا ہی اور دعاؤنکو قبول کرتا ہی اور چونکہ ہم لوگونکو ان سرائر کی اطلاع صرف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوئی تو جمعہ کے رات و دن مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بہت درود بھیجنا چاہیے تافی الجملہ شکر آپکا ادا ہو بن شہاب سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کی رات و دن کو ہمپر درود بھیجا کرو وہ درود ہم تک پونہچائے جاتے ہین انبیاء کے اجسام مٹی نہین ہوتے جب کوئی مسلمان ہمپر درود بھیجتا ہی تو فرشتے ہمارے پاس لاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ درود فلانے کیطرف سے ہی حضرت انس سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جمعہ کے دن تم لوگ ہمپر درود زیادہ بھیجو اسلیے کہ یہ یوم مشہود ہی جب کوئی ہمپر درود بھیجتا ہی بفور فارغ ہونے کے وہ ہمپر پیش کیا جاتا ہی حضرت ابی امامہ سے مروی ہی کہ جمعہ کے دن ہمپر درود زیادہ بھیجا کرو اسلیے کہ جمعہ کے دن تمام امت کے درود ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہین جو شخص ہماری امت کا ہمپر زیادہ درود بھیجتا ہی بہ نسبت دوسرون کے اوسکا مرتبہ ہمارے نزدیک زیادہ ہوتا ہی مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفی مین امام احمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی فرماتے ہین والامر بالاکثار من الصلوۃ علیہ یوم الجمعۃ لانہ افضل ایام الاسبوع وفیہ شرع الغسل و الصلوۃ الخاصۃ وخصہ تعالی من دون سائر الایام بقولہ عز وجل یاایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ ولما کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الانام و یوم الجمعۃ سید الایام لان الصلوۃ علیہ فیہ مزیۃ لیست لغیرہ مع

لطیفۃ اخری وہی ان کل خیر نالتہ امتہ فی الدنیا والآخرۃ انما نالتہ علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فجمع اللہ لامتہ بہ خیری الدنیا والاخری و اعظم کرامۃ تحصل لہم فانہا تحصل لہم یوم الجمعۃ فانہ فیہ بعثہم الی منازلہم وقصورہم فی الجنۃ وہو یوم المزید لہم اذا دخلوا الجنۃ وہو عید لہم یوم فیہ یشفعہم اللہ لطلباتہم وحوائجہم ولا یردہ سائلہم وہذا کلہ انما عرفوہ وحصل لہم بسببہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی یدیہ فمن شکرہ وحمدہ واداء القلیل من حقہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ ان یکثر الصلوۃ علیہ فی ہذا الیوم واللیلۃ وعن ابن شہاب بلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثروا من الصلوۃ علی فی اللیلۃ الزہراء والیوم الازہر فانہما یودیان عنکم وان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء وما من مسلم یصلی علی الا حملہا ملک حتی یودیہا الی ویسمیہ حتی انہ لیقول ان فلانا یقول کذا وکذا ذکرہ فی الشفاء انتہی مختصرا شرح عین العلم ملا علی قاری میں ہی ویکثر الصلوۃ علیہ السلام ای فی یوم الجمعۃ ولیلتہا فقد ورد اکثروا الصلوۃ علی فان صلاتکم تعرض علی وفی روایۃ البیہقی عن انس اکثروا من الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملائکۃ الحدیث **ساتواں عقیدہ**

کتاب دلائل الخیرات کو جلانا چاہیے اس لیے کہ اوسمیں اللہم صل علی سیدنا ومولانا ہی اور کتاب روض الریاحین کہ فی الواقع روض الشیاطین ہی قابل جلا دینےکے ہی اس لیے کہ اوسمیں سلف صالح کے احوال ہین جاننا چاہیے کہ کتاب دلائل الخیرات ایسی پاکیزہ کتاب ہی جسمیں بہت سے احادیث ودرود وصلوۃ بھرے ہین اس بے ادبی کا منشا ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہی کہ اسمیں جابجا درودونمیں لفظ سیدنا ومولانا لکھا ہی حالانکہ حدیث میں ہی لا تسیدونی فی الصلوۃ یا السید اللہ مگر یہ محض غلط فہمی و تعصب ہی اس لیے کہ لا تسیدونی فی الصلوۃ کی نسبت محدثین لا اصل لہ لکھتے ہین علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب و علامہ ابن عابدین صاحب رد المحتار تحریر فرماتے ہین واما حدیث لا تسیدونی فی الصلوۃ فباطل لا اصل لہ کما قالہ بعض متاخری الحفاظ اور السید اللہ سے معنی حقیقی مقصود ہین اس لیے کہ سید حقیقۃ اللہ تعالی ہی سیادت مطلقہ اوسیکے لیے ہی اور خلق ساری

اوسکے عبد ہین بلحاظ اسی معنی حقیقی کے عبد کو نچاہیے کہ اپنے سید کو سیدی یا مولائی کہے
اس لیے کہ مولی حقیقی اللہ تعالی ہی مگر سید کے معنی سردار و عالی منزلت و فاضل و حلیم و کریم
و مالک کے بھی آئے ہین انھین معنی کے لحاظ سے روسا قبائل کو سید کہتے ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سید البشر ہین بدرجہ اولی سید و مولی ہوے احادیث مین اطلاق سید کا اہل فضل پر بکثرت آیا ہی
حضرت امام حسن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان ابنی ہذا سید سعد بن معاذ
کے لیے فرمایا قوموا لسیدکم سعید بن عبادہ کے لیے فرمایا انظروا الی ما یقول سیدکم البتہ
مبتدع فاسق متہم فی الدین کے لیے سید و مولی کا اطلاق مکروہ ہی پھر جب اطلاق
سید کا ارباب فضل پر خاص کتب احادیث سے ثابت ہوا تو دلائل الخیرات قابل جلانے
کے نہ ٹھہری اسمین بامتثال احادیث کے لفظ سیدنا و مولانا مندرج ہی پھر کیا
معاذ اللہ کتب احادیث سے بھی بے ادبی کا ارادہ ہی اور روض الریاحین تصنیف
علامہ عبد اللہ بن اسعد یمنی یافعی شافعی روض الشیاطین نہین ہوسکتی ذکر صالحین
و ابرار موجب نزول برکت ہوتا ہی علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب
فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین قال فی المواہب اللدنیہ ان من اسمائہ
صلی اللہ علیہ وسلم السید والمولی وذکرہ مستندا بالمولی من وجہی الاحتمال المذکور انہ
رای کلام بعض العلماء فی عدم جواز اطلاق المولی و السید علی غیر اللہ تعالی لورود النہی
عن ذلک فی بعض الاحادیث فقد روی الحافظ الجلال السیوطی فی الجامع الصغیر حدیث
السید اللہ وعزاہ للامام احمد وابی داود وقال المناوی فی شرحہ السید حقیقة ہو اللہ
لا غیرہ الذی یحق لہ السیادة المطلقة فحقیقة السود لیست الا لہ اذ الخلق کلہم عبیدہ ثم لما
خوطب بما یخاطب بہ رؤسا القبائل من قولہم انت سیدنا و مولانا فذکرہ اذ کان حقہ
ان یخاطب بالرسول والنبی فانہا منزلة لیس وراءہا منزلة لاحد من البشر فقال السید اللہ ہو لا
فیہ الی الحقیقة ای الذی یملک النواصی و یتولی امرہم و یسودہم انما ہو اللہ ثم وقع فی مسلم

ابی معاویة و وکیع عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرة ورفعه ولا یقل العبد لسیده یا مولای
وزاد فی حدیث معاویة فان مولاکم الله فتحصل لهذا المجتهد الفهامة ان هذا هو الحق وان من خالفه
کهذا الامام فقد ارتکب من المخدور ما یوجب طرح مولفه فی النار وهذا کله ناش عن الادراک بکلام
العلماء بالنفس وحب الریاسة واتباع الهوی والتعصب والعناد والا فالکتب طافحة بذکر
ان الاصح الجواز ففی شرح المناوی ولا ینا قضه انا سید ولد آدم لانه اخبار عما اعطی من الشرف
علی النوع الانسانی واستعمال السید فی غیر الله تعالی شائع ذائع فی الکتب والسنة انتهی قال
الامام النووی رحمه الله تعالی فی کتاب الاذکار اعلم ان السید یطلق علی الذی یفوق
قومه ویرتفع قدره علیهم ویطلق علی الزعیم والفاضل ویطلق علی الحلیم الذی لا یستفزه غضبه
ویطلق علی الکریم وعلی المالک والزوج وقد جاءت احادیث کثیرة باطلاق سید علی اهل
الفضل فمن ذلک ما رویناه فی صحیح البخاری عن ابی بکرة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم
صعد بالحسن بن علی رضی الله عنه المنبر فقال ان ابنی هذا سید ولعل الله تعالی ان یصلح به
بین فئتین من المسلمین وروینا فی صحیحی البخاری ومسلم عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال للانصار لما اقبل سعد بن معاذ رضی الله عنه
قوموا الی سیدکم او خیرکم کذا فی بعض الروایات سیدکم او خیرکم وفی بعضها سیدکم بغیر
شک وروینا فی صحیح مسلم عن ابی ہریرة رضی الله عنه ان سعد بن عبادة رضی الله عنه
قال یا رسول الله ارأیت الرجل یجد مع امرأته رجلا فیقتله الحدیث فقال رسول الله
صلی الله علیه وسلم انظروا الی ما یقول سیدکم واما ما ورد فی النهی فما رویناه بالاسناد
الصحیح فی سنن ابی داؤد عن بریدة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
لا تقولوا للمنافق سید فانه ان یک سیدا فقد اسخطتم ربکم عز وجل قلت والجمع بین هذه
الاحادیث انه لا باس باطلاق سید و یا سیدی وشبه ذلک اذا کان المسود فاضلا
خیرا اما بالعلم واما بالصلاح واما بغیر ذلک وان کان فاسقا او متهما فی دینه ونحو ذلک کره ان یقال له

سید ہو روینا عن الامام ابی سلیمان الخطابی فی معالم السنن فی الجمع بینہما نحو ذلک
ویکرہ ان یقول المملوک لمالکہ ربی بل یقول سیدی وان شاء قال مولای انتہی ملخصا

آٹھوان عقیدہ حجرہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قابل انہدام ہی علامہ احمد
بن علی بصری فرماتے ہین منہا انہ صح انہ یقول لو اقدر علی حجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ
وسلم ہدمتہا جاننا چاہیے کہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرے اللہ تعالی یہود و نصاری پر کہ اون
لوگون نے اپنے انبیاؤن کی قبرون کو مسجدین بنائین اگر یہ خوف خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو یا حضرت عایشہ و صحابہ کو نہوتا تو آپکی قبر ظاہر کیجاتی اور باہر کھلی
جگہ پر بنائی جاتی چنانچہ جب مسجد مین وسعت کی گئی حجرہ شریف مثلثۃ الشکل بنایا
گیا تاکہ کوئی شخص باوصف استقبال قبلہ کے آپکی قبر مبارک کیطرف نماز نہ پڑھے
پھر جب اس بابت مین صاف و صریح حکم موجود ہی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ
مبارک کے کھودنیکا عزم مسلمان تو ہرگز نہین کر سکتا علامہ احمد بن علی بصری
صاحب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین اقول فی حدیث
عایشہ رضی اللہ عنہا عند البخاری قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ
الذی لم یقم عنہ لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد لولا ذلک
لابرز قبرہ غیر انہ خشی او خشی ان یتخذ مسجدا علاوہ اسکے اوس زمانہ سے آج تک
ہزارون ہی لاکھون ہی عالم فاضل محدث مفسر فقیہ مجتہد نے حجرہ مبارک کی زیارت کی
پر کسی نے اسکا انکار نہ کیا تو اوس وہابی مبتدع کا قول کب قابل لحاظ ہوسکتا ہی
خلاصۃ الوفا مین ہی لم یبلغنی ان احدا من اہل العلم والصلاح ممن حضروا ممن راہ
بعد تجدیدہ انکر ذلک او تفطن لہ او القی لہ بالا وہذا من اہم ما ینظر فیہ

نوان عقیدہ چھہ سو برس سے لوگ گمراہ ہین علامہ احمد فرماتے ہین منہا انہ ثبت عنہ انہ

یقول الناس من ستتہ مائتہ سنتہ لیسوا علی شئ جاننا چاہیے کہ یہ خود گمراہی ہی اس لیے
کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جو شخص کہتا ہی کہ سب لوگ ہلاک ہوے تو سب سے بڑھکر وہ
ہلاک ہوا یا یون کہین کہ وہ تو حقیقت مین ہلاک نہین ہوے پر اسنے سب کو ہلاکت
مین ڈالا طرہ یہ ہی کہ جب چھہ سو برس سے وہ لوگ کافر وگمراہ ہین اللہ لا یجمع امتی
علی ضلالۃ کیونکر صادق آئیگا علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب نے رد
ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین ومن ضلل ہذہ الامۃ فقد کفر بالاجماع عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الرجل ہلک الناس فہو اہلکہم وکیف یصح ہذا
القول الذی قالہ ہذا المضل وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع
امتی علی ضلالۃ فاذا کان لیسوا علی الدین القویم بل کفروا وضلوا من ست مائۃ سنۃ
الی ظہور مبتدعی العینیۃ کان ذلک منہم کل ہذہ المدۃ اجتماعا علی الضلالۃ واللہ تعالی
بکرمہ قد اجارہم منہ انتہی مختصرا سوا اسکے یہان دو امر قابل غور ہین پہلا امر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو مینہ سے تشبیہ دی ہی چنانچہ فرمایا ہی مثل امتی مثل
المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ چنانچہ یہ حدیث جامع صغیر مین موجود ہی تو اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ امت کی کیفیت مختلف طور پر رہے گی لیکن یہ معلوم نہین ہوسکتا
کہ کون سا طبقہ بہتر ہوگا جیسے مینہ کی کیفیت مختلف طور پر رہتی ہی پر یہ نہین
معلوم ہوتا کہ کونسا مینہ بہتر ہی مگر جس طرح سے ہر مینہ نفع سے خالی نہین ہوتا اسی طور
طبقہ امت کا برا نہین ٹھہر سکتا اگر طبقہ اول کا ایمان بمشاہدہ معجزات ودعوت
رسول تھا تو طبقہ ثانی کا ایمان بالغیب تھا اگر متقدمین نے تاسیس وتمہید مین
اوقات صرف کی تو متاخرین نے تلخیص وتجرید وتقریر وتاکید مین توجہ فرمائی
دوسرا امر قرن سادس وسابع وثامن وتاسع وعاشر مین کیسے کیسے علماء ورثۃ الانبیا
حفاظ محدثین وفقہا محققین ومفسرین مدققین وایمۂ نحوین ولغوین وبیانین واصولین

و اولیا عارفین گزر گئے ہین بعض تو ایسے ہین کہ اُس تابہ حال ہین جو چل رہا ہی مذاہب
اربعہ کا او نپر مدار ہی پھر ایسے لوگونکو گمراہ کہنا خود گمراہی ہی دسوان عقیدہ جو شخص
انکے مقولات کی تصدیق نکرے گو وہ کیسے ہی مقولات ہون وہ کافر ہی اور جو شخص
انکی ہان مین ہان ملاتا جاوے اگرچہ فاسق ہو مگر وہ ہی موحد ہی علامہ احمد بن علی بصری
فرماتے ہین فمن صدقہ لکل ما یقولہ و آمن بہ فہو مومن موحد و من لم یصدقہ فی کل ما یقول بہ
فہو کافر مقطوع بکفرہ سبحان اللہ یہ تو عجب سمجھ ہی اگر انکو دعوی اجتہاد ہی تو قول
مجتہد کے انکار سے کوئی کافر نہین ہو سکتا اور اگر دعوی رسالت ہی تو رسالت
ذات پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی علامہ احمد فرماتے ہین و اذا بطل
کونہ من رسل رب العالمین ثبت انہ من رسل ابلیس اللعین لاضلال الموحدین جب یہ
متحقق ہوا کہ یہ رسول رب العالمین سے نہین ہین تو ثابت ہو گیا کہ یہ رسول ابلیس
لعین سے ہین اور مقصود اوسکا اضلال موحدین ہی اور اس اضلال کی وجوہ عدیدہ
ہین کہ یہان بلحاظ اختصار کے چند وجوہ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی پہلی وجہ
وہابی صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بغض رکھتے ہین اسکا سبب یہ ہی
کہ صحابہ مسائل الہیات و اعتقادیات و شرعیات و تہذیب نفوس و کمال اخلاق
و مسائل جہاد بتاتے تھے اور فتح بلاد معظمہ انکے حسن تدابیر سے ہوا اور اونکے
ہاتھون سے کفار مخذول و منکوب رہے چنانچہ نواحی یمامہ مین مسیلمہ کذاب کے
باب مین جو جو مساعی جلیلہ ظہور مین آئے سیر و تواریخ دیکھنے والونپر مخفی نہین
اب ان لوگون نے اوسکے بدلے مین گورکنی و نباشی شروع کی مگر حق تو یہ ہی
کہ جو کچھہ ان لوگون کے ہاتھہ و زبان سے عالم ظہور مین آیا ابلیس کو بھی نہ سوجھی
ہوگی دوسری وجہ چونکہ شیطان لعین اولیاء عارفین و عباد صالحین سے
عداوت تامہ رکھتا ہی یہ لوگ انکی تکفیر کے قائل ہوے بلکہ جو شخص اونکی تکفیر کا

قائل نہو اوسکی تکفیر کے بھی قائل ہوے تا آنکہ وہابی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ وغیرہ کملین اولیاء اللہ کو زمرۂ اوثان مین سمجھتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ احادیث صحاح مین اولیاء اللہ کی اہانت کے باب مین کیا وعیدین وارد ہین علامۂ احمد فرماتے ہین الابلیس شدید البغض لاولیاء اللہ العارفین فیجزم رسولہ وخلیفتہ بکفرہم ویحکم بکفر من لم یکفرہم ویبغضہم ویسبہم ویعادیہم ویکفر الاحیاء منہم والاموات کسیدی الشیخ عبد القادر واضرابہ ممن اشتہر بالولایۃ والصلاح وجعلہم فی زمرۃ عباد الاوثان فقد اخرج البخاری فی صحیحہ عن انس وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عن اللہ تعالی من اہان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ الحدیث وفی روایۃ لہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب ای اعلمتہ انی محارب انتہی مختصرا

اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم	کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست

قال اور اگر تعظیم نامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام ہی مین مقصود ہوتی تو جب اسم مقدس حضرت کا سنتے قیام کرتے **اقول** اس شرطیہ کا مقدم اختراعی معلوم ہوتا ہی نہ تعظیم کا انحصار قیام مین ہی نہ اہل حق سے کوئی اسکا قائل ہی **قال** اور نام پاک حضرت سنکر بڑی تعظیم وتاکید ی امر یہ ہی کہ درود وسلام حضرت بھیجین کہ موجب اجر جزیل وثواب بے شمار ہی وباعث نجات ووقایۂ وعید شدید ترک صلوۃ والسلام واطلاق بخل سے ہی مرقاۃ مین لکھا ہی کہ آیۂ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی مین لفظ صلوا صیغۂ امر کا واسطے وجوب کے ہی اور محلی شرح موطا مین لکھا ہی اعلم ان الصلوۃ فرض بالامر مرۃ واحدۃ فی العمر اتفاقا واختلف فی وجوبہا کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاختار الطحاوی تکرار الوجوب کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو اتحد المجلس علی الاصح لا لان الامر یقتضی التکرار بل لانہ تعلق وجوبہا بسبب متکرر وہو الذکر فیتکرر بتکررہ ویصیر دینا بالترک

فيقضي لها حق عبد كالتشميت وبه قال ابن اسحاق وقال ابن العربي انه الاحوط
وقال الكرخي انه لايجب تكرارها كلما ذكر اسمه صلى الله عليه وآله وسلم بل يستحب في الدر المختار
المعتمد من المذاهب قول الطحاوي وصححه الحلبي وغيره انتهى والآية تدل على الوجوب في الجملة
وقيل يجب الصلوة كلما جرى ذكره لقوله عليه السلام رغم انف رجل ذكرت عنده فلم
يصل علي وقوله من ذكرت عنده فلم يصل علي فدخل النار وقوله يحسب المرء من البخل
ان اذكر عنده ولا يصل علي وعن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم البخيل الذي من ذكرت عنده فلم يصل علي رواه الترمذي كذا في المشكوة وفي الزواجر
عن اقتراف الكبائر لابن حجر مكي رح اخرج الطبراني عن حسين بن علي رضي الله
عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذكرت عنده فخطي الصلوة علي خطي
طريق الجنة وعن ابن ابي عاصم قال قال الا اخبركم بابخل الناس قالوا بلى يا رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال من ذكرت عنده فلم يصل علي فذلك ابخل الناس تنبيه عد هذا هو
صريح هذه الاحاديث لانه صلى الله عليه وآله وسلم ذكر فيها وعيدا شديدا كدخول النار
وتكرار الدعاء من جبريل والنبي صلى الله عليه وسلم بالبعد والسحق ومن النبي صلى الله عليه
وسلم بالذل والهوان والوصف بالبخل بل بكونه ابخل الناس وهذا كله وعيد شديد جدا
فاقتضى ان ذلك كبيرة لكن هذا انما ياتي على القول الذي قال به جمع من الشافعية والمالكية
والحنفية والحنابلة انه يجب الصلوة عليه صلى الله عليه وسلم كلما ذكر وهو صريح هذه الاحاديث الخ **اقول** عبارت
منقولہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیا جاے
تو ابن عربی مالکی و کرخی کے نزدیک درود واجب نہین افسوس ہے کہ زواجر کے
یہان پوری عبارت نقل نہ کی گئی نہین تو رہا سہا شبہہ بھی دور ہوجاتا
احادیث مرویہ مین تطبیق ہوجاتی عبارت متروکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر
محدثین و فقہا عدم وجوب کے قائل ہین اور حدیث مین جو تارکین کے لیے

وعید ہی اس سے وہی تارکین مراد ہین جو بسبب عدم اعتنا کے درود نہین پڑھتے اور
خود حرام وکھیل وکود مین مصروف رہتے ہین اب اوس عبارت کو نقل کیے
دیتا ہون ﴿واما علی ما علیہ الاکثرون من عدم الوجوب فہو مشکل مع ہذہ الاحادیث الصحیحۃ
اللہم الا ان یحمل الوعید فیہا علی من ترک الصلوۃ علی وجہ یشعر بعدم تعظیمہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان ترکہا لاشتغالہ بلہو ولعب محرم فہذہ الہیآت الاجتماعیۃ لا یبعد ان یقال
انہ حقہا من القبیح والاستہتار بحقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اقتضی ان الترک حینئذ لما
اقترن بہ کبیرۃ مفسق فحینئذ یتضح انہ لا معارضۃ بین ہذہ الاحادیث وما قالہ الائمۃ من
عدم الوجوب بالکلیۃ اور قائلین عدم وجوب کی طرف سے طحاوی وغیرہ کا تو وہ
جواب پیش ہوتا آیا چنانچہ چند جواب اطلاع ناظرین کے لیے اس مقام پر لکھا جاتا
ہون پہلا جواب اگر درود واجب ہوتا تو یہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے
خصوصا اور امت کے لیے عموما اظہر واجبات سے ٹھہرتا اور ایسا تو نہین ہے
دوسرا جواب وجوب کے تو کوئی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین سے قائل نہین بلکہ یہ
محض قول مخترع معلوم ہوتا ہے تیسرا جواب جب جب آپ کا نام نامی لیا جاتا تھا
تو سلف صالح جو پیشوای دین تھے درود نہین پڑھتے تھے اور خطاب کے وقت بھی
صرف یا رسول اللہ کہتے تھے اگر واجب ہوتا تو وہ بیشک اس سے منع کیے جاتے
چوتھا جواب اگر واجب ہوتا تو موذن پر واجب ہوتا مگر موذن پر تو شرعا ہرگز واجب
نہین پانچوان جواب درصورت وجوب کے نماز یا خارج نماز مین قاری پر درود پڑھنے کے
لیے قرأت کا چھوڑنا واجب ہو جاتا لیکن ایسا تو نہین ہے باقی رہی احادیث
مرعبہ اسکا جواب یہ ہے کہ سب احادیث مین مبالغہ تاکیدی ہے اور ان لوگون کے
لیے ہے جو ترک صلوۃ کے عادی ہو گئے ہین مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ
علی النبی المصطفی مین ہے واجاب القائلون بعدم الوجوب بوجوہ منہا انہا لو کانت

واجبۃ کلما ذکر لکان ہذہ من اظہر الواجبات ولنبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولامتہ ومنہا انہ قول لا یعرف من احد من الصحابۃ والتابعین ولا تابعیہم ولا یعرف قال بہ فہو قول مخترع ومنہا ان السلف الصالح الذین ہم القدوۃ لم یکن احد منہم کلما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرن الصلوۃ علیہ باسمہ وہذا فی خطابہم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من ان یذکرہ کانہم کانوا یقولون یا رسول اللہ مقتصرین علی ذلک فلو کانت الصلوۃ علیہ واجبۃ عند ذکرہ لانکر علیہم ترکہا ومنہا انہ لو وجبت لوجبت علی المؤذن فضلا ان یجب علیہما ومنہا انہا لو وجبت لزم القاری کلما یذکر اسمہ ان یصلی علیہ ویقطع لذلک قراءتہ لیودی ہذا الواجب سواء کان فی الصلوۃ او خارجہا ومعلوم انہ لو کان واجبا لکان الصحابۃ والتابعون اقوم بہ واسرع الی ادائہ وفیہ من المشقۃ والحرج ما لا یخفی واجابوا عن الاحادیث التی استدل بہا المثبتون للوجوب بانہا خرجت مخرج المبالغۃ فی تاکید ذلک وطلبہ وفی حق من اعتاد ترک الصلوۃ علیہ **قال** الملخص یہ کہ نام نامی سنکر ثواب درود وسلام سے محروم رہتے ہین اور مرتکب گناہ کبیرہ ترک سلام وصلوۃ کے ہوتے ہین اسکا خوف ومضایقہ نہین جانتے مگر امر لغو ونراعی قیام مین جست و کمر بستہ مستعد رہتے ہین بلکہ اوسکے ترک کو وعید ترک صلوۃ وسلام سے بھی گویا نہایت بڑھکر جانتے ہین حالانکہ ترک صلوۃ وسلام پر وعید شدید وارد ہی اور ترک قیام پر کچھ نہین بلکہ فعل قیام مین کراہت ونہی ثابت ہی جیسا کہ گذرا **اقول** ہمین کئی وجوہ سے اختلال ہی پہلا اختلال مجلس میلاد مین جب نام نامی زبان پر آتا ہی درود وسلام پڑھا جاتا ہی بلکہ بعد اختتام بیشتر رواہیون کے بدون ذکر نام نامی کے بھی درود وسلام بھیجتے ہین چنانچہ بعض مجالس مین سے

عطر اللہم قبرہ الکریم	
پڑھتے ہین اور بعض محافل مین	اعرف شذی من صلوۃ وتسلیم

واجبة كلما ذكر لكان هذه من اظهر الواجبات ولنبيه صلى الله عليه وآله وسلم ولامته ومنها انه
قول لا يعرف من احد من الصحابة والتابعين ولا تابعيهم ولا يعرف قال به فهو قول مخترع
ومنها ان السلف الصالح الذين هم القدوة لم يكن احد منهم كلما ذكر النبي صلى الله عليه
وسلم يقرن الصلوة عليه باسمه وهذا في خطابهم للنبي صلى الله عليه وسلم اكثر من ان يذكر
كانهم كانوا يقولون يا رسول الله مقتصرين على ذلك فلو كانت الصلوة عليه واجبة
عند ذكره لانكر عليهم تركها ومنها انه لو وجبت لوجبت على المؤذن فضلا ان يجب
عليها ومنها انها لو وجبت لزم القارئ كلما يذكر اسمه ان يصلي عليه ويقطع لذلك
قراءته ليؤدي هذا الواجب سواء كان في الصلوة او خارجها ومعلوم انه لو كان واجبا
لكان الصحابة والتابعون اقوم به واشرع الى ادائه وفيه من المشقة والحرج ما لا يخفى
واجابوا من الاحاديث التي استدل بها المثبتون للوجوب بانها خرجت مخرج المبالغة
في تاكيد ذلك وطلبه وفي حق من اعتاد ترك الصلوة عليه **قال** الملخص یہ کہ نام نامی
سنا ثواب درود وسلام سے محروم رہتے ہین اور مرتکب گناہ کبیرہ ترک سلام
وصلوٰۃ کے ہوتے ہین اسکا خوف ومضایقہ نہین جانتے مگر امر لغو ونزاعی
قیام مین جسمین کراہت مستعد رہتے ہین بلکہ اوسکے ترک کو وعید ترک صلوٰۃ
وسلام سے بھی گویا نہایت بڑھکر جانتے ہین حالانکہ ترک صلوٰۃ وسلام پر وعید
شدید وارد ہی اور ترک قیام پر کچھہ نہین بلکہ فعل قیام مین کراہت وہی ثابت
ہی جیسا کہ گزرا **اقول** اسمین کئی وجوہ سے اختلال ہی پہلا اختلال مجلس
میلاد مین جب نام نامی زبان پر آتا ہی درود وسلام پڑھا جاتا ہی بلکہ بعد
اختتام بیشتر روایتون کے بدون ذکر نام نامی کے بھی درود وسلام بھیجے
ہین چنانچہ بعض مجالس مین سے | عطر اللہم قبرہ الکریم
بعرف شذی من صلوٰۃ وتسلیم | پڑھتے ہین اور بعض محافل مین

دوسرے جمل دیدہ ودانستہ اسقدر غلط اظہاری نچاہیے ۵

راست میگویم و یزدان نہ پسند دجز راست
حرف ناراست سرودن روش اہرمن است

دوسرا اختلال ابھی لکھ چکا ہون کہ اکثر علماء عدم وجوب کے قائل ہین اب کہانتک سمجھاؤن

۵ یارب وہ نہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے میری بات
دے اور دل اونکو جو نہ دی مجھکو زبان اور

تیسرا اختلال قائلین بالوجوب مین اختلاف ہی کہ اس صورت مین درود پڑھنا فرض عین ہی یا کفایہ ابو اللیث سمرقندی کا مذہب یہ ہی کہ درود علی الکفایہ واجب ہوتا ہی یعنی بعض کے فعل سے باقی لوگون کے ذمے سے وجوب ساقط ہوجاتا ہی مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفے مین ہی اختلفوا القائلین بالوجوب کما ذکر بل ہو علی العین فیجب علی کل فرد او الکفایۃ فاذا فعل ذلک البعض سقط عن الباقین فالاکثرون علی الاول وقال بالثانی ابو اللیث السمرقندی من الحنفیۃ اور اس مجلس مین تو قاری وسامع سبکے سب درود پڑھتے ہین اگر بفرض محال کسی شخص نے نہ پڑھا تو دوسرے کے پڑھنے سے وجوب ساقط ہوجائیگا چوتھا اختلال بعض کا یہ مذہب ہی کہ تمامی مجلس مین اگر نام نامی کئی بار لیا جاوی ایکبار درود کافی ہی حلیمی کا قول ہی کہ جب مجلس خاصۃ ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرار پائے اس پوری مجلس کو مثل حالت واحدہ کے سمجھنا چاہیے پھر ضرور نہین کہ جب جب نام نامی زبان پر آئے درود واجب ہوجاوی بلکہ اس صورت مین ایک مرتبہ درود پڑھنا کافی ہی ہان اگر اس قسم کی مجلس نہو تو جب جب نام نامی زبان پر آئیگا درود واجب ہوجائیگا اور ظاہر ہی کہ مجلس میلاد صرف ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انعقاد پاتی ہی پھر اسمین ایک مرتبہ درود پڑھنا کیونکر کافی نہ سمجھا جائیگا مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفے مین ہی ذکر فی بعض شروح الہدایۃ انہ لو کرر اسم اللہ فی مجلس واحد

بکیفیۃ ثناء واحد ولو کرر اسمہ فی مجلس کفاہ ایضا ان یصلی علیہ مرۃ علی الصحیح وفرق الحلیمی فرقا حسنا فقال واذا قلنا بوجوب الصلوۃ کلما ذکر فان اتحد المجلس وکان مجلس علم اوردواتہ سنن ذکر الصلوۃ اذا ختم المجلس وبہا اجزاہ لان المجلس اذا کان معقودا الذکرہ کان حالۃ واحدۃ کالذکر المتکرر وان لم یکن المجلس کذلک فانی اری انہ کلما ذکر ان یصلی علیہ ولا ارخص فی تاخیر ذلک اذ لیس ذکرہ باقل من حق العاطس افسوس ہی کہ تم لوگونکو کسی مسئلے مین سوای دھوکہ بازی وافترا پردازی کے کچھہ نہین آتا ہ

تا تو بدانی کہ جفا کردہ || نقش دغا بستہ خطا کردہ

حق تو یہ ہی کہ مجلس میلاد مین ابتدا سے آخر تک جب نام نامی آتا ہی درود پڑھا جاتا ہی اگر کسی شخص نے درود نہ پڑھا تو دوسرے کے پڑھنے سے اسکے ذمے کا وجوب ساقط ہوجاتا ہی **قال** اور بالتنزل یہ کہا جاتا ہی کہ اس امر مین اختلاف وتنازع واقع ہی جیسا کہ عاملین ومجوزین بھی تاویل وتحریف وتبدیل کرکے فکر اثبات مین رہتے ہین تو رفع اختلاف ودفع تنازع اس طور پر کرین کہ رجوع جانب آیات ونصوص واحادیث صحاح غیر منسوخہ وغیر ماولہ کے کرکے حقا وانصافا نہ تعصبا واعتسافا تصفیہ واتفاق کرلین **اقول** اہل حق کیطرف سے ہمیشہ دلائل لامعہ وبراہین ساطعہ پیش ہوتی آئی ہ منکرین سنے بجز دشنام دہی اور فضول گوئی کے اپنا طریقہ نہین دکھادیکھو کہ اس رسالہ قلب لا طمینان مین کس آیت وحدیث سے مذمومیت مجلس وقیام کی ثابت کی گئی ہی اس حوصلہ پر تو ضرور تھا کہ ہر دعوی کے ثبوت کے لیے آیت وحدیث پیش کی جاتی ہان حسب مقتضای ہمہ دانی تو یہ ہی کہ اس رسالہ مین جس جس مقام پر آیہ وحدیث مذکور ہوئی ہی محض بے سمجھے بوجھے نقل ہوی ہی چنانچہ ہمنے ہر مقام پر مطلب صحیح لکھکے حسب مناسب مقام تنبیہ کی ہی اور ہمنے مانا کہ کوئی آیت وحدیث گھڑکے ابطال عمل مولد کے لیے

پیش ہوی تو شاہ عبد الرحیم صاحب و مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و مولانا شاہ عبد العزیز
صاحب کیطرف سے کیا عذر پیش ہوگا یہ حضرت تو مجوزین سے ہین انتباہ فی
سلاسلۃ اولیاء اللہ مین ہی اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد
طعاما صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یفتح لی فی سنۃ من السنین شئی صنع بہ
طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
وبین یدیہ ہذہ الحمص اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین باقی ماند مجلس مولود
شریف پس حالش این است کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہین کہ مردم موافق
معمول سابق فراہم شدند و در خواندن درود مشغول گشتند و فقیر مے آمد اولا
بعضے از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می شود بعد از ان
ذکر ولادت با سعادت و نبذی از حال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ در ین
اوان بظہور آمدہ بمعرض بیان می آید پس بر ماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ
خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس مے شود اب سچ سچ حقا وانصافا نہ تعصبا
واعتسافا کہو کہ ان حضرات سے اب تصفیہ و اتفاق کی کیا صورت ہی ؎

جو لوگ کہ ہوتے ہین ولا عاقل دہر	کرتے نہین چھیڑ مہر عدو پردہ قہر
پوشیدہ نہین ہی یہ مثل ہی مشہور	مرتا جو ہو گڑ سے تو کیون دیجے زہر

قال جیسا کہ ما ورد ما نور ہی اذا تنازعتم فے شئی فردوہ الی اللہ ورسولہ **اقول**
تمنے اس آیہ مین لفظی و معنوی تحریف کی ہی فان تنازعتم کو اذا تنازعتم اور والرسول
کو ورسولہ بنایا اجتہاد کو بالکل اڑا دیا حالانکہ اگر قرآن و حدیث مین کوئی امر نیائین
تو اوسمین اجتہاد چاہیے معالم التنزیل محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی مین ہی
فردوہ الی اللہ والرسول ای الی کتاب اللہ والی رسولہ ما دام حیا وبعد
وفاتہ الی سنتہ والرد الی الکتاب والسنۃ واجب ان وجد فیہما فان لم یوجد فسبیلہ الاجتہاد ؎

چیست قرآن ای کلام حق شناس　　رونمای رب ناس آمد بناس
حرف حرفش را ست معنی بر معنی　　معنی در معنی در معنی
لعبت بازیچه اش فهمیده　　یا خذف گنجینه سنجیده
بس کن و بس کن مین متن قدیم　　زین حواشی گشت اوراقش سقیم
از سر درس ملاهی باز آ　　در دبستان الٰہی باز آ
مجلس مولود را بدعت مگو　　نیست جز ذکر رسول اللہ درو

قال فی المشکوۃ عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الامر ثلثۃ امر بین رشدہ فاتبعہ وامر بین غیہ فاجتنبہ وامر اختلف فیہ فکلہ الی اللہ عز وجل رواہ احمد اور امر اختلافی غیر ضروری ہین جو مقتضای احتیاط ہو اوسے کرنا چاہیے

اقول اس تقریر سے معلوم ہوتا ہی کہ تمنے امر بین رشدہ سے صریح چشم پوشی کرکے مجلس میلاد کو امر اختلف فیہ مین داخل سمجھا ہی اور نہ سمجھے کہ اوس سے وہی اشیا مراد ہین جسکو خداوند عالم نے نہین بتایا مثل قیامت و متشابہات قرآنی کے حدیث ابی ثعلبہ مین ہی وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا طیبی مین ہی الاول ان یفسر ہذا الحدیث بما ورد فی آخر الفصل الثالث فی حدیث ابی ثعلبۃ پھر یہ امر اختلف فیہ مین داخل نہین ہی بلکہ امر بین رشدہ مین داخل ہی اور اگر ہم تسلیم بھی کرین تو تمھاری چون و چرا کو کب جا بہ سمجھین گے اسلیے کہ امر مختلف فیہ کو خدا ہی پر چھوڑنا چاہیے اوس مین چون و چرا کو کہان دخل ہے

ہرزہ مشتاب پی جادہ شناسان بردآ　　ای کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت

قال اور امور محدثہ نے اصل مین عمل بے دلیل حرمین شریفین کا بعد قرون ثلثہ علی الخصوص اس زمانے مین کچھ حجت قطعیہ و براہین شرعیہ سے نہین ہی

اقول یہ تقریر تو صریح ہذیان معلوم ہوتی ہی مجلس میلاد نہ امور محدثہ سے ہی

غیر بے اصل ہی نہ عمل حرمین براہین شرعیہ سے خارج ہی اگر کوئی حدیث صحیح عمل اہل
مدینہ کے خلاف پائی جائے تو حدیث صحیح پر عمل نچاہیے اس لیے کہ جب اہل مدینہ
کے نزدیک ایسی حدیث کی اصلیت نہین پائی گئی تب تو اوسکے خلاف توارث ہوا
اس لیے کہ ممکن نہین کہ جس مقدمے میں حدیث صحیح پائی گئی ہو دیدہ و دانستہ توارث
اوسکے خلاف ہو بلکہ اونکے توارث سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی حدیث صحیح اپنے
عمل کے موافق اونکو ملی ہی اور اونکی حدیث کو غیر کی حدیث پر ترجیح ہی ملا محمد معین
بن ملا محمد امین نے دراسات اللبیب تمہاری مستند کتاب مین لکھا ہی ان عمل اہل
المدینۃ المقدسۃ یترک بہ الحدیث الصحیح عند غیرہم مطلقا و عند اہل الکوفۃ بخصوصہم فان
عملہم علی شیٔ ورد بخلاف الحدیث الصحیح عند غیرہم لا یتصور الا بانتفاء اصل ذلک عندہم
والا لما وسعہم الخلاف ومن لم یقبل ہذا الحدیث المعارض لعملہم وجب علیہ التمسک
وترک ما خالفہ و وجہ ذلک ان عملہم دلیل قوی علی وجود الحدیث الصحیح فی ذلک عندہم
وحدیثہم یترجح علی حدیث غیرہم عند ہذین الامامین وفی ہذا جواز الاعتماد علی العلم الاجمالی
لوجود الدلیل الراجح مع وجدان الدلیل المعارض بعینہ وذلک مخصوص فی عمل
اہل المدینۃ المشرفۃ عندہما جب بلا وجود دلیل معارض کے دلیل راجح کا علم اجمالی
قابل اعتماد ہی تو جسوقت حرمت انعقاد مجلس میلاد پر منکرین کے نزدیک کوئی
حدیث پائی نجاتی ہو تو حسب تصریح صاحب دراسات کے صرف عمل اہل مدینہ
طیبہ اسکے سنت کے لیے کیونکر کافی و وافی نہ سمجھا جائے گا ؎

او دوست لا ازم گر چہ اگہ بہ کار م زدہ اند		لیکن ہمان ست کہ پیوستہ در ابروی تو بود

اور جب توارث مکہ و مدینہ کا ایک طور پر ہوا اور احادیث صحیحہ سے اسکا ثبوت بھی
پایا جاتا ہو تو وہ کیونکر بے اصل سمجھا جائیگا قال چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاۃ
شرح مشکوۃ مین لکھا ہی وانکر الطرطوسی الاجتماع لیلۃ الختم فی التراویح ونصب المنابر

وبین انہ بدعۃ منکرۃ قلت رحمہ اللہ ما فطنہ وقد ابتلی بہ اہل الحرمین حتی فی لیالی الختم یحصل اجتماع من الرجال والنساء والصغار والعبید ما لا یحصل فی الجمعۃ والکسوف والعید ویترتب علیہ الفساد والعدید مما ینکر الحدید ویستقبلوا النار ویستدبرون بیت الملک الجبار ویقفون علی ہیئۃ عبدۃ النیران وفی طیش المطاف حتی یضیق علی الطائفین المکان ویشوشون علیہم وعلی غیرہم من الذاکرین والمصلین وقراء القرآن فی ذلک الزمان فنسأل اللہ العفو والعافیۃ والغفران واللہ المستعان انتہی **اقول** ملا علی قاری کا قول اگر قابل اعتبار و استناد ہی تو اونکا قول عمل مولد کے مقدمے مین کیون نہین مانتے جس سے جھگڑا ہی چکجاتا ہی سبحان اللہ کہین اونکو آنکھہ کہائی جاتی ہی کہین استناد اور اونکی عبارت نقل کیجاتی ہی ع

آنکھہ وہ کافر کہ قتل عالم جسکی ایک ادا
لب وہ روح افزا جسے مردے جلاتا یاد ہے

قال اور ابن القیم نے اپنی کتاب اعلام المعاد مین لکھا ہی عمل اہل المدینۃ الذی یحتج بہ ما کان فی زمن الخلفاء الراشدین اما عملہم بعد موتہم وبعد انقضاء عصر من بہا من الصحابۃ فلا فرق بینہ وبین عمل غیرہم والسنۃ تحکم بین الناس لا عمل احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء انتہی یعنی وہ عمل مدینہ والونکا حجت ہی کہ جو خلفای راشدین کے زمانہ مین تھا اور عمل اہل مدینہ کا بعد موت خلفای راشدین کے اور بعد گذرنے عصر اونکے جو رہنے مین بھی صحابہ سے بس نہین فرق ہی درمیان عمل اونکے و عمل غیر اہل مدینے مین اور سنت حکم کرتی ہی لوگونمین نہ عمل کسی کا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفای راشدین کے **اقول** ہم اس مقدمے مین دراسات محمد ہاشم سندھی معتبر کتاب سے عبارت نقل کرچکے ہین فتذکر ما سلف **قال** قال العینی نے شرح صحیح البخاری فی شرح قولہ علیہ السلام ان الایمان لیأرز الی المدینۃ کما تأرز الحیۃ الی جحرہا قال الداؤدی کان ہذا فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والقرن الذی کان منہم والذی یلونہم خاصۃ لانہ کان الامر مستقیما وقال القرطبی فیہ تنبیہ علی صحۃ مذہبہم وسلامتہم

من البدع وان عملهم حجة كما رواه مالك قلت هذا انما كان في زمن النبي صلی الله عليه وآله وسلم والخلفاء الراشدين الی انقضاء القرون الثلثة وهي تسعون سنة واما بعد فقد تغيرت الاحوال وكثرت البدع خصوصا في زماننا هذا علیٰ مالا يخفی اور كها عيني نے بيچ شرح بخاری شريف بيچ شرح حديث ان الدين ليأرز الی المدينة كما تارز الحية الی جحرها كے يعنی بيشك ايمان سمٹ آويگا طرف مدينه كے جيسے كه سمٹ آتا ہی سانپ طرف اپنے سوراخ يعنی بل كے داؤدی نے شرح بخاری مين تحت مين اس حديث كے لكھا ہی كه تھا يه امر يعنی سمٹ آنا ايمان كا بيچ حيات نبی صلی الله عليه وسلم كے اور اون قرنون مين كه تھے حضرت صلی الله عليه وسلم اونمين اور اون لوگون مين كه تھے متصل اونكے خاص سے اس ليے كه امر درست تھا رواج بدعت سے اور كها قرطبی نے اسمين تنبيه ہی اوپر صحت مذہب مدينه والونكے اور پر سلامتی اون كی بدعتون سے اور اوپر اسكے كه عمل اونكا حجت ہی كها عينی نے بعد نقل اس قول قرطبی كے شرح مذكور مين كه يه سلامت رہنا اہل مدينه كا بدعت سے نه تھا مگر زمانه رسول الله صلی الله عليه وسلم اور خلفاي راشدين مين گزرنے قرون ثلثه تک اور وه قرون ثلثه نوے برس ہين اور بعد ان قرون كے متغير ہوے احوال اور بہت ہوئين وہان بدعتين خصوصا ہمارے زمانے مين اقول جسطرح سانپ ماحيتاج كی طلب كے ليے اپنی بانبی سے نكلتا ہی اور پھر اوس مين داخل ہوتا ہی اسيطرح ايمان مدينه طيبه سے اطراف واكناف عالم مين پھيلا اور بسبب محبت رسول خدا صلی الله عليه وسلم كے ہر مومن عزم مدينے كا ركھتا ہی اس امر مين كسی زمانے كی خصوصيت نہين ہی قرن اول مين لوگ آنحضرت صلی الله عليه وسلم كی خدمت مين احكام سيكھنے جاتے تھے زمانه صحابه و تابعين و تبع تابعين مين اقتدا كے ليے جاتے تھے بعد اوسكے زمانه حال تک جو چلا ہی زيارت قبر منيف اور صلوة مسجد شريف

اور تبرک آثار شریف و آثار صحابہ کے لیے جاتے ہین ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری
مین علامہ احمد بن محمد بن الخطیب القسطلانی فرماتے ہین ای ان اہل الایمان
لتنضم وتجتمع الی المدینۃ کما بارز الحیۃ الی جحرہا ای کما تنتشر الحیۃ من جحرہا فی طلب
ما تعیش بہ فاذا راعہا شیء رجعت الی جحرہا کذلک الایمان انتشر من المدینۃ فکل مؤمن لہ
من نفسہ سائق الیہا المحبۃ فی ساکنہا صلوات اللہ وسلامہ علیہ فہذا شامل لجمیع الازمنۃ
اما زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم فللتعلم منہ واما زمن الصحابۃ والتابعین وتابعیہم فللاقتداء
بہدیہم واما بعدہم فلزیارۃ قبرہ المنیف والصلوۃ فی مسجدہ الشریف والتبرک بمشاہدۃ
آثارہ وآثار اصحابہ اس مقام پر سمجھنا چاہیے کہ سانپ سے تشبیہ صرف قرار وانضمام
مین ہی امر مین تشبیہ مقصود نہین ہی طیبی ہین ہی ولعل ہذہ الدابۃ اشد فرارا
وانضماما من غیرہا فشبہ بہا بجر ہذا المعنی فان المماثلۃ یکفی فی اعتبارہا بعض الاوصاف
پھر اگر زمانا ہذہ سے زمانہ حال مراد ہو تو سوای حرمین کے تمام سے دین کا معدوم
ہونا لازم نہین آتا اس لیے کہ اگرچہ سانپ جب بانبی مین سمٹ آتا ہی تو سوای
اوس بانبی کے کہین نہین ہوتا لیکن یہان پہ تمام لوازمات سے تشبیہ ہی نہ تشبیہ
کے لیے یہ ضروری ہی **قال** اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھا ہی لعلہ ادرک
الاولون ما انتہی الیہ الآخرون کما علیہ اہل زماننا الغافلون یحکموا بحرمۃ المجاورۃ فی
الحرمین الشریفین من شیوع الظلم وکثرت الجہل وقلۃ العلم وظہور المنکرات وفشو البدع
والسیئات واکل الحرام والشبہات یعنی اگر پاتے پہلے پچھلون کو جس پر ہمارے زمانے
کے غافل لوگ ہین تو حکم کرتے ساتھ حرام ہونے مجاورت حرمین شریفین کے
بسبب شائع ہونے ظلم اور کثرت جہل و قلت علم و ظاہر ہونے برے باتون
و فاش ہونے بدعات و سیئات اور اکل حرام اور شبہات کے **اقول**
فی الواقع بعض احیان مین وہابیون نے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ مین طرح طرح کے

مفسدے برپا کیے تھے کہ خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے اونکو مخذول و منکوب کیا
چنانچہ ابن عبد الوہاب نجدی شخیرہ کی تھوڑی سی کیفیت لکھہ چکا ہون اگرچہ اوسکی
یاد دہی مین عتاب کا خوف تھا پر کیا کرون مجبور ہون ؎

نہ سوئین کبھی نظر و نہیں حسینونکے ذلیل		چھوڑ دین حسن پرستی کا جو لپکا انکھین

قال علاوہ اون سب کے حال پستی لحیہ و اسبال ازار اہالی حرمین و علما و اکابر وہانکا عیان ہی جو چاہے دیکھہ لے یا دریافت کر لے حالانکہ سب جانتے ہین کہ حکم واسطے پستی مونچھہ و درازی لحیہ کے ہی فی المؤطا عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحی یعنی روایت ہی عبد اللہ بن عمر سے کہ بالتحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پست کرنے مونچھہ و دراز کرنے ڈاڑھی کے وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب وعن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا اخرجہ الترمذی وصححہ النسائی اور خرابی اسبال ازار یعنی برائی نیچے لٹکانی زیر جامہ کے ظاہر و ثابت ہی عن ابی سعید بن الخدری رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ازرۃ المومن الی انصاف ساقیہ لاجناح علیہ فیما بینہ وبین الکعبین ما اسفل من ذلک ففی النار قال ذلک ثلث مرات وکتاب زواجر عن اقتراف الکبائر مین اسبال ازار اور اوسکے تطویل کو گناہ کبیرہ لکھا ہی اس لیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسفل ہو کعبین سے وہ آتش دوزخ مین ہوگا اور یہ وعید شدید دخول دوزخ کے کبیرہ ہونے پر دال ہی **اقول** تمنے اپنی عمر مین حج کیا نہ تمھین زیارت نصیب ہوئی نہ ہوگی پھر تمھین حرمین شریفین زادہما اللہ تعالی شرفا و تعظیما کے احوال سے یا وہان کے علما کی کیفیت سے کیا اطلاع بے دیکھے بھالے ایسے بزرگان دین کو مرتکب گناہ کبیرہ یا جہنمی کہنے سے کیا فائدہ ؎

صاحب کے سر زرہ بن سے ہر اک کو گلہ ہی		مین جو نباہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہی

علماو کبرا ہی حرمین کے اتقا کا کیا کہنا ڈاڑھی نیچی پا پجامہ ٹخنون سے اونچا عبا عربی
در بر عمامۂ حجازی بر سر چشم بد دور نمازی صاحب ترتیب تہجد گزار پلے درجے کے متقی
پرہیزگار اگر تمنے ان بزرگوار کو نہین دیکھا ہی تو بعض بعض ہندوستانی جو عربی پاجامہ
پہنتے ہین اونکو ٹٹول لو طرفہ یہ ہی کہ اسبال ازار عمومًا غیر مشروع نہین حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کا پاجامہ نیچا ہوتا تھا پھر نعوذ باللہ اونکی شان مین بھی جو کچھ چاہو زبان درازیان
کر لو افسوس ہی کہ زواجر عن اقتراف الکبائر کی عبارت نقل کرنے مین بڑی خیانت کا
ارتکاب ہوا اب ہم زواجر سے اوس حدیث کو لکھتے ہین وفی الصحیحین من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ
الیہ یوم القیامۃ فقال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ان ازاری یسترخی الا ان اتعاہدہ
فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست ممن یفعلہ خیلاء اور صحیح بخاری مین حدیث
ابوبکر صدیق کے باب مین جر ازارہ من غیر خیلاء مین مذکور ہی اور زواجر مین کبیرہ رابعہ
جو کبر و عجب مین ہی حدیث جر ازار مذکور ہی حضرت ابن عمر کی حدیث مین بطور انحصار
کے مذکور ہی من جر ازارہ لا یرید بذلک الا المخیلۃ فان اللہ لا ینظر الیہ یوم القیامۃ چنانچہ
یہ حدیث زواجر مین ہی اور بعض احادیث مین جو بطور اطلاق کے ہی ما اسفل الکعبین من
الازار ففی النار وہ اپنے اطلاق پر نہین بلکہ وہ بھی خیلاء کی قید پر محمول ہی چنانچہ ارشاد
ساری مین صاف لکھا ہی خیر اگر ہم اسبال ازار کو تسلیم کر لین تو وہ خواہ مخواہ تکبر ہی سے
ہوگا اور وہ جا و نا جا مرتکب گناہ کبیرہ و مستحق عذاب جہنم ٹھہرائے جائینگے اونکا علم و
فضل و زہد و اتقا و مجاورت حرمین شریفین مقتضی اس امر کا تھا کہ اونکے ساتھ ادب و لحاظ مسلوک
ہوتا اور تہمت سے کف لسان کیجاتی نہ اوسکے بدلے افترا پردازیان و زبان درازیان ۵

خون ایشان کہ روا داشت کہ صید حرم اند		خون صاحب نظران ریختی ای کعبہ حسن

قال ہر گاہ حال حرمین کا بعد قرون ثلثہ متغیر و ملوث بہ بدعات ہو کر قابل تمسک نہ رہا
پھر اب کسطرح لائق سند و اعتبار تصور کیا جاوے ایسے امور مین حال و قال و فعل کسی

دوسریکا **اقول** چشم بد دور کیسی شستہ تقریر ہی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ وبحمدہ
شاید یہ اردوی معلی تمہارے ہی حصے مین آئی ہی ؎

صحرائیان پورب کیا جانتے ہین اسکو	اک مصحفی جدا ہی انداز اس زبان کا

ہان صاحب عمل حرمین تو بیشک قابل تمسک و احتجاج ہی اس مقدمے مین و اسنادات کی عبارت منقولہ دیکھہ لو **قال** سوای اسکے یہ عمل کچھہ اہالی و عمائد حرمین کا ایجاد کیا ہوا بھی تو نہین جو کچھہ استدلال کیا جاوے موجد محدث اسکا ایک بادشاہ اربل ملک شام کا بعد چھہ سو چار ہجری کے ہی وہ بسبب ارتکاب اسراف و ملاہی و غنا و رقص وغیرہ خود قابل سند نہین تو شی محدث اوسکی کہ محض بے اصل شرعی ہی کب قابل تمسک ہی **اقول** اگر یہ عمل اہالی حرمین کا نکالا نہین ہی تو یہ کہو کہ حضرت ابن عباس کون تھے اور کہان کے رہنے والے تھے شاہ اربل تو ہرگز اسکا موجد نہین ہو سکتا البتہ سلطان نے اسے رونق دی تھی اس لحاظ سے اگر اوسے موجد کہتے ہون تو کہتے ہون یہی حال نماز تراویح کا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکے موجد نہین ہین البتہ اجتماع ناس و التزام حضرت سے ہوا اور تاریخ ابن خلکان مین سلطان کی بڑی بڑی تعریفین لکھین ہین دیدہ و دانستہ ایسے شخص کو گالیان دینی بیجا ہیے ؎

تم جو غصہ ہو تو غصہ میرے سر آنکھون پر	پر بشرطیکہ نہو جہل مرکب اوسمین

قال اور سیکڑون آدمی حرمین کے بھی اس عمل کو بے اصل جانتے ہین اور عمل مین نہین لاتے **اقول** حرمین کا کوئی شخص اوسکو بے اصل نہین سمجھتا سیکڑون کا تو کیا ذکر ہی دو چار آدمیون کا نام بتاؤ اگر تمکو حج و زیارت نصیب نہوی اور نہ آیندہ امید ہو تو فتاوی اہالیان حرمین کا دیکھو اور وہ بھی ہاتھہ مین یا سمجھہ مین نہ آوے تو اپنے زمرے کے لوگون سے پوچھہ لو اسی انکار کی بدولت اونکی تغریر ہوی ہی اور اپنے مبارک مقام سے نکالے گئے ہین ہندوستان کو خالی پاکر البتہ وہ اپنے مکنونات کا اظہار کرینگے ؎

سواد ہند خاطر خواہ باشد بی کمالان را	نماید خانہ تاریک روشن چشم عریان را

قال علاوہ برین اگر فرض کیا جاوے کہ کسی عوارض و اسباب سے حسن لغیرہ ہو کر مباح ہوا تو اصرار و اہتمام و اعتقاد عوام سے کہ مانند سنت و امر تاکیدی کے جانتے ہین کسی طرح قابل عمل نہ رہا اسواسطے کہ جس مباح پر اہتمام و اصرار ایسا ہوا ور عوام اوسکو سنت جانین وہ لائق ترک اور مکروہ ہی اور یہ اہتمام و اعتقاد بالکل اس عمل قیام مولد مین پایا جاتا ہی پس ترک اوسکا ضروری ہوا **اقول** یہان کچھ ضرورت فرض فارض و لحاظ عوارض کی نہین ہی ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و درود خوانی حسن لذاتہ ہی اسمین ہرگز قبح نہین پایا جاتا اور عمل مولد چونکہ فی نفسہ سنت حکمیہ ہی اگر کسی نے اسے سنت سمجھا تو کیا برا کیا البتہ قابل ملامت وہ شخص ہی جو اس سنت کو بدعت سمجھے **قال** چنانچہ فتاوی عالمگیری مین مرقوم ہی وما یفعل عقب الصلوۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فہو مکروہ کذا فی الزاہدی انتہی **اقول** یہان اس عبارت کا نقل کرنا حضرت نے سہو ہی اس لیے کہ مجلس مولود کو لا اقل ہم سنتہ حکمیہ کہتے ہین پھر سنت سمجھنے سے مکروہ نہین ہوسکتی **قال** اور صاحب مجالس الابرار مجلس پچاسوین مین بعد اثبات کراہت و بدعت مصافحہ و معانقہ عیدین کے یون ارقام کرتے ہین کہ بعینہ اس عمل پر صادق ہی فللہ درہ قولہ لو لم یصح الفقہا بکراہتہا بل کانت مباحۃ فی نفسہا لحکمہا فی ہذا الزمان بکراہتہا اذ واظب علیہا الناس واعتقدوہا سنۃ لازمۃ بحیث لا یخبرون ترکہا حتی وصل الیہا من بعض من اشتہر بالعلم انہ قال ہی من شعائر الاسلام فکیف تترکہا من کان من اہل الزمان فانظروا یا اہل الانصاف اذا کان اعتقاد الخواص ہکذا فاعتقاد العوام ماذا یکون وکل مباح یودی الی ہذا فہو مکروہ حتی افتی بعض الفقہا حین شاع صوم ایام البیض

نفی نمانہ بلکراہت لئلا یکون الی اعتقاد الوجوب مع ان صوم ایام البیض مستحب وورد فیہ اخبار
کثیرۃ فماظنک بالمباح وما ظنک بالمکروہ ولیس ہذا الا الفتنۃ التی قال فیہا عبد اللہ
بن مسعود کیف انتم اذا لبستکم الفتنۃ یہرم فیہا الکبیر وینشأ فیہا الصغیر یجری علی الناس
بدعۃ یتخذونہا سنۃ اذا غیرت قیل غیرت السنۃ وہذا منکر انتہی اقول عبارت
منقولہ اس مقام پر ہرگز مفید نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہ مجلس تو فی نفسہ سنت حکمیہ
میں داخل ہے پھر اگر کسی نے اسے سنت حکمیہ سمجھا تو کیا برا کیا قال یعنی ابتدای
ایجاد عمل ہذا یعنی چھہ سو چار ہجری سے آج تک اختلاف واقع ہے کہ یہ مباح ہے
یا بدعت اقول اصل تو یہ ہے کہ ابتدای اس عمل کی سنہ ہجری نہیں ہے بلکہ
قرن اول ہے کما مر قال وعند الفقہا مصرح ومحقق ہے کہ جب تردد واختلاف کسی امر
کے بدعت وسنت ہونے میں ہو یعنی بعض اسکو بدعت و بعضے سنت کہیں وہ واجب
الترک ہے پس وہ شی کہ جسکی بدعت ومباح ہونے میں تردد ہے وہ بدرجہ اولی واجب
الترک ومکروہ ہے وما ہو واجب الترک فادناہ مکروہ وقال الشیخ ابن الہمام فی
فتح القدیر ما تردد بین السنۃ والبدعۃ فترکہ لازم لان ترک البدعۃ لازم واداء السنۃ
غیر لازم انتہی اقول افسوس ہے کہ تمنے فقہا کا مطلب سمجھا ہی نہیں وہ کچھ کہتے
ہیں تم کچھ سمجھتے ہو حضرت سلامت فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی فعل بطور مسنون
ادا کیا جاوے تو اوسمیں بدعت مذمومہ کا ارتکاب لازم آتے ایسی صورت میں سنت
کو ترک کرنا چاہیے مثلا جب سجدے میں بدون قلب حصاۃ کے پیشانی
بوجہ سنت نہ ٹکتی ہو وہاں قلب حصاۃ نہ چاہیے گو اس سے ایک سنت کا
ترک لازم آتا ہو اس عبارت سے فقہا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جسے بعضے سنت
و بعضے بدعت کہتے ہوں وہ واجب الترک ہے قال وقال الامام پیر علی
الافندی فی الطریقۃ المحمدیۃ ان الفقہاء قالوا اذا تردد فی شیء بین کونہ سنۃ

اور بدعۃ فترکہ لازم انتہی **اقول** مجھے معلوم نہیں کہ بیر علیے کون شخص ہی تمھارا امام
ہو تو ہو مین تو اوسے امام بھی نہیں کہتا طریقہ محمدیہ کا مصنف بھی نہیں کہتا اور
اوس عبارت کا مطلب جو کچھ تم سمجھے ہو اوسے صحیح بھی نہیں کہتا **قال** ابن الحاج
فی کتابہ المسمی بالمدخل ومن جملۃ ما احدثوہ من البدع مع اعتقادہم ان ذلک من اکبر
العبادات واظہار الشعائر ما یفعلونہ فی شہر الربیع الاول من المولد وقد احتوی
ذلک علی بدع ومحرمات انتہی **اقول** صاحب مدخل کی اس عبارت سے نفس مجلس
میلاد کا انکار مفہوم نہیں ہوتا ہی ہان جو مجلس کہ محتوی بدعات و محرمات ہو اوسمین
صاحب مدخل نے کلام کیا ہی علامہ سیوطی فرماتے ہین قد تکلم الامام ابو عبد اللہ بن
الحاج فی کتابہ المدخل علے عمل المولد وحاصلہ مدح ما کان فیہ من اظہار شعار
وشکر وذم ما احتوی علیہ من محرمات و منکرات اگر احیانا مجلس میلاد مین منکرات کا
ارتکاب ہوتا ہو تو نفس مجلس مولود منہی عنہ نہیں ہو سکتی بلکہ اس وقت ایسی تدبیر
چاہیے جس سے منکرات چھوٹ جائین مثلا اگر قبر پر منکرات ہوتی ہون یا جنازے
کے ساتھ نوحہ کرنیوالی عورتین ہون تو اس سے زیارت قبور یا اتباع جنازہ
چھوڑنا نہ چاہیے بلکہ افعال منہی عنہ کے چھوٹنے کی تدبیر چاہیے رد المحتار مین
ہی قال ابن حجر فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من منکرات المفاسد
لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل
ازالتہا ان امکن اہ قلت ویؤیدہ ما مر عن عدم ترک اتباع الجنازۃ وان کان
معہا نساء نائحات **قال** قال تاج الدین الفاکہانی فی رسالتہ لا اعلم لہذا
المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ ولا ینقل عملہ عن احد من العلماء الائمۃ الذین
ہم القدوۃ فی الدین المتمسکون بآثار المتقدمین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون
وشہوۃ نفس اعتنی بہا الاکالون انتہی **اقول** تاج الدین فاکہانی کا جواب

علامہ جلال الدین سیوطی نے بہ تشریح لکھا ہی ہم اوسکی تھوڑی سی عبارت لکھا چاہتے ہین
قال المنکر المریب لا اعلم لهذا المولد اصلا فی کتاب و لا سنۃ قال المجیب المصیب یقال
علیہ نفی العلم لا یلزم منہ نفی الوجود وقد استخرج لہ امام الحفاظ ابو الفضل بن حجر اصلا من السنۃ
واستخرجت لہ انا اصلا ثانیا وسیاتی ذکرہما بعد ہذا قال المنکر المریب و لا ینقل عملہ من
احد من علماء الامۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون قال
المجیب المصیب قد تقدم انہ احدثہ ملک عادل عالم وقصد بہ التقرب الی اللہ عز وجل وحضر عندہ
العلماء والصالحون من غیر نکیر وارتضاہ ابن دحیہ وصنف لہ من اجلہ کتابا فہولاء علماء
متدینون رضوہ واقروہ ولم ینکروہ یعنی اگر اسکو عمل مولود کے لیے اصل نملی ہو تو اس سے
لازم نہین آتا کہ اسکے لیے اصل ہی نہو علامہ ابن حجر و خود علامہ سیوطی نے اسکے لیے
اصول کا استخراج کیا ہی اور بڑے عادل عالم بادشاہ نے اس مجلس کو رونق دیا ہی
جسمین صدہا علما و صلحا شریک تھے کسی نے اسکا انکار نہ کیا اور حافظ ابن دحیہ نے اسے
پسند کیا اور خود مولود کی ایک کتاب لکھی **قال** ہرگاہ ایمہ و علما و محققین فضلا
سطور لکھتے ہین تو قول ایک شخص مجہول متاخر برزنجی کا کہ سوای اس کا اثر کہے
اور کہین سے پایا نہین جاتا ہی کب محققین و اہل الدیانت والابصار اعتبار کرتے
ہین **اقول** علامہ جعفر برزنجی ہرگز مجہول نہین ہین فتح العلیم الستار المنجی مین ہی
جعفر وہو اسم مولف ہذہ القصۃ وہو حسن بن عبد الکریم الشافعی المدنی من آل
البرزنجی ای کائن نسبۃ لبرزنجہ قریۃ من اعمال شہرزور من سواد العراق بناہا باشارۃ
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم السید عیسی البرزنجی و لہ مسجد ہا کرامۃ وہو انہ قصر علیہ جذع من
سقف المسجد فاخذ بطرفیہ و مطہ ہو واخوہ السید موسی حتی استطال و رکب
علی الجدار من الطرف للطرف بعد انکان قاصرا بینہما قیل انہ الی الآن یتبرک بہ ویزار
وفی برزنجہ من اہل بیتہم جم غفیر مقطون الی الآن نسبتہ ونقاوہ انظر ہل من

اولاد موسی و عیسی الم اجد نقلا انتہی مختصرا پھر ایسے شخص کو مجہول کہنا بڑی جہالت ہی ٥

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی	تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی

قال البرزنجی وقد استحسن القیام عند ذکرہ مولدہ الشریف ایمۃ ذو درواۃ ورویہ فتح اللہ العلیم الستار المنجی مین ہی منہم الامام تقی الدین السبکی پھر اگر تم استحسن کا فاعل سمجھے ہوتے تو شاید سمجھتے کہ برزنجی استحسان قیام کی نسبت ایمۂ دین کیطرف کرتے ہین علامہ برزنجی کی مجہولیت کو ہمین کیا دخل واہ حضرت واہ تمہارا دم غنیمت ہی ٥

سیر کو کیون نہ مغتنم جانین	بیوقوفون مین رہ گیا ہی یہ

دیکھو امام ابو شامہ و امام نووی و علامہ تقی الدین سبکی و امام ابو ذرعہ و علامہ ابن حجر و علامہ عبدالغنی و علامہ ابو ذکریا یحیی الصرصری حنبلی و قامع البدعت محمد بن یوسف شامی و صاحب انسان العیون و امام برزنجی و صاحب فتح اللہ العلیم المنجی و عثمان حسین دمیاطی شافعی و عبداللہ بن محمد المرغنی حنفی و حسین بن ابراہیم مفتی مالکی و محمد عمر بن ابی بکر مفتی شافعی و محمد بن یحیی مفتی حنبلی و عبداللہ بن شیخ عبدالرحمن سراج محدث و مفتی محمد جمال و محمد بن دحلان صاحب سیرت نبویہ وغیرہم استحسان قیام کے قائل ہین یا نہین پھر جب ایسے محدثین و اکابر دین استحسان کے قائل ہون وہابیون کے انکار سے کیا ہوتا ہی ٥

در نیابد حال پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام

قال وسوای اوسکے برزنجی وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف الخ لکھتے ہین پس مستحسن جاننا متاخرین کا کسی شی محدث کو یا عمل اوسکا باعث قبولیت و صحت و خوبی اوسکی نہین ہی کہ بدعت سے نکلکر تحت السنن داخل ہو اور متبعین کتاب و سنت اوسکا انکار و رد نکرین اور ایسے ہی استحسان کو صاحب بحر الرائق نے بدعت کی تعریف مین اعتبار کیا ہی جیسا کہ حال مفصل لکھہ چکے

اقول یہ سب غلط ہی اس استحسان کے باب مین حدیث صحیح وارد ہی ما رآہ المسلمون
حسنا فهو عند الله حسن و من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها قال اللہ تعالی
ہدایت و توفیق فرمائے بمنہ و کمال کرمہ او ہمیشہ ہر زمانہ مین اپنی رضا و اتباع رسول مصطفے
صلی اللہ علیہ وسلم مین رکھے علی الخصوص اس ایام و زمانہ ہذا مین اس لیے کہ اب عجب وقت
پر فتنہ آیا ہی کہ جہلا بھی شکل علما و وضع فضلا کی اختیار کر کے مسائل غلط بیان
کرتے ہین اور لوگونکو بہکاتے ہین اور دو ایک رسالے چھوٹے چھوٹے اردو کے
پڑھ کر اپنے کو عالم لاثانی کہلاتے ہین اور اپنے شہر مین رہتے ہین اور اگر کوئی
اونکے علم و کیفیت استعداد کی بیان کرتا ہی نہایت غضب مین آکر دشنام دیتے ہین
و سخت کلامی کرتے ہین حالانکہ یہی ثبوت قوی و دلیل ہین اونکی جہل و نادانی
کی ہی اور اپنے کو بے فائدہ بحیثیت جہالت معرکہ تحریر و تقریر مین بمقابلہ
علمای کاملین و کملای محققین کے ڈالکر ذلیل و خوار کرتے ہین اور اپنے موافق
جہل و نقص عقل و ہوای نفسانی کے جو جی مین آتا ہی مونہہ سے نکالتے ہین اور
جو کچھ بیہودگی و مقتضای سخافت ہوتا ہی اوسے بیخوف لکھہ ڈالتے ہین اور اوسکے
انجام و نتیجہ کو کہ ذلت دنیا و عقبی و خرابی اول و آخری ہی کچھ نہین سوچتے اقول
قصور معاف یہ سب آپ اپنی تعریف فرما رہے ہین اپنی اوجھی نے محاورہ تحریر
دیکھیے اور مولوی کرامت علیصاحب کی شستہ تقریر دیکھیے اپنا سوال جاہلانہ دیکھیے
اونکا جواب عالمانہ دیکھیے اپنی زبان درازی دیکھیے اونکی استادی دیکھیے ہ

اسد اس جفا پر بتون سے وفائی	میرے شیر شاباش رحمت خدا کی

قال اس قسم کے لوگ مجھکو سفر حضر مین بہت ملے از انجملہ ایک ناقص اردو خوان
و بے حمیت نے جو ظاہر مین دوست قدیم سلیم و حلیم تھا اور اکثر استفادہ و تحقیق
مسائل جناب مستطاب مولانا محمد حسن احمد حسن صاحب قاضی پوری سے کیا کرتا تھا

تحقیت جاہلیت باظہار قابلیت ایک قریۂ دار الشرور مین مولانا موصوف سے
مقابل ہوا **قول** تمہارا سفر حضر میکے سے سسرال کو جانا سسرال سے میکے کو
آنا ہی بی بی پور سے میان پور و میان پور سے بی بی پور آئے گئے بڑی
منزل مار ہی وہ بھی ڈولی مین بیٹھے چار کے کاندھے چڑھے اس اثنا مین کسی حریف
سے سابقہ پڑ گیا ہوگا اوسکے مقابلے مین چوکڑی بھول گئے ہونگے ہاتھ پاؤن
بھول گئے ہونگے واہ ری غیرت اوسیقدر طول زبانیہ سمجھے کہ جاہلون کے مناظرے
بھی درج رسائل ہوتے ہین ؎

گر از بسیطۂ عالم خرد شود معدوم	بخود گمان نبرد ہیچکس کہ بی ہنرم

قال اور روبروی بعض القضاۃ والثقات کہنے لگا کہ جو امر سن چھ سو ہجری مین
جاری ہوا وہ ہرگز بدعت نہین کیونکہ وہ زمانہ خیر تھا تب مولانا نے فرمایا کہ بتائیے
سن چھ سو ہجری کنکا زمانہ اور کون قرن تھا جو آپ اسکو زمانہ خیر فرماتے ہین
آیا وہ زمانہ صحابہ کا تھا یا تابعین یا تبع تابعین کا یا کسی امام مجتہد کا اور وہ امر حادث
بے اصل بدعت کیون نہین ہے پھر بعض مجوزین و متاخرین کا اوسنے نام لیا
تب مولانا نے اونکا نشان و زمانہ و سنین وفات و تولد پوچھے تب بہت گھبرایا
و خفیف ہوا تھوڑی دیر کے بعد پھر کہنے لگا کہ فرمایئے جو لوگ سن چھ سو ہجری مین تھے
وہی سب آپ سے اچھے تھے یا برے تب مولانا نے قل و دل یون فرمایا کہ
مجھسے ہر زمانہ مین اچھے برے ہوتے آئے ہین اور اب بھی مجھسے بہت اچھے
اور بعضے برے ہین کوئی اس اچھے و برے کا فعل حجت شرعیہ نہین ہے اوسوقت
بعض القضاۃ والثقات نے اوس سے پوچھا کہ جواب ہوا یا نہین اوسنے اقرار و تسلیم کیا کہ
جواب باصواب یہی ہے پھر بعض القضاۃ نے اوس سے پوچھا کہ اب اسپر آپکو کچھ اعتراض و کلام ہے
یا نہین کہا کچھ نہین مین تو ایک مرد جاہل ہون اتنی سنی سنائی تھی اوسکو کیا جانون پھر

بسبب ندامت و پشیمانی کے غصے مین اگرچہ مقتضای جہل و نادانی تھا کہا اور مولانا نے
ساتھ تعوذ و لاحول کے اعراض موافق اس آیۂ کریمہ کے کیا خذ العفو وامر بالعرف و اعرض
عن الجاہلین **اقول** یہ تو ارشاد ہو کہ بعض القضاۃ والثقاۃ تمہارے

سے جو سنو رسے قاضی تو نہیں ہین	خر قاضی شنیده بودم من
قاضی خر نه دیده بودم من	ہند مین تو اب قضا ہی قاضی ہین
قضاۃ زماننا صاروا لصوصا	عموما بالقضا یا لاخصوصا

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پہلے تم نے کہا ہوگا کہ سن چھ سو سے لوگ ضلالت
و گمراہی مین ہین اوسکے جواب مین اوسنے کہا ہوگا کہ وہ زمانہ خیر تھا

اگر در ہر دو جانب جاہلانند	اگر زنجیب باشد بگسلانند

قال اور ایسے رسالے جسمین مضامین واہی تباہی سباب و تبرا و اعتراض لوچ لچر بھرے
بہت نظر آئے از انجملہ اندنون ایک رسالہ مسمی با طمینان القلوب کہ حقیقت مین
جہل اساوت و مشوش القلوب ہی نظر آیا دیکھا چاہیے کہ کسقدر اوسمین سفسطہ و واہیات
و لغویات بھرے ہین اور سراسر جہل و تبرا و سباب و واہی تباہی باتین اوسمین لکھی ہین
اوس سے صریح اوسکے مؤلف کی جہل و نافہمی و نادانی ظاہر ہی اگرچہ قابل ذکر و بیان
نہین لیکن بعض بعض اوسکے ہفوات و شطحیات سے ہم آگاہ کر دیتے ہین تا کہ کم علم و
سیدھے مسلمان لوگ اوسکو جان پہچان کر بچتے رہین اور اوسکے تحریفات مزخرفات
و تاویلات علیلات سے ہوشیار رہین **اقول** اطمینان القلوب ایک رسالہ ہی متانت سے
آراستہ تہذیب سے پیراستہ نہ کہین اوسمین تبرا ہی نہ لعن ہی نہ طعن ہی اوسکا مصنف
کہین محققانہ کلام کرتا ہی کہین منصفانہ گفتگو کرتا ہی کہین حب قومی سے کچھہ
سمجھاتا ہی کہین اپنے دل کا صدمہ دکھاتا ہی ایسے شخص کی نسبت غیر مہذب تقریر چاہیے

زبان کھولینگے مجھ پر بد زبان کیا نہ سعادی سے	کہ مینے خاک اوسکے منہ مین بھر دی خاکسار ہی سے

ہم دل سے شکرگذار ہین حافظ مولوی محمود صاحب جونپوری کے کہ اپنی عنایت سے ہمارے پاس وہ رسالہ بھیجا یہان تک مقدمے کا جواب پورا ہوگیا

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طی ہوئی آج کی منزل ہین مسافت میری

ناظرین پر مخفی نہوگا کہ بنسبت مقدمے کے مابعد کا مطلب زیادہ تر مخلوط ہی عبارت غیر مربوط ہی کہیں اوسمین خطایای لفظیہ پر اصرار ہی کہیں مضامین کی تکرار ہی کہیں نقط گالیان سناتے ہین کہیں کھڑے تالیان بجاتے ہین اسیلیے لغویات چھوڑکر یہاں اصل مطلب ترتیب لکھا گیا تاکہ اوسکے دیکھنے مین طبیعت نہ اوبھے مگر اس اختصار مین خود بدولت کا محاورہ و بول چال بدستور رکھا گیا تا ناظرین کو اون بھولی بھولی عبارت سے مذاق حاصل ہو **قال** اور شرط ایمان یہ ہی کہ جس دم نام حضرت کے ہمہ تن حضرت کا خیال ہوجاوی اور کیفیت دل و دماغ تمام بدن کی بدل جاوے اور اوسکی تاثیر سب پر آوی اور جس جس طرح کا ذکر ہووے سب ایسے پیش نظر ہوئین کہ اوسکے آثار وثمرات مرتب ہوجاوین نہ یہ کہ ہنساوے ایسے بے موقع کھڑے ہوجاوین کھڑ بڑ مجالس کو درہم برہم کرین اور شفا ہی قاضی عیاض مین لکھا ہی حضرت امام مالک روایت حدیث کی نہایت ادب سکون وتوقیر سے کرتے تھے اور جب بزرگان دین نامی وذکر حضرت کا سنتے تھے نہایت سکون اختیار کرتے تھے حرکت نہین فرماتے تھے اور اس قیام مین کہ عین وقت ذکر حضرت کے ہوتا ہی نہایت حرکات مشوشہ و بد اطمینانی و بے سکونی ہوتی ہین یہ خلاف ادب تعظیم کے ہی قال ابو ابراہیم التخعی واجب علی کل مومن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع و یخشع و یتوقر و یسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ و اجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ و یتادب بما ادبنا اللہ بہ قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ وہذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ عنہم انتہی کذا فی شفاء القاضی العیاض **اقول** یہ نئی شرط ایمان کی ہی

اس شرط سے بڑے بڑے ایمان دار بے ایمان ہوے جاتے ہین مشائخ نجدیہ
مین تو عموماً یہ شرط نہین پائی جاتی ایک صاحب اپنے چھند مین فرماتے ہین ؎

حمل کے جب وضع کا آوے مقام	ہو وین تعظیما کھڑے سب خاص و عام
گویا حضرت آمنہ کا ہی حضور	اور حضرت کا یہ ہی وقت ظہور

مگر الحمد للہ کہ اہل سنت و جماعت مین یہ شرط باعتراف وہابیہ پائی جاتی ہی ؎

واللہ قد شہد العدو بفضلہ	والفضل ما شہدت بہ الاعداء

اور امام مالک کا قصہ اور قاضی عیاض کی عبارت ہمارے مدعا کو مفید ہی بیشک وقت ذکر مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضوع و خشوع و سکون چاہیے آپکے حضور مین جسطرح ادب کرتے تھے اوسی طور پر ذکر کے وقت مودب رہنا چاہیے ایسے وقت مین بے تکلف لاابالی طور پر بیٹھنا مشغلہ بازی کرنا ٹھٹھے اڑانا عبث ہاتھ پاؤن ہلانا ادھر ادھر دیکھنا نہ چاہیے اگر ہم شرف ملازمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہوتے تو لا محالہ خضوع و خشوع کرتے نہایت ادب سے آپکی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے جیسا صحابہ کبار کا معمول تھا ان صاحب قیام جب تعظیم کے لیے ہوتا ہی تو وہ اوسکا خلاف کیونکر ہو سکتا ہی اگر ایسا ہی ہوتا تو نماز مین بھی قیام منہی عنہ ہوتا پھر مجلس مولود مین تو ایک ہی مرتبہ کھڑے رہتے ہین نماز مین تو دو دو بار چار چار بار تمنے شہر وغیرہ مین عیدین یا جمعہ کی نماز دیکھی ہوگی ہزارون ہی آدمی کس خشوع و خضوع و سکون سے کھڑے ہوتے ہین پھر رکوع کرتے ہین پھر سجدہ کرتے ہین پھر کھڑے ہوتے ہین اگر اس قیام مین کسی قسم کی بے ادبی ہوتی یا خشوع و خضوع کے خلاف ہوتا تو نماز مین منہی عنہ ہوتا یا یون کہین کہ نماز اس سے فاسد ہو جاتی حجۃ اللہ البالغہ مین ہی ومن الافعال التعظیمیۃ ان یقوم بین یدیہ مناجیا و یقبل علیہ مواجہا ؎

کسی کا ہوا آج کل تھا کسیکا	نہ ہی تو کسیکا نہ ہوگا کسیکا

کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم	نہین میری جان شکوہ بیجا کسیکا

قال اور اس قصے سے ثبوت انعقاد مجلس مولود بہیئت کذائی مروجہ اور قیام کا نہین ہوتا ہی **اقول** اصل قصہ یہ ہی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جبکہ ابولہب مجھے بھائی چارہ تھا اوسکے مرنیکے بعد مجھے کمال غم ہوا اور اوسکے باب مین کمال فکر ہوئی پھر خداوند تعالی سے ایکسال تک مینے یہ دعا کی کہ خداوند امجھے خواب مین اوسکا احوال دکھا پھر مینے اوسے آگ مین جلتا دیکھا اور کیفیت پوچھی ابولہب نے کہا کہ مین آگ مین ڈالا گیا سخت عذاب مین مبتلا ہون صرف دوشنبہ کی شب کو تخفیف ہوتی ہی مینے پوچھا اسکا کیا سبب ہی ابولہب نے کہا اس شب کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیدا ہوے لونڈی نے مجھے اونکی پیدایش کی خبر لوپہنچائی مینے خوشی مین اوسے آزاد کیا خدا نے اوسکی بدولت دوشنبہ کی شب کو عذاب سے نجات دیا احیاء العلوم مین ہی وروی عن العباس قال کنت مواخیا لابی لہب فلما مات حزنت علیہ وھمنی امرہ فسالت اللہ حولا ان یرینی ایاہ فی المنام قال فرایتہ یلتہب نارا فسالتہ عن حالہ فقال صرت الی النار فی العذاب لا یخفف عنی ولا یروح الا لیلۃ الاثنین فی کل الایام واللیالی قلت کیف ذلک قال ولد فی تلک اللیلۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجاءتنی امیمۃ فبشرتنی بولادتہ ففرحت بہ واعتقت ولیدۃ لی فرحا بہ فاثابنی اللہ بذلک ان رفع عنی العذاب فی کل لیلۃ الاثنین جب ابولہب سا کافر جہنمی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد کی خوشی سے دوشنبہ کی شب کو عذاب سے نجات پاتا ہی تو ذکر ولادت باسعادت پر خوش ہونا نہ صرف جائز ٹھہریگا بلکہ خوش ہونیوالے کو نجات اخروی کا بہت بڑا ذریعہ ہاتھ آئیوالا ہی وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء چنانچہ امام القراء حافظ شمس الدین بن الجزری کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف مین و حافظ ناصر الدین بن شمس الدین الدمشقی نے عودۃ الصادی فی مولد الہادی مین اس قصے سے احتجاج کیا ہی ہے

اذا کان ہذا کافرا جاء ذمہ	وتبت یداہ فی الجحیم مخلدا
الی انہ فی یوم الاثنین دائما	یخفف عنہ للسرور باحمدا
فما الظن بالعبد الذی کل عمرہ	باحمد مسرورا ومات موحدا

قال دوسرے یہ کہ بالفرض مدار ثبوت کا یہی قصہ ہی تو جواب اوسکا علماء محققین وکملاء محدثین نے بہت بہت وجوہ سے دیا ہی از انجملہ پہلی وجہ یہ ہی کہ حدیث مرسل ہی کیونکہ یہ قصہ حضرت عباس کے خواب مین مذکور ہی اور راوی اوسکا عروہ ہی اس نے اپنے راوی کا نام نہین ذکر کیا پس حدیث مرسل نزدیک شافعیہ کے قابل حجت نہین اسیواسطے شیخ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری مین اس حدیث کے جواب مین کہتے ہین اجیب بان الخبر مرسل ارسلہ عروہ ولم یذکر من حدثہ۔ **اقول** مرسل حدیث اگر صحابی ہی تو اتفاقا وہ حدیث مقبول ہی خلافا لابی اسحق الاسفرائنی مگر جبکہ انقطاع کا یقین و جزم ہو جاوی تو شافعی کے نزدیک غیر مقبول ہی اور اگر غیر صحابی ہی تو امام ابو حنیفہ و مالک و احمد کے نزدیک مقبول ہی اور ظاہریہ و اکثر اہل حدیث کے نزدیک شروع زمانہ امام شافعی سے نامقبول اور امام شافعی کے نزدیک حدیث مرسل اگر قوی ہوگئی ہو باسناد یا بارسال ساتھ اختلاف شیوخ کے دوسرے طرق سے یا بقول صحابی یا بقول اکثر علما کے یا معلوم ہوگیا ہو کہ مرسل اسکا وہ شخص ہی جو غیر ثقہ سے ارسال نہین کرتا تو مقبول ہی ورنہ نہین تو غیر مقبول اور امام شافعی نے حدیث مرسل کے مقبول ہونے مین یہ بھی قید لگائی ہی کہ مرسل اوسکا کبار تابعین سے ہو اور ابن ابان کے نزدیک حدیث مرسل قرون ثلثہ کے مقبول ہی اور غیر قرون ثلثہ کے اوسوقت مقبول ہی جب مرسل وسکا ایمہ نقل سے ہو تحریر ابن ہمام مین ہی فان کان صحابیا فحکی الاتفاق علی قبولہ لعدم الاعتداد بقول الاسفرائنی واما عن الشافعی من نفیہ ان علم ارسالہ او کان غیرہ فالاکثر

منہم الایمۃ الثلثۃ اطلاق القبول والظاہریۃ واکثر اہل الحدیث من عند الشافعی الا ان ثقت
المنع والشافعی ان یعضد باسناد او ارسال مع اختلاف الشیوخ او قول صحابی او اکثر العلماء
او عرف انہ لا یرسل الا عن ثقۃ قبل والا لا وقیدہ ایضا بکونہ من کبار التابعین ولم یخالف
الحفاظ فیا لنقض وابن ابان فی القرون الثلثۃ وفیما بعدہا اذا کان من ایمۃ النقل
مطلقا قاضی عضد شرح مختصر میں فرماتے ہیں والعلماء انہ ان کان الراوی من ایمۃ نقل
الحدیث قبل والا لم یقبل وہذا ہو المختار پھر عروہ کا ارسال تو ایمۃ ثلثہ کے مذہب پر بلا تامل
مقبول ہوگا اور شافعی کے نزدیک بھی مقبول ہوسکتا ہی اسلیے کہ اکثر علما اس حدیث کے
قائل ہیں اور عروہ غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے اور ایمہ نقل حدیث سے ہیں
قال دوسری وجہ یہ کہ حدیث بالفرض موصول بھی ہو تو شاید حضرت عباس نے یہ خواب قبل
ایمان کے جاہلیت میں دیکھا ہو جیسا کہ فتح الباری میں ہی پس اس خواب کی حجت نہیں
کیونکہ حدیث شریف میں صداقت مومن کے خواب کی ہی نہ کافر کی **اقول** یہ خواب جاہلیت کا
تو نہیں معلوم ہوتا اسلیے کہ اگر حضرت عباس مسلمان نہوتے اور ابولہب کے ناری ہونے
پر اونکو یقین نہوتا تو اپنے امر نفرماتے ایک سال تک خواب میں دیکھنے کی دعا مانگتے
پھر خواب میں دیکھتے ہی فی الفور کیفیت کا استفسار نکرتے **قال** تیسری وجہ یہ ہی کہ
ہمنے مانا کہ یہ خواب بعد ایمان کے دیکھا ہو پر خواب مومن کا بلکہ نبی کا صریح التعبیر نہیں
چنانچہ ایک روز حضرت علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ابوجہل کے واسطے
ایک مکان تیار ہوا ہی حضرت پر اوسوقت تعبیر اوسکی منکشف نہوئی تو فرمایا واللہ
ابوجہل کو جنت سے کیا علاقہ تعبیر اوسکی کچھ اور ہوگی جب عکرمہ ابن ابی جہل ایمان لائے
تو حضرت نے فرمایا اس خواب کی یہی تعبیر ہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ماثبت بالسنہ میں
لکھا ہی حاصل اوسکا یہ ہی کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت علیہ السلام اوسکو
شراب پینے کا حکم کرتے ہیں اس نے متحیر ہوکر علما سے تعبیر اسکی پوچھی تو عالموں نے کہا کہ

وہ حس کی غلطی سے عکس ہو گیا ہی پس تعبیر حضرت عباس کے خوابکی بھی بسبب مخالف ہونے
نصوص قاطعہ و احادیث صحیحہ کے عکس ہی تخفیف کی جگہ مین تشدید کی ہی آب سرد
معنی مین آب گرم کے اور ابولہب نے دوشنبہ کے دن جسطرح حضرت کی ولادت
شریف کی بشارت سنکر خوشی مین ثویبہ کو آزاد کیا تھا ویسا ہی اوسی دن نبوت
حضرت کے مبعوث ہونیکی بشارت سنکر کمال عداوت مین انواع و اقسام کی ایذا
رسانی پر نبی کریم کے قائم ہوا چنانچہ مشاہدہ کرنا حضرت عباس کا خواب مین ابولہب کو
بہت بری حالت مین شدت عذاب پر دلالت کرتا ہی **اقول** جو خواب کہ بظاہر
سچا سمجھنے سے کسی قسم کی مخالفت شرع لازم آتی ہو وہ صریح التعبیر ہوگا البتہ اوسکی
تعبیر مین تاویل کی احتیاج داعی ہوگی چنانچہ ابوجہل کا مکان بہشت مین بنا صریح خلاف
شرع ہی اس لیے کہ ناری کو بہشت سے کیا نسبت و علی ہذا القیاس شراب پینے کا
حکم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے نہین ہوسکتا اس لیے کہ اسکی حرمت منصوص
قرآنی ہی مگر خواب حضرت عباس کا ایسی قسم کا نہین ہی کہ اگر ظاہر پر محمول کیا جاوے
تو محذور شرعی لازم آوے کفار کے لیے تخفیف عذاب شرعًا ممکن ہی طرہ یہ ہی کہ
خود شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ مین بلکہ خاص کتاب ما ثبت مین اس
قصے کو اور مجلس مولود کی خیر و برکات کو بڑی دھوم دھام سے تحریر فرماتے
ہین ما ثبت مین ہی وقد رئی ابولھب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک قال
فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی ہاتین ماء واشار
لراس اصبعہ وان ذلک باعتاقی لثویبۃ عند ما بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم وبارضاعہا لہ قال ابن الجزری فاذا کان ہذا ابولھب الکافر الذی نزل القرآن
بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم فما حال المسلم من امتہ یسر
بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما کان جزائہ

من الله الكريم ان يدخله بفضله جنات النعيم ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده
صلى الله عليه وسلم ويعملون الولائم ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون
السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقرءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل
فضل عميم ومما جرب من خواصه انه امان في ذلك العام وبشرى عاجل بنيل البغية والمرام
فرحم الله امرأ اتخذ ليالي شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من في قلبه مرض
وعناد دیکھیے عبارت منقولہ سے مستفاد ہی کہ جب ابولہب کافر کو جسکی مذمت قرآن مین ہی
ثویبہ کی آزادی سے عذاب سے تخفیف ملی پھر جو لوگ مولد نبی سے خوش ہوتے ہین اور زر و مال
اسمین صرف کرتے ہین البتہ خداوند کریم بہشت مین داخل کریگا اور اہل اسلام کا تو معمول
ہی کہ ہمیشہ ربیع الاول کے مہینے مین مجلس مولود کرتے ہین اور صدقے دیتے ہین
خوشیان کرتے ہین و نیز برکتین نازل ہوتی ہین اس مجلس کے خواص سے یہ ہی کہ بانی
مجلس کو تمام سال آفات سے نجات ملتی ہی مطلب حاصل ہوتا ہی خدا اوس مسلمان
رحم کرے جو ربیع الاول کی راتونکو مجلس مولود کرے تا معاندین و منکرین کے
دلپر شاق گذرے پھر محل نزاع مین خاص الطال عمل مولد مین ایسے شخص کی سند لانا
نادانی ہی جو منکرین کو آڑے ہاتھ لے رہا ہی البتہ نواب صاحب المرۃ کی جرأت و
بہادری قابل تماشا ہی کہ وہ شیخ کو منکرین مین شمار کرتے ہین **قال** چوتھی وجہ
یہ کہ بالفرض یہ خواب صحیح ہی تو خواب غیر نبی نہ قابل حجت ہی نہ احکام شرعی کا
مثبت جیسا کہ فتح الباری و ارشاد ساری مین ہی **اقول** یہ قول عام طور پر قابل
تسلیم نہین اس لیے کہ خود صحابہ نے خواب سے احتجاج کیا ہی سرور المحزون مین ہی
و اختلاف کردند صحابہ در آنکہ در حال غسل جامہا از تن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بر کشند یا با جامہا غسل دہند پس خدا تعالی بر ایشان خواب را مسلط کرد و گوینده گفت نمیدانستند
کہ کیست گفت غسل دہید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در جامہا آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم بیعت ارشدند و بہچان کردند **قال** پانچوین وجہ یہ ہے کہ سب اہل اسلام اس بات پر متفق
ہین کہ اعمال صالحہ جو آخرت مین نجات دینے والے ہین اونکے لیے ایمان شرط ہی
وگرنہ صدقہ و خیرات کھلانا پلانا اور غلام لونڈی کا آزاد کرنا کچھ فائدہ نہ دیگا **اقول**
یہ سب سچ ہے پر یہ باتین ہین احسان کے بدلے مین کفار کو عذاب سے بیشک تخفیف ہوتی
ہی تفسیر عزیزی مین بذیل آیہ ولایحض علی طعام المسکین مرقوم ہی حضرت امام شافعی رح
باین آیت تمسک کردہ اند کہ کافران بعبادت نیز مکلف و مخاطب می باشند چنانچہ
بایمان و معرفت مکلف اند ورنہ دران روز بر ترک خورانیدن گدایان عذاب نمی شد
و امام اعظم رح می گویند کہ عذاب آن کافر بسبب ترک ایمانی خواہد بود لیکن اگر بگدایان
طعام میخورانید او را در عذاب فی الجملہ تخفیف می شد و باین سلسلہ گرفتار نمی گشت پس این دلیل
آنست کہ کافر بسبب احسانی کہ بخلق اللہ میکند در عذاب فی الجملہ تخفیف خواہد شد
نہ آنکہ عبادت بدنی یا مالی بر ذمہ او فرض و واجب اند اور اوسی تفسیر مین تفسیر سورۂ
زلزال مین ہی نیکی کافر ہر چند موجب خلاصی از عذاب ابدی نیست اما ثمرہ او تخفیف
عذاب ہست پس درین قدر آن فائدہ دارد **قال** چھٹی وجہ یہ کہ ثبوت ابولہب کے
تخفیف عذاب کا اسی کافر فاسق کے کہنے سے ہی نہ مخبر صادق کے خبر دینے سے
اور خبر اس کافر کاذب کی باین احتمالات و موانع مخصص و معارض کتاب اللہ کے
کسی مذہب سے ہو نہین سکتی بلکہ آیات بینہ و نصوص قاطعہ سے خبر اس کافر لعین کی
مردود ہی **قال** الامام الخطیب القسطلانی واستدل بہذا علی ان الکافر قد ینفعہ
العمل الصالح وہو مردود ولظاہر قولہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباء
منثورا اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث کے جواب مین ایسا ہی لکھا ہی
اقول کفار کے لیے احسان سے تخفیف عذاب کا ہونا تو تفسیر عزیزی سے
ثابت ہو چکا باقی ہی یہ بات کہ ابولہب کو تخفیف ہوی یا نہین یہ بھی احیاء کی

حدیث سے ثابت ہو چکی اور ابولہب کو عالم برزخ مین حضرت عباس سے جھوٹھ بولنے کی
حاجت نہ تھی ہان یہ نہین معلوم تھا کہ وہابی جھٹلا دین گے ورنہ کچھ وجہ ثبوت بھی لیجاتی
فرشتے امر حق کے اظہار مین ہرگز دریغ نکرتے اور چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے
سال بھر تک دعا کی تھی اور وہ دعا مقبول بھی ہوی تھی تو عقل باور نہین کرتی کہ ابو لہب
نے جھوٹھ کہکر حضرت عباس کی ساری محنت کو برباد کیا ہو تقی رہی قسطلانی کی عبارت
علامہ خفاجی شرح شفا مین تحریر فرماتے ہین و تخفیف عذابہ بسبب ما ذکر لا یعارض قولہ تعا
فی اعمال الکفرۃ فجعلناہ ھباءً منثورا لانہ بعد الحشر الخ اور شیخ ابن حجر عسقلانی تو مجوز عمل مولد
ہین مجلس مولود کی انعقاد کے باب مین بڑی دھوم دھام سے تخریج کی ہی پھر اگر
اس باب مین اونکے کلام کی تبعیت کیجاتی تو سارا جھگڑا چک جاتا قال مسجد جامع
اعظم گڑھ مین جناب فیضمآب جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول قاطع البدعت و
رافع اعلام سنت جناب مولانا بخشش احمد صاحب نے مولوی کرامت علی صاحب سے
کہا کہ آج زبانی چند احباب کے معلوم ہوا کہ آپنے بمقابلہ اون حضرات کے نفس انعقاد مجلس مولود
کو بدعت فرمایا ہی اور قیام کو کیا فرماتے ہین آیا جزو ایمان و اسلام ہی یا عین ایمان و اسلام
ہی یا خارج ایمان و اسلام ہی تب مولوی صاحب نے بہت ٹال مٹول کیا اور صدر الصدور صاحب
کے سامنے ہی پر اور انھین کے مکان پر گفتگو کو ٹالنے لگے جب چارہ کچھ نہ دیکھا تب
مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری ذلت سے کیا حاصل ہی جو علم واسطے کسی کے ذلیل کرنے کے
پڑھے وہ بہت معذب ہوگا اوسکے جواب مین مولانا صاحب نے فرمایا کہ اسمین ذلت کی
کیا بات ہی یا ہمسے اتفاق کیجیے یا کوئی شق اختیار کرکے جواب دیجیے اور ہم جانتے
ہین کہ آپ جانکر جواب نہین دیتے حق کو چھپاتے ہین اسمین بھی عذاب ہی یہ کہکر
اس حدیث کو پڑھی فی المشکوۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من النار پھر مولوی صاحب نے فرمایا

کہ ایسے سوال کرنے سے یہی سوال نماز پر بھی وارد ہوتا ہی پھر مولانا صاحب نے فرمایا سبحان اللہ چہ خوش سوال از آسمان جواب از ریسمان بھلا اس اعتراض کو نماز سے کیا علاقہ نماز تمام اہل اسلام کے نزدیک ثابت ہی کہ کسی کو اختلاف نہین آیات و احادیث مین در بارہ نماز کے بکثرت صیغہ امر جو واسطے وجوب کے بکثرت آتا ہی وارد ہی قیام کو نماز سے کیا علاقہ و مناسبت آمین سراسر خلاف ہی قیام کیواسطے بھی اگر کہین آیات و احادیث مین کوئی صیغہ امر جو واسطے وجوب کے آیا ہو تو فرمائیے تب مولویصاحب نہایت شرمندہ و ساکت و لاجواب ہوے اور بغل جھانکنے لگے **اقول** چشم بد دور تمھین ابھی تک بدعت و سنت کی تعریف معلوم نہین اپنے ہاتھ سے اپنے کو قاطع بدعت ٹھہراتے ہو اپنے مونہہ سے آپ کو میان مٹھو بناتے ہو ہان صاحب ایسے لمبے القاب تو بدعات حقیقیہ مین داخل ہین پھر تم خود مبتدع در رافع اعلام بدعت ٹھہرے

اے ذوق لبس نہ آپ کو صوفی جتائیے ۔ معلوم ہمکو خوب ہی ہو حق جنابکی
نکلے ہو میکدے سے ابھی چھپتے گنج مین ۔ دابے ہوئے بغل مین صراحی شراب کی

الیضاح الحق الصریح مین ہی مثل اعتناء شدید بترویج القاب مشعرہ بر مناصب شرعیہ رفیعہ مثل مولوی فلانے و شاہ فلانے و امثال آن از امور بے شمار کہ تعداد آن درین چند اوراق خیلی متعذر می نماید ہمہ از جنس بدعات حکمیہ است بہ نسبت عقلای ایشان کہ امور مذکورہ را باوجودیکہ از جنس لغو و لاطائل دانستہ اند محض بنابر حفظ اعزاز خاندان بعمل می آرند واما بہ نسبت سفہای ایشان کہ امثال این سفاہات را عین کمالات دانستہ اہتمام بمحافظت این اشیاء محدثہ بیش از بیش بروی کار می آرند پس امور مذکورہ بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی اور قیام کے مقدمے مین مولویصاحب مرحوم نے بطور نقص اجمالی خاصہ جواب دیا ہی نماز کے مامور بہ ہونے کی تقریر محض لغو ہی اصل جواب سے اسکو کچھ علاقہ نہین بلکہ اس تقریر سے مولویصاحب کا

جواب قوی ہوگیا اس لیے کہ جب نماز باوجود ماموربہ ہونے کے مفہوم ایمان سے
خارج ہی پھر اگر قیام اوس کے مفہوم سے خارج ہوا تو کیا ہ

بھر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش		من انداز قدرت را می شناسم

حدیث جو مذکور ہوئی امام اللغۃ ماہر الحدیث سفر السعادت مین لکھتے ہین دربابِ من سُئل
عن علم فکتمہ حدیثی صحیح نشدہ اور اگر صحیح سمجھی جاوی تو یہ استفسار تمہارا استفادۃ تھا یا
استہزائً و سخریّۃً صورت ثانیہ مین فحوی حدیث کا بے موقع ہی مرقاۃ مین ہی وہو علم یحتاج
الیہ السائل فی امر دینہ صورت اولی مین کہا نسے معلوم ہوسکتا ہی کہ تم اسکے اہل تھے
نا اہل کو علم سکھانا اور کتے سور کے گلے مین موتی ڈالنا برابر ہی بلکہ علم موتی و جواہر
گران بہا ہی اور علم نااہل کو سکھانا نفس علم پر ظلم کرنا ہی جیساکہ طبیب رفیق دوا کو
مرض کے مقام پر استعمال کرتا ہی ویسا ہی عالم عامل سمجھ بوجھکر سکھاتا ہی حقتعالی
جل شانہ فرماتا ہی ولا تؤتوا السفہاء اموالکم اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جس سے
علم مین فساد و ضرر پایا جاوی اوسکو علم سکھانا نچاہیے مولویصاحب مرحوم نے بھی
سمجھ بوجھ کے تمکو سکھانے مین تامل کیا ہوگا شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی فلا یُعین
ای لا یبخل علی احد علمہ لان المعلم لا یحل منعہ فورد من کتم علماً الجم بلجام من نار ای فلا یبخل بالعلم
الا من غیر اہلہ وہو الذی یرید ان یتوصل الی المال والجاہ ونحوہ فورد لا تطرحوا الدر فی
افواہ الکلاب رواہ ابن النجار عن انس ولفظہ لا تطرحوا الدر فی افواہ الخنازیر وقال عیسی ع
لا تعلقوا الجواہر فی اعناق الخنازیر فان الحکمۃ خیر من الجوہر ومن کرہہا فہو شر
من الخنازیر وقال ایضا لا تضعوا الحکمۃ عند غیر اہلہا فتظلموہا ولا تمنعوہا اہلہا فتظلموہم
وکونوا کالطبیب الرفیق یضع الدواء فی موضع الداء وفی لفظ آخر من وضع الحکمۃ فی غیر
اہلہا فقد جہل ومن منعہا اہلہا فقد ظلم ان للحکمۃ حقا وان لہا اہلاً فاعط کل ذی حق حقہ
وقولہ تعالی ولا تؤتوا السفہاء اموالکم فیہ تنبیہ علی ان حفظ العلم ممن یفسدہ ویضیرہ

اولی ولیس الظلم فی اعطا غیر المستحق باقل من الظلم فی منع المستحق فمن منع الجہال علما اضاعہ ومن منع المستوجبین فقد ظلم انتہی مختصرا یہان صاحب اعظم گڈھ اور سکندر پور مین مشہور ہی کہ وہ پادری صاحب جنکے تم ملازم خاص تھے جب حاضری کھانیکو تمھارے مکان پر آئے تم اونکی صورت دیکھتے ہی اوٹھ کھڑے ہوے پادری صاحب نے کہا کیون جی کیون کھڑے ہوے تمنے کہا چونکہ آپ عالم ہین ہمارے محسن ہین آقا ہین ہم آپکے مدرسے کے ایک ادنی مدرس ہین فقط کام ہمارا چھ روز پڑھانا اتوار کو لڑکون کو جمع کرکے گرجا گھر لیجانا صاحب کے سامنے سر جھکانا ہی پھر ہم کیون آپ کی تعظیم کو نہ کھڑے ہون اگر ہم آپ کی تعظیم کو نہ کھڑے ہون تو کسکی تعظیم کے لیے کھڑے ہونگے اوسپر پادری صاحب نے مسکراکر کہا حضرت سلامت بس معاف کیجیے ہم رسالہ تقلب الاطمینان غور سے دیکھ چکے ہین تمکو قیام کے باب مین ایسا تعصب ہی کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے جائز نہین سمجھتے اقامت صلوۃ کو بدعت جانتے ہو اذان و اقامت کیوقت دور بھاگتے ہو پھر ہمارے لیے قیام تعظیمی کیون کر روا ہوا یہ سنتے ہی تم چپ ہو گئے ایک صاحب بول اوٹھے ۵

ہرکس از دست غیر نالہ کند		سعدی از دست خویشتن فریاد

تم نے اسے بھی سنکے تجاہل کیا پر حاضرین قاہ قاہ کرکے لوٹ گئے پھر اسکے بعد جو کچھ گذری اوسکا ذکر یہان نامناسب سمجھتا ہون ۵

بزم مین اوسکی بیان درد و غم کیونکر کرین		وہ خفا جس بات سے ہوئین وہ ہم کیونکر کرین
لکھتے لکھتے ہی سیاہی حرف سے اوڑجاتی ہی		ہای احوال دل مضطر رقم کیونکر کرین

قال اور یہ دعوی کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز نے اپنے ایک مکتوب مین لکھا ہی کہ مین عمل مولد خود کرتا ہون درست نہین اس لیے کہ تحفہ کے باب یازدہم کی فصل اول مین لکھا ہی کہ زمان امر سیال غیر قار ہی اوسکے جزو کو ثبات و قرار نہین

و اعادۂ معدوم محال ہی **اقول** تحفۂ اثنا عشریہ کی عبارت بمقابلہ شیعہ امامیہ کے ہی
وہ روز عاشورا کو عین روز شہادت امام حسین علیہ السلام سمجھتے ہین اور انواع انواع و
اقسام اقسام کی بدعات کرتے ہین اس لیے اوس مبارک کتاب مین صرف غلطی کا منشا لکھا
گیا ہی علامہ کو اوس تقریر سے ہرگز نفی دورۂ مقررہ مقصود نہین مولانا رفیع الدین دہلوی
اونکے بھائی نے رسالۂ مسائل مین اس مسئلہ کو محققانہ طور پر یون تحریر فرمایا ہی زمان
اگرچہ سیال غیر قار ست اما انچہ بآن تقدیر کردہ میشود زمان را از شب و روز و ماہ و سال
اسبوع اشہار اعوام افراد دورہ مقرر ست چون یک دورہ تمام میشود باز از سر شروع میشود
و ہمین حساب رمضان شہر صوم وذی حجہ شہر حج و ہمچنین شہود دیگر را در دورہ حکم اتحاد
بانظیر دادہ میشود چنانکہ در حدیث ست کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت حقتعالی
نجات موسی علیہ السلام و غرق فرعون درین روز کردہ است برای شکرانہ روزہ میگیریم جناب
نبوت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انا احق من تبع بموسی فصام یوم عاشورا وامر الناس بصیامہ
و نیز حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلال را وصیت کردند بصوم روز دوشنبہ فرمودند فیہ
ولدت وفیہ انزل وفیہ ہاجرت وفیہ اموت بلکہ خود مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے
جابجا اس دورہ کا لحاظ کیا ہی تفسیر عزیزی مین خصوصیات وقت ضحی مین لکھا ہی سوم
آنکہ این وقتیست کہ کلام حقتعالی با حضرت موسی درین وقت شدہ بود چہارم آنکہ ساحران
فرعون درہمین وقت بدیدن معجزۂ حضرت موسی علیہ السلام ایمان آوردہ اند پس
این وقت وقت کمال ظہور نور حق بر ظلمات باطل ست کہ در امت سابقہ اثر آن
واقع شدہ پھر اوسی تفسیر مین خصوصیات شب قدر مین ہی سیوم آنکہ نزول قرآن مجید
درین شب واقعست و این شرفی ست کہ نہایت ندارد چہارم آنکہ خلقت فرشتگان نیز درین
شب ست اگر یہ دورہ بجمیع الوجوہ ممتنع یا غیر قابل لحاظ ہوتا تو شاہ عبد الرحیم صاحب
والد شاہ ولی اللہ صاحب ہر بارہوین ربیع الاول کو مجلس مولود کس لیے کرتے تھے

ہزار ہی سحاب اگر ڈرینگے ہر گز نہ دیدۂ تر	تمہارے غم مین رو کے اکثر لہو کے دریا بہا چلے ہین
اٹھائی الفت کی گرانی مینو گلیو نکی خاک چھانی	جو ہنے فرقت کی تھی کہانی وہ ساری تمکو سنا چلے ہین

جانا چاہیے کہ صاحب سالہ نے بہ تقلید صاحب غائط الکلام بحث مولد وقیام پر جو کچھ خدشے کیے تھے خدا کے فضل سے سب کا جواب کافی دیا گیا اب حضرات منکرین بغور رسالے ملاحظہ فرمائین اور اپنے انکار ولن ترانی سے باز آئین اب مبحث تقلید کی خبر لیتا ہون **قال** امام بخاری رحمۃ اللہ نے کتاب جامع صحیح بخاری شریف مین جو صحیح الکتب بعد کتاب اللہ ہی چند مقام مین مثل کتاب التفسیر وغیرہ کی خصوص تفسیر آیہ فیہما فاکہۃ ونخل ورمان مین تحقیر امام ابی حنیفہ کی کی ہی **اقول** تمہاری یہ تقریر قطعاً غلط ہی اور ہم یقین کرتے ہین کہ گو تمنے یہ تقریر زیب قلم فرمائی ہی مگر دل مین تو تم بھی محض غلط سمجھتے ہوگے صحیح بخاری مین ہی وقال بعضہم لیس الرمان والنخل بالفاکہۃ واما العرب فانہا تعدہا فاکہۃ الخ دیکھو اس عبارت مین نہ کوئی کلمہ تحقیر کا ہی نہ اسمین امام کا نام ہی یہ بھی بالیقین نہین معلوم کہ بعضہم سے امام ہی مراد ہین یا فقہا یا فراخیر اگر بعضہم سے امام ہی مراد ہون تو کیا اس سے امام کی تحقیر ہوگئی کیا لفظ بعض تفخیم کے لیے نہین آتا علامہ تفتازانی شرح تلخیص مین فرماتے ہین واعلم انہ کما ان التنکیر وہو فی معنی البعضیۃ یفید التعظیم فکذالک اذا صرح بالبعض اگر کہا جاوی کہ صرف اعتراض موجب تحقیر ہی تو ہم کہتے ہین کہ اعتراض سے تحقیر نہین ہوتی پھر یہ اعتراض کچھ لاجواب نہین ایک تقریر لغت کی متعلق بیان کی گئی ہی جسکا جواب شارحین بخاری نے دیا ہی اگر نفس اعتراض سے امام کی تحقیر ہوگئی تو جواب سے شاید بخاری کی تحقیر سمجھی جاوے گی ۵

باد بہار مین ہی کچھ اور عطر بیزی	تم آج کل مین شاید سوی چمن گئے ہو

قال الکرمانی اقول الامام ابی حنیفۃ ان یمنع المشابہۃ بین ہذہ الآیۃ وبین ذینک الآیتین

لان الصلوٰۃ ومن فی الارض لفظان علامان بخلاف فاکہۃ الخ قال اور حضرت
غوث اعظم شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر گیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین میں نسبت
مذہب مرجیہ کی بجانب جناب امام کی ہی چنانچہ ناظرین کتب پر مخفی نہین ہی
نقل عبارات میں طوالت ہی اقول حضرت سلامت غنیہ حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہین ہی شیخ محمد باقر فرماتے ہین نسبت کتاب غنیہ
بآنحضرت درکتب معتبرہ یافتہ نشدہ واین کتاب در حضیض ثری ست نہ برا کہ در مطاوی
این کتاب اثبات جہت ہست مرخدا یتعالیٰ را وقول بقدم حروف تہجی و نسبت اشعریہ
بمعتزلہ غویہ و نسبت امام ابوحنیفہ رالفرقہ مرجیہ بھی لکھتے ہین شیخ عبدالحق دہلوی
در عنوان ترجمہ غنیہ می گوید کہ ہرگز ثابت نشدہ کہ این از تصنیف آنجناب ست اگرچہ
انتساب آن بآنحضرت شہرت دارد و نظر برین کہ شاید دران حرف از جناب بود
ترجمہ کردم چنانچہ علامہ میر حسین میبذی در دیباچہ دیوان کہ نزد عوام منسوب بحضرت
امیر المومنین علی رض ست برہمین اسلوب معذرت کردہ اگر غنیہ دیکھکر تمکو امام سے بدگمانی
ہی تو خدا سے بھی بھرگئے ہوگے خیر اگر فرض کرین کہ یہ کتاب حضرت کی تصنیف ہی
تو یہ نہین کہہ سکتے کہ حضرت نے امام کو اپنے قلم سے مرجیہ لکھا ہوگا اور ایسی غلطی فاش
کی ہوگی بلکہ کہہ سکتے ہین کہ یہ عبارت کسی مبتدع نے بڑھائی ہوگی عبدالحکیم سیالکوٹی
ترجمہ مین فرماتے ہین وشاید بعضے مبتدعان مبغض این فرقہ داخل کردہ انداین را در کلام
حضرت شیخ قدس سرہ سوا اسکے یہ قول فقہ اکبر کے صریح خلاف ہی پھر کیونکر قابل تسلیم
ہوسکتا ہی شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین ہی واما ما وقع فی الغنیۃ للشیخ عبدالقادر
الجیلانی رضی اللہ عنہ عند ذکر الفرق الغیر الناجیۃ حیث قال ومنہم القدریۃ وذکر اصنافہم
ثم قال ومنہم الحنفیۃ وہم اصحاب ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت رض زعم ان الایمان
ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ علی ما ذکرہ البرہوتی فی کتاب

الشجرۃ فہو اعتقاد فاسد قول کا سند مخالف لاعتقادہ فی الفقہ الاکبر غیر امام مرجیہ تھی
امام کے نفس مرجیہ ہونے سے کچھ قباحت نہیں اس لیے کہ مرجیہ کی دو قسم ہین
مرجیہ مرحومہ و مرجیہ ملعونہ مرجیہ مرحومہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور مرجیہ ملعونہ دوسرے
ہین جو کہتے ہین معصیت مضر نہین چنانچہ عثمان بن لیلی کے جواب مین امام نے اپنے کو
مرجیہ مرحومہ قرار دیا ہی تمہید فی بیان التوحید ابی الشکور محمد بن عبد الرشید سالمی مین
ہی ثم المرجیہ علی نوعین مرجیہ مرحومۃ وہم اصحاب النبی علیہ السلام و مرجیہ ملعونۃ وہم الذین
یقولون بان المعصیۃ لا یضر و العاصی لا یعاقب روی عن عثمان بن لیلی انہ کتب الی
ابی حنیفۃ رض وقال انتم مرجیۃ فاجابہ قال المرجیۃ علی ضربین مرجیۃ ملعونۃ وانا بری منہم و مرجیۃ
مرحومۃ وہم اصحاب النبی علیہ السلام وکتب فیہ بان الانبیاء صلوۃ اللہ علیہم قالوا کذالک
الا تری ان عیسی علیہ السلام قال ان یعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت
العزیز الحکیم اور اسی کے قریب ملل و نحل محمد بن عبد الکریم شہرستانی مین ہی و من
العجب ان غسان کان یحکی عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ مثل مذہبہ ویعدہ من المرجیۃ ولعلہ
کذب ولعمری کان یقال لابی حنیفۃ واصحابہ مرجیۃ السنۃ **قال** اور امام ابو حامد غزالی نے
اپنی کتاب منخول مین بشان گرامی حضرت امام صاحب کے کیسا کلمہ سخت لکھا ہی واما
ابو حنیفۃ فقد قلب الشریعۃ ظہر البطن وشوش مسلکہا وجرم نظامہا انتہی **اقول**
منخول امام ابو حامد غزالی کی تصنیف نہین ہی بلکہ محمود معتزلی کی تصنیف ہی اور محمود
غزالی بھی کہتے تھے محمود غزالی معتزلی ور ہی اور حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی اور ہین ع

گو آپ نے جواب برا ہی دیا و لے		مجھ سے بیان نہ کیجیے عدو کے پیام کو

بفرض محال اگر منخول حجۃ الاسلام کی تصنیف ہی تو یہ تصنیف قدیم ہوگی جب کچھ بھی
تحقیق حاصل نہ تھی آخر کار حجۃ الاسلام کو جلالت قدر امام کی اعتراف ہوا خیرات الحسان
فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان مولفہ شیخ شہاب الدین احمد بن الحجر المکی الہیتمی الشافعی

مین ہی اعلم ان بعض المتعصبین ممن لم یمنح توفیقا جاء فی بکتاب منسوب للغزالی فیہ
من التعصب الفظیع والخطا الشنیع علی امام المسلمین واحد الائمۃ المجتہدین ابی حنیفۃ رحم
ما تضجر عنہ الاذان ویقول عند سماعہ الموقف المنصف لیت ذلک ما کان کیف وقد ادی
ذلک شمس الائمۃ الکردری الی ان بسط الکلام فی رد ذلک الکتاب وقابل مولفہ بمقابلۃ
الفاسد بالفاسد فشنع علی الشافعی رح اعظم من ذلک التشنیع وبسط القلم مما لایحمد من القبیح
بکل ذلک منہ بناء علی ان ذلک الغزالی ہو الامام محمد حجۃ الاسلام ولیس ہو ہو لما یاتی
علی احیائہ من مدح ابی حنیفۃ رح وترجمتہ بما یلیق لعلی کمالہ وایضا ان النسخۃ التی رایتہا
مکتوب علیہا ان ہذا الکتاب تصنیف محمود الغزالی ومحمود ہذا لیس حجۃ الاسلام ومن ثم کتب
علی حاشیۃ تلک النسخۃ ہذا الشخص معتزلی اسمہ محمود الغزالی ولیس ہو حجۃ الاسلام وقال بعض
محققی الحنفیۃ ممن اخذ عن المولی سعد الدین التفتازانی ولفرض ان ذلک صدر عن الغزالی
حجۃ الاسلام فہو انما صدر حین کان ملیئا بالعلوم الجدل وحظوظ طلبۃ العلوم واما فی اخرہ امرہ
حین تخلی عن تلک الحظوظ وافیضت علیہ سجال المعارف والشہود فقد عرف الحق لاہلہ
واقرہ فی محلہ والدلیل علیہ کلامہ فی الاحیاء لیعلم نزاہۃ مولفہ حجۃ الاسلام مما نسب الیہ
اس سے بھی منخول کے جواب مین امام شمس الائمہ محمد بن عبد الستار بن محمد عمادی کردری نے
ایک رسالہ مستقلہ بکمال توضیح وتشریح بدلائل معقول ومنقول وتقریرات تحقیقی والزامی
لکھا ہی علمای حنفیہ شکر اللہ مساعیہم نے کوئی دقیقہ باقی نچھوڑا شمس الائمہ اوسی رسالہ
مین فرماتے ہین کہ منخول کی عبارت پر علمای حنفیہ سے اور امام غزالی سے مناظرہ ہوا
پھر سلطان سنجر کے مقابلے مین انکے الحاد وقتل کا فتوی ہوا جب سلطان نے تماشا
بعض بعض عبارت امام غزالی کی کتب سے ملتقط کر کے علمای حنفیہ نے سلطان کے
پیش کی سلطان نے بسبب اپنی بےعلمی کے اپنی جہالت کا عذر پیش کیا اور
اس مقدمے مین قاضی فخر الدین وسائرین سے مشورہ کیا قاضی صاحب نے قتل کا

حکم ندیا چونکہ اس مبحث کی پوری عبارت لکھنے مین فی الجملہ تطویل تھی اس لیے تھوڑی سی
عبارت اصل مبحث کی متعلق لکھا چاہتا ہون شمس الائمہ اوسی رسالہ مین فرماتے ہین واما
دعواہ انہ قلب الشریعۃ ظہر البطن وغیر نظامہا وشوش مسلکہا فباطلۃ لکونہا مخالفۃ لاجماع
الامۃ وکونہ مناقضا فی الدعوی والدعوی الباطلۃ لایسمع علیہا الدلیل فکیف اذا جہل
برہانہ وکذبہ بہتانہ وبیانہ ان الشریعۃ اسم لکلہا لالبعضہا ولاریب ان العلماء
ماخالفوہ فی کلہا بل وافقوہ فی بعضہا فیجعل الذی وافقوہ فیہ نصفہا فہواذا قرر نصف
الشریعۃ بالاجماع وہو یزعم انہ قلبہا کلہا فصار کاذبا فی قولہ مناقضا **قال** اور
معیار الحق مین جو امام ابی حنیفہ کے تابعی ہونیکا اور صحابہ سے ملاقات کا انکار ہی
اولا اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ یہ انکار کسی کتب کے حوالہ وموافق ہی یا نہین اگر
غیر حوالہ وناموافق ہو تو خیر اور اگر موافق حوالہ ہو تو کتب منقول عنہا سے ملالین
جب ملے تو اپنے لکھے کو روئین یا اصل منقول عنہم کو کچھ کہین یا لکھین **اقول** ہمارے
جناب اجتہاد مآب اپنے معیار مین تحریر فرماتے ہین کہ جناب مولف نے دعوی
لقاء ان چارون صحابہ کو کسی دلیل اور تنبیہ سے ثابت نہین کیا یعنی کوئی قول ایمہ
نقل سے مثبت اس دعوی کا نقل نہین کیا سو نقل نکرنا جناب مولف کا قول کسی
امام کا ایمہ نقل سے واسطے اثبات ملاقات امام کے سہل بن سعد وابوطفیل سے
تو ظاہر ہی لیکن ملاقات انس اور عبداللہ کی جس پر قول طحطاوی کا نقل کیا ہی
وہ بھی حقیقت مین مجرد از شاہد وبینہ ہی اس لیے کہ طحطاوی اور مثل اوسکے ایمہ
نقل سے نہین ہین اور قول ونکا اپنے عاوی کو مثبت نہین ہوسکتا جب تک کہ ایمہ
نقل سے روایت متصل نہو کیونکہ فقہای مقلدین اپنے ایمہ کی تعریف مین کیا کچھ
نہین لکھہ گئے انتہی عاجز اس کلام پر چند خدشے پیش کرتا ہی اگر جناب اجتہاد مآب
چشم انصاف سے ملاحظہ فرماوینگے تو مجھے یقین ہی کہ میری محنت کہ صرف

اظہار حق کے لیے ہی رایگان نجائیگی پہلا خدشہ ملازمان کی تقریر داب مناظرہ کے خلاف ہی حضرت سلامت صاحب تنویر الحق اس مقام پر ناقل ہین یہان آپ مانع نہین ہوسکتے نہ اون پر منع وارد ہوسکتی ہے

حسن مین حور سے بڑھکر نہین ہو نیکے کبھی	آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی

دوسرا خدشہ امام کی ملاقات کچھ انھین چار صحابی پر منحصر نہین بلکہ سوای انکے بیشتر صحابہ سے ملاقات تھی چنانچہ ابن حجر مکی جو خود ایمہ نقل سے ہین خیرات الحسان مین تحریر فرماتے ہین ثم فی مبادی شیخ الاسلام بن حجر انہ ادرک جماعۃ من الصحابۃ کانوا بالکوفۃ بعد مولدہ بہا سنۃ ثمانین فہو من طبقۃ التابعین ولم یثبت ذلک لاحد من ایمۃ الامصار المعاصرین لہ کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرۃ والثوری بالکوفۃ ومالک بالمدینۃ الشریفۃ واللیث بن سعد بمصر انتہی فہو من اعیان التابعین الذین شملہم قولہ تعالی والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعدلہم جنات تجری من تحتہا الایہ ملاحظہ فرمائیے کہ شیخ الاسلام بن حجر عسقلانی جو ایمہ نقل سے ہین صاف تحریر فرماتے ہین کہ امام کو جماعت صحابہ سے ملاقات حاصل تھی اگر آپ ابھی تاویل بعید یاد فرماکر شاید بول اوٹھین کہ ہمنے ابن خلکان کی عبارت مین ادرک کے معنی مجازی ادرک زمانہم لیا ہی تو ہم التماس کرینگے کہ حضرت سلامت یہان آپ کو ادرک کے معنی حقیقی مراد لینا ہوگا اس لیے کہ خود ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین فہو من طبقۃ التابعین اور آپ خود جانتے ہین کہ بدون روایت کے یا یون نہین کہ بدون ملاقات کے صرف معیت زمانے سے امام تابعی نہین ہوسکتے اگر پھر آپ سنبھل کر فرمائین کہ تقریب مین ابن حجر نے امام کو طبقہ سادسہ مین ٹھہرایا ہی تو ہم عرض کرینگے کہ سہی پر طبقات مین نسبت تباین کلی کی نہین ہی ایک ہی شخص باختلاف حیثیت دو طبقہ مین محسوب ہوسکتا ہی علامہ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر مین تحریر فرماتے ہین وقد یکون الشخص الواحد

من طبقتین باعتبارین پھر اگر امام باختلاف حیثیت طبقۂ خامسہ وسادسہ سے ہوئے تو اسمین
کیا استحالہ ہی ملاحظہ فرمایئے کہ خود شیخ الاسلام امام کو زمرۂ تابعین سے شمار کرتے ہین
طبقات الحفاظ ذہبی مین ہی رای انس بن مالک غیر مرۃ لما قدم علیہم الکوفۃ اور تہذیب
الکمال تصنیف ابو الحجاج مزی مین ہی رای انس بن مالک ہان حضرت یہ تو فرمایئے کہ
جب ابن حجر مکی نے امام کو والذین اتبعوہم باحسان الآیہ مین داخل کیا پھر آپ
جو فرماتے ہین کہ امام صاحب اس آیت کی مصداق تو تب ہوتے جبکہ تابعی ہوتے اور اوسکا
حال خوب روشن ہوگیا تو اسمین آپ کی ہٹ دھرمی یا تعصب ہی یا نہین
ادبا زیادہ اس سے عرض نہین کرسکتا ہ

بل زلف کے بچا ہون تو مین ایکدم مین نکالون	مونہہ ہیچ مین بترا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

تبییض الصحیفہ فے مناقب الامام ابی حنیفہ مین علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہین
ادرک الامام ابو حنیفہ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین من الہجرۃ وبہا یومئذ
عبد اللہ بن ابی اوفی فانہ مات بعد ذلک وبالبصرۃ یومئذ انس بن مالک ومات سنۃ
تسعین او بعدہا وقد اورد ابن سعد بسند لاباس بہ ان اباحنیفۃ رای انسا وکان غیرہ من
الصحابۃ بعدہ من البلاد احیاء وقد جمع بعضہم جزءا فیما ورد من روایۃ ابی حنیفۃ عن الصحابۃ
لکن لا یخلو اسنادہ من ضعف والمعتمد علی ادراکہ ما تقدم وعلی رویتہ لبعض الصحابۃ
ما اوردہ ابن سعد فی الطبقات فہو بہذا الاعتبار من طبقۃ التابعین یعنی امام سے
تو بہت سے صحابہ سے ملاقات تھی اس لیے کہ یہ کوفہ مین سنہ ۸۰ مین پیدا ہوئے
اور اون دنون عبد اللہ بن ابی اوفی خاص کوفہ مین موجود تھے اور بصرہ مین
انس بن مالک زندہ تھے کہ وہ سنہ ۹۰ یا اسکے بعد عالم آخرت کو سدہارے اور ابن
سعد کی روایت قوی سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کو حضرت انس سے ملاقات تھی اور
سوا عبد اللہ بن اوفی و انس بن مالک کے اوس زمانے مین کئی صحابہ شہرون مین

موجود تھے چنانچہ بعضے علما نے مرویات امام کو ایک جزء مین جمع کیا ہی اور بعضون نے
اسکی تضعیف کی ہی لیکن معتمد علیہ یہی ہی کہ امام کو انس و عبد اللہ بن اوفی سے ملاقات
تھی اور سوا انکے بعض صحابہ سے بھی ملاقات تھی تو بیشک امام طبقۂ تابعین سے ٹھہرے
جب امام کی ملاقات جماعت صحابہ سے بطریق اجمال بروایت ایمہ نقل ثابت ہو چکی
تو جاننا چاہیے کہ محدثین و ایمہ نقل سے بعض کہتے ہین کہ امام کو سات صحابہ سے ملاقات
تھی چنانچہ امام نے اونسے احادیث کی روایت بھی کی ہی شمس الایمہ کردری رسالہ
ردمنحول مین تحریر فرماتے ہین اخذ العلم وسمعہ من مائۃ شیخ سبعۃ منہم من الصحابۃ رضی اللہ
عنہم وہم عبد اللہ بن انیس و عبد اللہ بن جزء وانس بن مالک و جابر بن عبد اللہ و معقل
بن یسار و واثلۃ بن الاسقع وعائشۃ بنت عجرد وروی عن کل منہم حدیثا یعنی امام نے
سماع علم سو مشائخ سے کیا کہ سات اونسے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور سب سے حدیث روایت
کی تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ مین ہی قد الف الامام ابو معشر عبد الکریم بن
عبد الصمد الطبری المقری الشافعی جزء فیما رواہ الامام ابی حنیفۃ عن الصحابۃ وذکر فیہ قال الامام
ابو حنیفۃ لقیت من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ وہم انس بن مالک و عبد اللہ بن
انیس و عبد اللہ بن جزء الزبیدی و جابر بن عبد اللہ و معقل بن یسار و واثلۃ بن الاسقع
وعائشۃ بنت عجرد رضی اللہ عنہم ثم روی عن انس ثلاثۃ احادیث وعن ابن جزء حدیثا
وعن واثلۃ حدیثین وعن جابر حدیثا وعن عبد اللہ بن انیس حدیثا وعن عائشۃ بنت عجرد
الاحادیث التی وردت من غیر ہذہ الطریق اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام ابو معشر
عبد الکریم شافعی نے ایک جزء مین امام ابو حنیفہ کے مرویات صحابہ جمع کیے ہین اور
اوسمین امام ابو حنیفہ کو سات صحابی سے ملاقات و روایت مروی ہی اور بعض
کہتے ہین کہ امام کو آٹھ صحابہ و ایک صحابیہ سے سماع تھی اور بعضے کہتے ہین چھہ صحابہ
اور ایک صحابیہ سے اور بعضے کہتے ہین پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ سے اور بعضے کہتے ہین

چودہ صحابہ سے عقود الجمان مین ہی وذکر جماعۃ ممن صنف فی المناقب وغیرہم ان الامام
اباحنیفۃ رضی اللہ عنہ سمع ثمانیۃ رجال من الصحابۃ وامرأۃ وہم انس بن مالک وعمرو بن حریث
وعبداللہ بن انیس وعبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی وجابر بن عبداللہ وعبداللہ
بن ابی اوفی وواثلۃ بن الاسقع ومعقل بن یسار وعائشۃ بنت عجرد وقال بعضہم
ستۃ وامرأۃ وقال بعضہم خمسۃ وامرأۃ وقال بعضہم اربعۃ عشر رجلا ولم یسمہم اب ہم
اون صحابہ کا نام بیان کیا چاہتے ہین جنکی ملاقات سے امام تابعی ہوئے اور بعض
صحابہ سے روایت مسلسل بھی بیان کیے دیتے ہین اور اوسکے ضمن مین آپکے
خدشات کے جواب بھی لکھے دیتے ہین تا ناظرین سمجھ جائین کہ وہ صرف عدم مزاولت
فن حدیث سے ناشی ہوئے ہین امام جن صحابہ کی ملاقات سے شرف اندوز ہوئے
اونمین سے پہلے انس بن مالک ہین امام نے ان سے روایت بھی کی
ہی تبییض الصحیفہ مین ہی قال ابو معشر فی جزئہ انا ابو عبداللہ الحسین بن محمد بن
منصور الفقیہ الواعظ ثنی ابو ابراہیم احمد بن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن حمدان
الحنفی ثنی ابو سعید اسمعیل بن علی السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البراوثی
ابو سعید الحسین بن محمد بن المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلب بن
المفلس الحمانی ثنی بشر بن الولید الفانی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ سمعت انس
بن مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طلب العلم فریضۃ
علی کل مسلم وبہ عن انس رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدال علی الخیر
کفاعلہ وبہ عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب اغاثۃ
اللہفان ملا زمان نے معیار مین اس مقام پر تین شبہے بیان کیے ہین پہلا شبہہ
طحطاوی وغیرہ نے سند متصل الی الامام روایت نہین کیا اور روایت معلق بلا سند
جمہور علما کے نزدیک حجت نہین کما فی النخبۃ وشرحہ اسکا جواب سنیے طحطاوی کی

سند متصل بیان نہ کرنے سے کچھہ یہ لازم نہین آتا کہ سند متصل اسکی پائی نہین جاتی دیکھیے ہمنے خاص ان احادیث مین اور سوا اسکے دوسری احادیث مین سند متصل بیان کردی ہی مجھے کمال تعجب ہی کہ صرف طحطاوی کی سند متصل بیان نکرنے سے آپ ایسی بھونڈی تقریر کر بیٹھے جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ طحطاوی کی سند متصل بیان نہ کرنے سے امام کا لقا ثابت نہین ہوتا آپ ہی انصاف کیجے کہ اختصاراً علما ہزارون احادیث کو بلا سند ذکر کرتے ہین تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہی کہ اونکے لیے سند ہی نہین ہی اور وہ سب معلق و غیر قابل احتجاج ہین دوسرا شبہہ یہ ہی کہ جو تین حدیثین مروی امام نے کین انس رض سے مولف نے طحطاوی سے نقل کین ہین وہ تینون موضوع ہین نزدیک اکثر کے خاص کر حدیث پہلی کہ اوسکو بہت سارے علماء نقادنی موضوع کیا ہی پس کسطرح ہمعصری سے روایت کرنا ضم کر کے بنا بر مذہب مسلم کے ملاقات امام کی انس سے ثابت کہوگے اب موضوع ہونا اس احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر تذکرۂ موضوعات مین فرماتے ہین کہ طلب العلم فریضة الحدیث مروی ہی انس رض سے کئی طریقون سے جو سب کے سب واہیات ہین اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ اس مضمون کی کوئی بھی حدیث ثابت نہین اور ایسا ہی کہا ہی ابن راہویہ اور ابو علی نیشاپوری نے اور حاکم نے اقول ایسا ہی کہا ہی نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة مین اور کہا ابن حبان کذا فی الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة للقاضی محمد بن الشوکانی انتہی اسکا جواب سنیے اولاً ان عبارتکی فصاحت و بلاغت پر بعض سامعین وجد کرتے ہین بعض واہ واہ کر کے لوٹ جاتے ہین کیا کہنا ہی سچ تو یہ ہی کہ یہ حسن ترکیب و ادای مطالب آپ ہی کے حصے ہی ص

ہین اور بھی دنیا مین سخنور بہت اچھے	کہتے ہین کہ غالب کا ہی انداز بیان اور

ثانیاً ابن طاہر حنفی کی عبارت نقل کرنے مین کچھہ خیانت ہوی ہی دیکھیے

اوسمین صاف لکھا ہی کہ لکن قال العراقی قد صحح بعض الائمہ بعض طرقہ وقال المزی ان طرقہ تبلغ رتبۃ الحسن انتہا فوائد مجموعہ سے تصحیح نقل چاہتا ہون رانقعا حدیث رتبہ حسن کو بلکہ رتبہ صحیح کو پونہچی ہی کچاس طرق سے مروی ہی تبییض الصحیفہ مین ہی قال الحافظ جمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبۃ الحسن قلت وعندی انہ تبلغ رتبۃ الصحیح لانی وقفت لہ علی نحو خمسین طریقا وقد جمعتہا فی جزء رانقعا ملازمان نے اگرچہ سابقا احادیث ثلثہ کی موضوعیت کا بڑی ہوم دہام سے دعوی کیا تھا مگر دوسری تیسری حدیث کی موضوعیت مین کوئی لولی لنگڑی تقریر بھی پیش نکر سکے بقدر ضرورت انکا احوال بھی لکھے دیتا ہون تبییض الصحیفہ مین ہی الحدیث الثانی متنہ صحیح ورد من رواۃ من الصحابۃ وصلہ فی صحیح مسلم من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ والحدیث الثالث متنہ صحیح ورد من رواۃ جمع من الصحابۃ وصححہ الضیاء المقدسی فی المختارۃ من حدیث بریدۃ تیسیر اسکہ مثبت نافی پر مقدم نہین ہو سکتا بلکہ اگر کسی نافی کی تائید دلیل سے پائی جاتی ہو تو وہ مثبت کا معارض ہو سکتا ہی جیسے خبر نکاح ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بعض کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام مین اونسے نکاح کیا بعض کہتے ہین کہ بعد احرام کے حل مین نکاح کیا یہان نافی کہ خبر احرام ہی مثبت یعنی خبر حل کا معارض ہو سکتا ہی اس لیے کہ اس نافی پر دلیل پائی جاتی ہی خبر دینے والے نے محرم کی ہیئت مخصوصہ دیکھہ کے احرام کی خبر دی ہی ورنہ بغیر ہیئت احرام کے کسیکو محرم نہین کہہ سکتے ایسا ہی سماع وعدم سماع کا حال ہی اسکا جواب سنیے نفی سماع تو وہی نفی اصلی ہی اسپر کوئی دلیل بھی نہین اس لیے کہ اس نفی کے لیے کوئی ہیئت مخصوصہ نہین پائی جاتی تو صریح قیاس مع الفارق ہوا اور مثبت بسبب زیادۃ علم کے نافی پر مقدم ٹھہرا اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ مین علامہ سیوطی فرماتے ہین ان المثبت مقدم علی النافی معہ زیادۃ علم دوسرے واثلہ بن الاسقع ہین امام نے ان سے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ

عبدالرحمن سہمی

مین ہی ثم قال ابو معشر انا ابو عبد اللہ ثنی ابو ابراہیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید الحسینی
بن احمد ثنی علی بن احمد الحسینی التمیمی البصری ثنی احمد بن عبد اللہ بن حرام ثنی مظفر بن
سہل بن موسی بن عیسی بن المنذر الحمصی ثنی ابی ثنی اسمعیل بن عیاض عن ابی حنیفۃ
عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دع ما یریبک الی
ما لا یریبک وعن واثلۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تظہر الشماتۃ باخیک فیعافیہ اللہ
ویبتلیک اقول الحدیث الاول متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ وقد صححہ الترمذی و
ابن حبان والحاکم والضیاء من حدیث الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما والحدیث
الثانی اخرجہ الترمذی من وجہ آخر عن واثلۃ وحسنہ ولہ شاہد من حدیث ابن عباس رضی اللہ
عنہما جب ملازمان سے ان احادیث مرویہ کی موضوعیت مین کچھہ بن آئی تو معیار مین یون
ارشاد فرمایا کہ واثلہ بن الاسقع کی ملاقات عقلا محال نہین تو عادۃ تو محال ہی اور منقول
نہونا اوسکا کسی ایمہ نقل مین سے مرجح دوسرا ہی اور وجہ استحالہ عادی کی یہ ہی کہ واثلہ
نے بقول متفق علیہ کے سن پچاسی مین ملک شام مین بیچ شہر دمشق کے وفات پائی
ہی اور امام صاحب اوس زمانے مین پانچ برس کے لڑکے تھے اور یہ بات کہ امام صاحب
پانچ برس کے لڑکے ہو کر دمشق مین واسطے ملاقات واثلہ کے تشریف لیگئے ہون ثابت
نہین اور عقل سلیم کو بھی انکار ہی کہ پانچ برس کے لڑکے سے یہ امر صادر ہوا تھی اس تقریر
مین اپنی ملاقات کو جو عقلا محال نہین ٹھہرایا پہلے اسکا شکرادا کرکے التماس کرتا ہون
کہ حضرت سلامت جسطرح یہ عقلا محال نہین ہی عادۃ بھی محال نہین ہی کیا پانچ سات برس
کے لڑکے اپنے والدین یا یون کہین کہ مکلفین پرورش کے ساتھہ سفر نہین کر سکتے
پھر اگر امام کسی کے ساتھہ دمشق گئے ہون یا واثلہ رضی اللہ عنہ کسی ملک کو گئے ہون کہ
وہان پر امام صاحب بھی موجود ہون اور سماع حدیث کیا ہو تو کچھہ بعید نہین اور جمہور کا
مسلک یہ ہی کہ صغیر کی سماع معتبر ہی اگرچہ وہ پانچ برس کا ہو اور اگر امام کی ولادت سنہ مین

تسلیم کیجای تو اوسوقت امام پندرہ برس کے ہونگے اور پندرہ سالکے لڑکے تو تنہا ملک ملک کی سیر کر سکتے ہین اور سماع اونکی بخوبی معتبر ہو سکتی ہی ہان حضرت تیغ فرماتے کہ جب ملاقات خود محال عادی ٹھہری تو ایمہ نقل سے اس روایت مسلسل کے باب مین کیا ارشاد ہوتا ہی سه

الہی تازنم در ہر خم گیسوی او دستے	کرامت کن مراچون شاخ سنبل موبموے دستے

تیسرے عبد اللہ بن انیس

امام نے ان سے بھی روایت کی تبیض الصحیفہ مین ہی ثم قال ابو معشر انا ابو عبد اللہ ثنی ابو ابراہیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی بن محمد بن اسحاق السمانی ثنی ابو حسن علی بن اموبتہ الاسوادی ثنی ابو داؤد الطیالسے عن ابی حنیفۃ قال ولدت سنتہ ثمانین وقدم عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ الکوفۃ سنتہ اربع وتسعین درایتہ وسمعت منہ وانا ابن اربعۃ عشر سنتہ سمعتہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک الشئی یعمی ویصم ہذا الحدیث رواہ ابو داؤد فے سننہ من حدیث ابی الدرداء اس مقدمے مین معیار بین ملا زمان فرماتے ہین تو دیکھو کہ جابر بن عبد اللہ وعبد اللہ بن انیس بالاتفاق قبل تولد امام کے وفات پا چکے تھے اور قطع نظر سب محققین کے کلام سے امام نواوی ہی کے قول سے تقدیم وفات اون دونونکی تولد امام پر ثابت ہو رہی ہی تو انصاف سے کہو کہ ان موتی سے ملاقات کا دعوی کرنا کیا مخالف عقل ونقل کے ہی انتہی عاجز کہتا ہی کہ عبد اللہ بن انیس کا ۵۴ھ مین انتقال سہی مگر ہم کب کہتے ہین کہ امام نے اونسے روایت کی عبد اللہ بن انیس پانچ گذرے ہین اونمین سے کسی سے امام نے روایت کی ہو گی تبییض الصحیفہ مین ہی وصعب منہا ان یقال ان عبد اللہ بن انیس الجہنی الصحابی المشہور مات سنتہ اربع وخمسین قبل مولد ابی حنیفۃ بدہر والجواب ان الصحابۃ المسلمین عبد اللہ بن انیس خمسۃ فلعل الذی روی عنہ الامام ابو حنیفۃ واحد اخر منہم غیر الجہنی

المشہو اور اگر یہ کہیے کہ سوای جہنی کے کوی عبداللہ کوفے کو نہین گئے تو ہم کہین گے
کہ آپ کو ان جزئیات کی کیا خبر اور جسکو عبداللہ خمسہ کے احوال سے بخوبی اطلاع نہین اوسکا
ایسا حکم قطعی عام کیا قابل قبول ہو سکتا ہی ہان آن حضرت یہ فرمائیے کہ وفات
عبداللہ بن انیس الجہنی ہین تو بلا ضرورت تقریب کے عبارت نقل کی گئی اور حافظ
ابن حجر عسقلانی کا قول مقبول ہوا لیکن خود حافظ ابن حجر عسقلانی جو امام کو تابعی
کہتے ہین اور حضرت انس وغیرہ کی رویت بیان فرماتے ہین اس باب مین
وہ کیون غیر معتبر و متہم ٹھہرائے گئے ؎

کس روز تہمتین نہ تراشا کیے عدو	کس روز میرے سر پہ نہ آرے چلا کیے

چوتھے عبداللہ بن ابی اوفی امام نے انسے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ
مین ہی قال ابو معشر انا ابو عبداللہ ثنی ابو ابراہیم انا ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید بن
السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی الدمشقی ثنی ابو الحسن علی بن غیاث القاضی
البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی بن عباس الجلودی عن السمان یحیی بن القاسم
عن ابی حنیفۃ سمعت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ اقول ان الحدیث متنہ صحیح
بل متواتر ملا زمان نے اس مقام پر طحطاوی کے کلام پر لانسلم لگا کے سند متصل ائمہ
نقل سے چاہی تھی عاجز نے حسب الطلب اوسکو حاضر کر دیا زیادہ کیا عرض کرون ؎

نہ حسنت آخری دارد نہ سعدی را سخن پایان	بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

پانچوان عایشہ بنت عجرد امام نے انسے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ
مین ہی وبہ الی ابی سعید السمان ثنی ابو محمد عبداللہ بن کثیر الرازی ثنی عبدالرحمن بن
ابی حاتم الرازی ثنی عباس بن محمد الدوری ثنی یحیی بن معین عن ابی حنیفۃ انہ سمع
عن عایشۃ بنت عجرد رضی اللہ عنہا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ اقول ہذا الحدیث متنہ صحیح اخرجہ ابو داؤد
من حدیث سلمان وصححہ الضیاء فی المختارۃ ملا زمان معیار مین عایشہ بنت عجرہ کی صحابیت کا
انکار جو کرتے ہین تو مسند خوارزمی وغیرہ دیکھیے اوسمین اونکی صحابیت اختیار کی گئی ہی
ہان حضرت یہ تو فرمایئے کہ جب آپ حافظ ذہبی کو جلیل الشان وعلو المکان فرماتے
ہین اور اونکی تقلید سے عایشہ کو غیر صحابی ٹھہراتے ہین تو اس خاص مسئلہ یا البعیت
مین اونکی اقتدا کیون نہین کرتے طبقات کی عبارت سابقا عرض کر چکا ہون ۵

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست	ہم قصہ غریب وحدیث عجیب ہست

چھٹے جابر بن عبد اللہ امام نے ان سے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ مین
ہی وقال ابن النجار انا القاضی ابو الحسین عبد الرحمن احمد عن ابی عبد اللہ البلخی ثنی
ابو الفضل بن حرون قال قرأت علی القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن
بن محمد الراجی ثنی ابی ثنی محمد بن عبد اللہ انا ابو علی الحسن بن علی الدمشقی ثنی الحسن
بن عباس القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی الجلودی محمد بن عباس عن السہامی
یحیی بن القاسم عن ابی حنیفۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من الانصار
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا رسول اللہ ما رزقت ولدا قط ولا ولد لی ولد قال
فاین انت عن کثرۃ الاستغفار والصدقۃ یرزق اللہ بہا الولد قال فکان الرجل
یکثر الصدقۃ ویکثر الاستغفار فولد لہ سبعۃ من الذکور ملا زمان معیار مین ارشاد فرماتے
ہین کہ جابر بن عبد اللہ امام کے تولد کے قبل انتقال کر چکے تھے سوا ے جوابات
ماسبق کے اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ اسے ہم تسلیم نہین کرتے اس لیے کہ جابر
بن عبد اللہ سے روایت مسلسل موجود ہی اور اس مقدمے مین امام ابو معشر وشمس الائمہ
کی عبارت نقل کر چکا ہون اور اگر بالفرض اسکی روایت مین وہ مجہول بھی ہوے
تو وہ موضوع نہین ہو سکتی سوا اسکے علامہ جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ مین

اور امام ابو معشر نے اپنے جزء مین حدیث موضوع نہین لکھی ہی اور ان حضرات کی عظمت وشان اسکے مقتضی بھی نہین اگر کسیکو کسی اسانید کے ضعف مین بحث ہو تو ہم کہتے ہین کہ ضعیف و موضوع مین آسمان و زمین کا فرق ہی اور ضعیف کی روایت صحیح ہی اوسمین لفظ وارد فیہ کذا کہہ سکتے ہین تبییض الصحیفہ مین ہی وحاصل ما ذکرہ ہو وغیرہ الحکم علی اسانید ذلک بالضعف وعدم الصحۃ لا بالبطلان وحینئذ یسہل الامر فی ایرادہا لان الضعیف یجوز روایتہ ویطلق علیہ انہ وارد ساتوین معقل بن یسار امام نے ان سے بھی روایت کی امام شمس الائمہ کردری جو امیہ نقل سے ہین رسالہ رد منخول مین فرماتے ہین وروی عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علامات المومن اذا حدث صدق واذا وعد اوفی واذا استنصح نصح واذا اوتمن ادی آٹھوین عمرو بن حریث یہ ۸۵ھ یا ۹۸ھ مین عالم بقا کو تشریف لیگئے اگر تسلیم کیا جاے کہ ۸۵ھ کو عالم بقا کو سدھارے اوسوقت امام کی عمر پانچ سالکی ہوگی ور جمہور محدثین کا مسلک ہی کہ پانچ سالکے لڑکے کی سماع معتبر ہی خیرات الحسان مین ہی واعترض بان الصحیح انہ مات سنۃ خمس وثمانین والقول بانہ عاش الی سنۃ ثمان وتسعین لم یثبت واجیب بان الصواب الذی علیہ جمہور المحدثین واستقر علیہ العمل ان الصغیر اذا تیرج سماعہ وانکان ابن خمس سنین او اقل نوین ابو الطفیل عامر بن واثلہ یہ مکے مین تمامی صحابہ کے بعد ۱۰۲ سنہ مین جنت کو سدھارے خیرات الحسان مین ہی ووفاتہ سنۃ عشر ومأتہ بمکۃ وہو آخر الصحابۃ موتا دسوین سہل بن سعد یہ ۸۸ھ مین یا اسکے بعد خلد برین کو تشریف فرما ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم سہل بن سعد ووفاتہ سنۃ ثمان وثمانین وقیل بعدہا گیارھوین سائب بن خلد یہ عالم آخرت کو ۹۱ سنہ مین تشریف فرما ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم السائب بن خلد بن سوید ووفاتہ سنۃ احدی وتسعین بارھوین سائب بن یزید یہ سنہ ۹۱

یا ۹۲ھ یا ۹۴ھ مین بہشت مین داخل ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم السائب
بن یزید بن سعیدؓ وفاتہ احدی اثنین او اربع وتسعین تیرھوین عبد اللہ بن لبید
یہ ۹۹ھ مین دار آخرت مین رونق افروز ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم عبد اللہ بن
لبیدؓ وفاتہ ست وتسعین چودھوین محمودؓ بن ربیع یہ ۹۹ھ مین دار البقا کو سدھارے
خیرات الحسان مین ہی ومنہم محمود بن ربیع وفاتہ تسع وتسعین ان حضرات سے امام کو
ملاقات تھی شاید حدیث بھی روایت کی ہو اور تابعیت کے لیے صرف ملاقات کافی
ہی کچھ روایت ضرور نہین شرح عین العلم مین ملا علی قاری فرماتے ہین قلت الاصح زیادة
کونہ من التابعین اتفاقا علی اختلاف فی انہ ہل روی عن الصحابة ام لا اس عبارت سے
یہ بھی سمجھا گیا کہ امام کے تابعی ہونے مین علما کو اتفاق ہی ہے یہانتک صرف اون
صحابہ کے نام نامی ذکر کیے ہین جنسے روایت یا ملاقات امام کی ایمہ نقل سے ہے ہین ملی
ہمارا یہ مقصود نہین ہی کہ امام کو سواے انکے کسی دوسرے صحابی سے روایت یا ملاقات
نہوی یا اگر کسی ایمہ نقل سے منقول ہو تو وہ غلط سمجھی جائیگی یا قابل تاویل بعید ہوگی
بعض بعض صحابہ ۱۱۰ھ یا ۱۲۰ھ تک زندہ تھے اور اوسوقت امام چالیس یا پچاس برس کے ہو چکے
پھر اگر سوا اونکے کسی سے ملاقات ہوی تو محال نہین علامہ سیوطی نے رسالہ تبییض الصحیفہ
فیمن عاش من الصحابة مائة وعشرین مین صحابہ کے نام نامی لکھے ہین یہان بلحاظ اختصار کے
سب کا نام نہین لکھہ سکتا اس لیے صرف چند اشعار پر اکتفا کرتا ہون ؎

وقد عاش من صحب النبی جماعة	الی منتہی العمر الطبیعی فاعدد
حکیم وحسان خویطب جمیعہم	وسعد بن یربوع وعاصم بن عدی
وحمزة الحلاج نافع نافعہم	وسعد ہو العرفی وعبد بن محمد
کذا ابو شداد منتجع فخذ	فقیہا لتمانیف حسان لمورد

الحمد للہ کہ ناظرین پر ہماری اس تقریر سے تابعیت امام کی کالشمس فی رابعة النہار

ظاہر ہو گئی اگر اس دکھانے پر کوئی نہ دیکھے اور اس سمجھانے پر نہ سمجھے تو اوسکا قصور ہی ہے ؎

گر ز خورشید بوم بے بہرہ ست	از پے ضعف خود نہ از پی اوست

دلّی دور ہی ورنہ خود حاضر ہو کر تابعیت امام کا فسانہ سناتا ملا زمان کو خواب غفلت انکار سے جگاتا قصور معاف دو چار کتابیں پڑھ پڑھا لینے سے کوئی شخص محدث نہیں ہو جاتا اور حاشیہ رد المحتار بغل میں دبا لینے سے فقیہ نہیں کہلاتا آپ بللہ میری اس ناچیز تقریر کو ملاحظہ فرمائیے اور اپنی لن ترانی سے باز آئیے ؎

آشیانہ کو شانہ سے ملا دیکھ	قد میں ہمیں کچھ بلند ہونگے

قال زمانۂ حضرت امام میں احادیث غیر مدون و منتشر و پریشان تھے وجدان و حصر اوسکا بہت دشوار و مشکل تھا اور حال پانے نہ پانے کا کتاب دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب میں دیکھنا چاہیے وہ مصنف و مصنف نہایت نامی و معتبر و مقبول ہی قال الامام الشعراوی ان عذر ابی حنیفۃ فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ الاحادیث صحیحۃ الیہ فی زمنہ **اقول** ہم تو دراسات و صاحب دراسات کو معیار و صاحب معیار سے بڑھ کر نہیں سمجھتے اگر امام کے مطاعن میں ایسے ایسے حضرات کا قول مقبول ہو تو غضب ہی ہے ؎

تمباکو کا پینڈا کبھی عنبر نہیں ہوتا	اور لونگ کا دانہ کبھی گوہر نہیں ہوتا

باقی رہا امام کا علم و فضل اس مقدمے میں حدیث صحیح وارد ہی تبییض الصحیفہ میں ہی اقول وقد بشر صلی اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفۃ فی الحدیث الذی اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس یہاں علم سے کچھ علم منطق و بحث ہیولی و صورت مراد نہیں ہو سکتا بلکہ علم دین مراد ہی تو ماشاء اللہ امام کی یہ شان ٹھہری کہ اگر علم دین ثریا کے نزدیک ہوتا تو سمجھتے چنانچہ امام نے ایسا ہی کر دکھایا

سوای صحابہ کے چار ہزار اونکے شیخ تابعی تھے خیرات الحسان مین ہی وقد ذکر
منہم الامام ابوحفص الکبیر اربعۃ آلاف شیخ وقال غیرہ لہ اربع آلاف شیخ من التابعین
فما بالک بغیرہم کوفے مین اولا حدیث کا بندوبست انہین سے ہوا کوئی شخص اونسے
بڑھ کر عمرو بن دینار کی حدیث کا عالم نہ تھا یہ تبحر وجلالت علم حدیث مین کیا
کم ہی خیرات الحسان مین ہی وروی الخطیب عن سفیان بن عیینۃ انہ قال اول
من اقعدنی للحدیث بالکوفۃ ابوحنیفۃ قال لہم ہذا اعلم الناس بحدیث عمرو بن دینار وہذا
العلم جلالۃ مرتبۃ فی الحدیث پھر جس شخص کے علم کی نسبت خود سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم ایسی بشارت فرمائین اور وہ خود تابعی ہون یعنی اکثر صحابہ سے اونسے
ملاقات ہو اور بعضون سے روایت بھی ہو اور چار ہزار تابعین اونکے شیخ بھی ہون
تو ایسے شخص کی نسبت عدم بلوغ حدیث کی تہمت عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کر سکتی
عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان مین علامہ محمد بن یوسف بن علی الدمشقی
فرماتے ہین وقال غیرہ ترک الامام ابوحنیفۃ رحمہ اللہ العمل باحادیث احاد وقدم القیاس علیہا واعتذر
عنہ بامور الاول عدم اطلاعہ علی بعضہا وفیہ بعد پھر امام شعراوی کا قول اس باب مین قابل قبول نہ رہا

دلم چندین فسون از چشم ترکان خطا دیدہ	فریبم کی دہد نرگس کہ چشم چشمہا دیدہ

قال معیار الحق مین ہی معنی تقلید کے اصطلاح مین اہل اصول کی یہ ہین کہ مان لینا
اور عمل کر لینا ساتھ قول بلا دلیل اس شخص کے جسکا قول حجت شرعی نہو انتہی مآل
اس تعریف کا یہی ہی کہ تقلید کہتے ہین عمل کو بقول مجتہد کے اور قول مجتہدون کا
دلیل شرعی نہین اور لفظ بلا دلیل صفت قول کی ہی اور قول بلا دلیل سے مراد ایسا
قول ہی جو غیر دلیل شرعی ہی یعنی وہ قول دلیل شرعی نہو اسوقت مین معنی قول
صاحب معیار الحق کے یہ ہین کہ مان لینا اور عمل کرنا ساتھ ایسے قول کے کہ وہ
قول دلیل شرعی نہین اور وہ قول اوسکا ہو جسکا قول دلیل شرعی نہو اور مجتہد کا قول دلیل

شرعی نہیں اقول اس مقام پر مغلطہ عظیم ہوا ہی لفظ بلا دلیل صفت قول کی نہیں ہی بلکہ بلا دلیل متعلق عمل کا ہی یعنی عمل کرنا بغیر تفحص سبب وجوب عمل اور اقامت ان کی ایسے شخص کے قول کے ساتھ جسکا قول احدی الحجج الشرعیہ نہیں ہی اس لیے کہ کلام منقول جناب معیار سے یہ بات ثابت ہی کہ مشہور اور معروف درمیان اکثر اہل اصول کے یہ ہی کہ عامی مقلد ہی مجتہد کا پھر اتباع عامی کا واسطے مجتہد کے تقلید قرار پایا اور بناء کلام کی متبادر اور معروف پر چاہیے نہ اوسکے خلاف پر مسلم الثبوت میں ہی التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجة کاخذ العامی والمجتہد من مثلہ فالرجوع الی النبی علیہ السلام او الی الاجماع لیس منہ وکذا العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لایجاب النص ذلک علیہما لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتہد قال الامام وعلیہ معظم الاصولیین ٥

جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اونکو غیر	کیا سکھا سکیگا سکھاتا کوئی ہم سے سیکھ جاے

قال اور رسالہ العمل بالحدیث میں جو خاص خلفائے خاندان مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہی صریح مرقوم ہی کہ قول مجتہد کی دلیل و ماخذ کو دریافت کر لینا چاہیے قولہ تا وقتیکہ حکم در قرآن و حدیث مصرح و ظاہر یافتہ شود اجتہاد را دخل نباید داد خلاف آن اگر در کتب مجتہدین برآید از ان چشم پوشی نمودہ دستاویز با قرآن و حدیث ضرور است وگرنہ نسخ قرآن و حدیث از قول مجتہدین لازم خواہد آمد ابی حنیفہ رح کہ سر قافلۂ اہروان اجتہاد بود از ان دو قول مروی ہستند کہ خانۂ دین را محکم از دو ستون اعظم دارید اول آنکہ اگر قول مرا مخالف حدیث بیابید بدیوار بزنید صاف معلوم گشت کہ در مخالفت اقوال مجتہدین شنیدن راہ خروج از دائرہ تقلید آن امام نمودن ست ہرگز مرتکب این کار حنفی نیست دوم آنکہ جائز نیست کسی را عمل نمودن بقول من تا آنکہ نداند کہ این سخن از کجا گفتہ ایم معلوم مے شود کہ بقول آن امام بیجا با تمسک نمودن و فکر در دلائل و وجوہ قیاس نمودن ہرگز مرضی این امام نیست و آن امام در دنیا از فرمودن ہمین دو قول بروز قیامت از مواخذۂ الٰہی نجات خواہد یافت ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب

ومقلدان ہمچنین گرفتار خواہند ماند ہمین ہی کہ شاگردان ہمہ رحمہم اللہ تعالی اچون از قول اساتذہ اطمینان حاصل نگشتہ دامن خود ازان مقام برداشتہ رفتند امام محمد را اینقدر خلاف از امام اعظم است کہ آنرا اگر مذہب علحدہ گویند بجاست و متاخرین چہ قدر اقوال متقدمین را ساقط نمودہ اند غرض این ست کہ در ساقط نمودن قول کہ مخالف حدیث و قرآن باشد باکی نکنند و علمای بسیار باینمعنی تصریح و تاکید نمودہ اند جای تنگ گنجایش بیان ہمہ ندارد

اقول مشہور تو یہ ہی کہ وہ رسالہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی کا تصنیف ہی تنبیہ الغافلین کے ساتھہ اس رسالہ کو کسی نے چھاپا ہی اوسکے اخیر مین بھی انھین کا نام نامی لکھا ہی یہ حضرت لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل تھے ایسے لوگونکا قول تمھارا خصم کب مانتا ہی

| آفتابے بنماید انجم سوز | بچراغے شبت نگردد روز |

پھر سنو امام جو فرماتے ہین اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اوسکے معنی یہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہمنے اپنے اجتہاد سے کہا ہی اوسے چھوڑو پھر جو قول انکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کے موافق ہو تو وہ حقیقت مین انکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہی اوسکے چھوڑنے کے کچھہ معنی نہین پھر یہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کے حق مین نہین ہی کیونکہ اگر حکم عام ہوتا تو یون فرماتے اترک قولی لکل من سمع خبر الرسول یعنی جو کوئی کہین سے کوئی حدیث سنے تو چھوڑ دے ہمارے قول کو بلکہ یہ حکم امام کا خطاب خاص ہی اپنے شاگردون کے لیے کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تھا اور اونکو لیاقت و قدرت حدیث پر عمل کرنے کی تھی اور یہ جو ارشاد ہوا کہ جائز نیست کسی را عمل نمودن بقول من تا آنکہ نداند کہ این سخن از کجا گفتہ ام بجای خود درست ہی اس لیے کہ یہ حکم خاص مجتہدین کے لیے ہی قال السید السمہودی الشافعی قال الصیدلانی انما نہی الشافعی عن التقلید لمن بلغ رتبۃ الاجتہاد فمن قصر عنہا فلیس لہ الا التقلید پھر اوس سے یہ سمجھنا کہ بقول آن امام بے محابا تمسک نمودن

وفکر در دلائل و وجوه قیاس نمودن ہرگز مرضی این امام نیست دلیل خوش فہمی ہی جنکو اولہ
کی سمجھ نہین انکو یہ مرتبہ کہان نصیب اور یہ کہان سے معلوم ہوا کہ امام انہین اقوال کے
فرمانے سے مواخذہ الٰہی سے نجات پائینگے خیرات الحسان مین ہی و ذکر بعض اہل المناقب
انہ لما حج حجۃ الوداع اعطی لسدنۃ نصف مالہ لیمکنوہ من الصلوۃ داخل الکعبۃ یقرا نصف القرآن قائما
علی رجل ثم نصفہ الآخر قائما علی الاخری وقال یا رب عرفتک حق معرفتک وما عبدناک
حق العبادۃ فہب لی نقصان الخدمۃ لکمال المعرفۃ فنودی من زاویۃ البیت عرفت فاحسنت
واخلصت الخدمۃ غفر لک ولمن کان علی مذہبک الی قیام الساعۃ اور یہ جو ارشاد ہوا کہ ہمی
کہ شاگردان ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ ایچون از قول اساتذہ اطمینان قلب حاصل نگشتہ رجوع
ازان مقام برداشتہ رفتند صریح غلط فہمی ہی علامہ شامی فرماتے ہین قال فی الولوالجیۃ
من کتاب الجنایات قال ابو یوسف ما قلت قولا خالفت فیہ ابا حنیفۃ الا قولا قد کان قالہ
وروی عن زفر انہ قال ما خالفت ابا حنیفۃ فی شیء الا قد قالہ ثم رجع عنہ فہذا اشارۃ الی انہم
ما سلکوا طریق الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتہاد ورای اتباعا لما قالہ استاذہم ابو حنیفۃ
وفی آخر الحاوی القدسی واذا اخذ بقول واحد منہم یعلم قطعا انہ یکون بہ آخذا بقول ابی حنیفۃ
فانہ روی عن جمیع اصحابہ من الکبار کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن بن زیاد انہم قالوا ما قلنا
فی مسئلۃ قولا الا وہو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علیہ ایمانا غلاظا فلم یتحقق فی
الفقہ جواب ولا مذہب الا لہ کیف ما کان وما نسب الی غیرہ الا بطریق المجاز للموافقۃ
اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ امام ابو یوسف ومحمد وغیرہ رحمہم اللہ نے امام سے خلاف
نہین کیا ہی بلکہ ہمیشہ قول امام کے تابع رہے انکی اتباع بعینہ امام کی اتباع ہی پھر جو
قول کہ ان حضرات کی طرف منسوب ہی بطریق مجاز کے ہی فی الواقع وہ امام ہی کا
قول ہی بہرحال جناب ولایت مآب کی خوش فہمی اسی ورقے رسالہ سے ظاہر ہی سو

واعظ شہر کہ مردم ملکش میخوانند		قول ما نیز ہمین است کہ او آدم نیست

جب خدا کے فضل سے مبحث تقلید سے بھی فراغت حاصل ہو چکی تو ایضاح الحق کے مقدمے
مین مختصر اچھی بحث کیا چاہتا ہون قال یہ کہنا کہ سفر السعادت مجد الدین فیروزآبادی
کی تصنیف کو دیکھ کے بھی لوگ بگڑنے چاہتے تھے پھر اوسکا رد شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت مین کیا تب لوگ تھم گئے بدگمانی و نافہمی و نادانی ہی ہ

چراغے را کہ ایزد بر فروزد	ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

کوئی اہل علم و صاحب عقل اوسکو باور نکریگا کہ امام اللغۃ ماہر الحدیث والفقہ مجد الدین
فیروزآبادی صاحب قاموس گمراہی یعنی بگڑنے کی بات لکھینگے المرء یقیس علی نفسہ ہ

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنۂ نیکان برد

اور مناسب ہی کہ ثابت کرین کہ کون کون بات بگڑنے کی ہین اور شیخ عبد الحق
دہلوی نے کیا اور کس طرح رد کیا اقول مولوی صاحب کا ارشاد ٹھیک ہی
اگر تم شرح سفر السعادت دیکھے ہوتے تو شاید ایسا نہ کہتے ہ

ناصحا دل مین ہی اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم	لاکھ نادان ہوئے کیا تجھسے بھی نادان ہونگے

شرح سفر السعادت مین ایک لمبی تمہید کے بعد لکھا ہی چہ مطالعہ این کتاب متبعین
مذاہب مجتہدین را موجب انبعاث وحشت و اثارت شبہت گشتہ و در وادی تردد
و ہامۂ حیرت انداختہ بسوء ظن برائمۂ مجتہدین و تغلیط و تخطیۂ علمای راسخین مبتلا گردانند
این ضرری سخت عظیم ست الی آخرہ قال پھر دوسرے مقام پر بھی ہی بدانکہ شیخ مصنف
رحمہ اللہ تعالی و تقدس درین خاتمہ بسیار توغل نمودہ و مبالغہ کار فرمودہ است
در مقام انتقاد آمدہ و تقلید بعضی ازین قوم کہ متوغل اند درین باب کردہ بر جملۂ از
احادیث جرح و طعن نمودہ است بر بعضے حکم بصحت کردہ و بر بعضے بعدم ثبوت
و بر بعضی حکم بوضع و افترا نمودہ و بر بعضی خط رد و بطلان کشیدہ و حال آنکہ درآنمیان
احادیث است کہ در کتب معتبرہ مذکور و نزد کبرای علمای دین از فقہا و محدثین مقبول

وائمۂ فقہ تمسک و احتجاج بدان نمودہ اند مطالعۂ این باب طالب را در وادی حیرت و وحشت
اندازد جب شرح سفر السعادت مین یہ سب کچھ لکھا ہی تو تمھین انصاف کرو کہ
مولوی صاحب کا کیا قصور ہی ایسے متدین آدمی کو گالیان دینے سے کیا حاصل ف

گرنہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہی	مجھمین طاقت نہین لڑائی کی

قال اور یہ کہنا اسیطرح جسے ایک کتاب کسی وہابی یعنی لا مذہب کی تصنیف نکلی ہی اوسکا
نام ہی ایضاح الحق اوسمین مولانا محمد اسمعیل رحمۃ اللہ کا نام لکھدیا ہی اور اوسکو بعض لوگ
اونھین کی تصنیف جانتے ہین غلط ہی اس لیے کہ ثبوت اسکا کہ یہ کتاب جاھل اونکی
تصنیف نہین ہی ذمۂ مدعی دروغگو ہی اور تحریر مولوی جعفر علیصاحب و امداد جناب
مولانا محمد علیصاحب خلیفۂ ارشد جناب سید احمد صاحب علیہ الرحمہ وغیرہ سے معلوم
ہوتا ہی کہ یہ کتاب تصنیف اونکی ہی اقول

دل سے تم نے اسے تراشا ہی	مسئلہ کیا ہی یہ تماشا ہی

ف حضرت سلامت منکر کے ذمے پر
اثبات نہین ہوتا بلکہ یہ مدعی کا حق ہی حدیث صحیح مین ہی البینۃ علی المدعی والیمین
علی من انکر باقی رہی یہ بات کہ ایضاح مولوی اسمعیل صاحب کی تصنیف ہی یا کسی
دوسرے وہابی کی میرے نزدیک بحث بے سود ہی سلیم شاہ کی ڈاڑھی بڑی
ہوی تو کیا اور شیر شاہ کی ڈاڑھی بڑی ہوی تو کیا انظر الی ما قال و لا تنظر الی
من قال اور مولویصاحب نے جو بنظر مصلحت عام کے انکار کیا تو کچھ بیجا نہ کیا تقویۃ الایمان
کے مقدمے مین اسی قسم کا انکار ہو چکا ہی جب مولوی محمد علیصاحب
رامپوری ۱۲۴۸ھ ہجری مین رونق افروز مدراس ہوے تقویۃ الایمان منسوبہ بمولوی
محمد اسمعیل صاحب دہلوی اونکے بعض مریدین کے جزو دان مین نظر آئی جس
دیندار نے بغور دیکھا اوسکی طبیعت گھبرائی کہا اسمین بلشتر مقام مین منقصت رسول
ابرار کا اظہار ہی فوائد متعلقہ آیات و احادیث مین کلمات معتزلہ پر قائل کا مدار ہی

نہ حدیث پر نظر ہی نہ مسائل مختار و مذہب منصور کی خبر ہی یہ بدعت نو ایجاد ہی با ایں حالہ
مصنف اسکا استاد ہی الغرض پھر جب مولویصاحب شہر رمضان المبارک ۱۲۴۱ ہجری میں
معمورہ مدراس میں رونق افروز ہوئے مخلصین مثل پروانہ کے دلسوز ہوئے یہاں
یارونکو موقع ہاتھ آیا رسالہ تقویۃ الایمان کو بغل میں دبایا اور خدمت میں سپہر جاہ مہر کلاہ
نواب عظیم جاہ بہادر کے حاضر ہوکر عرض کیا کہ مولویصاحب جنکے سبب سے تقویۃ الایمان نظر
آتی تشریف لائے ہیں اونسے اس مقدمے میں استفسار ہوتا ہے اسکے مصنف صاحب کا عقیدہ اونہیں کی
تقریر سے آشکار ہو غرض حسب استدعا اونکے جب دستور استفسار ہوا مولویصاحب نے اس طرح پر اظہار حق جاری کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوہاب وصل علی حبیبک الشفیع المجاب محمدن المبعوث بفصل الخطاب وعلی آلہ
وصحبہ خیر آل و اصحاب اما بعد بر علمای امت مصطفویہ و فضلای شریعت نبویہ مخفی و محتجب نماند
کہ عقیدہ این فقیر سید محمد علی و حضرت سید احمد صاحب مرشد فقیر موافق عقائد جمہور
اہل سنت و جماعت و مطابق اعتقاد مرشدان مرشد خود شاہ ولی اللہ و مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہما است لیس باید کہ جمیع خلفا و مریدان من برین عقائد حقہ ثابت قدم
باشند و کفی باللہ شہیدا کہ این فقیر معتقد مطالب و الفاظ تقویۃ الایمان وغیرہ کہ خلاف
عقائد جمہور اہل سنت و مشعر تنقیص شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باشند نیست
پس ہر کسیکہ از خلفا و مریدان این فقیر بر آن اعتقاد دارد ضال و مضل است این چند کلمہ
بطریق برات نامہ بحکم اتقوا مواضع التہم نوشتہ مہر و دستخط خود بران ثبت کردہ مہر ہای
خلفای خود بر آن ثبت کنانیدم تا دفع مظنہ گردد و زبان تشنیع احدی دراز نشود
تحریر فی التاریخ پنجم ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۲۴۱ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد علی

بدر الدولہ | اشرف الملک بہادر ۱۲۴۱ | محمد حسین خان مولوی جلال الدین | حکیم جمال الدین خان | زور آور علی خان ۱۲۱۵ | ملتمس خان | خان عالم خان

اگرچہ انہیں مولوی صاحب نے تقویۃ الایمان کے معتقدوں کو ضال و مضل ٹھہرایا لیکن حریفوں نے
اس ہدایت نامہ پر لحاظ نہ فرمایا تب مولوی صاحب نے قلم ہاتھ میں لیا اور اشتہار تحریر کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد سید المرسلین
و آلہ الطاہرین و صحبہ الطیبین اما بعد بر متبعان شریعت غرا و پیروان سنت بیضا مخفی و محتجب نماند
کہ فقیر سید محمد علی رامپوری رسالۂ کتاب تقویۃ الایمان را ملاحظہ کرد ہرگاہ بعضی مضامین
و عبارات آنرا مخالف مذہب اہل سنت و جماعت دید و دریافت تحقیق گشت کہ ہر کس کہ
بران مسائل کتاب کہ متضمن تنقیص انبیا و اولیا و مخالف عقائد حقہ اہل سنت است معتقد شود
بیشک کافر گردد و از دائرۂ اسلام بیرون رود و کسیکہ توقع رستگاری از عذاب الٰہی دارد
او را ضرور است کہ کتاب مذکور و امثال آنرا از خود دور اندازد و از متابعت ائمہ اربعہ
در عقائد و فقہ بیرون نرود لہذا فقیر بر قرطاس ہذا مہر خود معہ خط ثبت کرد و اہل علم مدرس
نیز مہرہای گواہی خود بران ثبت کردند بنا علی ہذا برای اطلاع جمیع ساکنان این اطراف
در جامع مسجد وغیرہ اشتہار دادہ میشود زیادہ والسلام علی من اتبع الہدی والصلوۃ والسلام
علی رسول اللہ المصطفی و آلہ
و اصحابہ اہل المجد و العلی تحریر
فی التاریخ ہفتم ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۱
ہجری مقدسہ

رسول اللہ
قاضی
شرع سید عبداللہ خان
خادم ۱۲۳۱

محمد صبغۃ اللہ
عمدۃ العلما بدر الدولہ مولوی
جنگ
عظیم نواز خان بہادر معتمد
ریاست
مفتی شرع غرا

شرف ۱۲
الملک بہادر

قادر حسین خان
جنگ
بہادر امیر نواز

محمد ۱۲۳۰
شہ الدین

محمد علی
نور دو ... نقو

شہد بما قررہ المولوی محمد علی

محمد حسن علی

محمد حسین خان
مولوی جلال الدین

نور آور علی
خان ۱۲۵۱

محمد خان
خان عالم

جب مولوی صاحب نے یہ اشتہار اپنے قلم خاص سے تحریر فرمایا اور اسمین معتقدین مسائل منقصت شمائل رسالہ تقویۃ الایمان کو صریح کافر ٹھہرایا اسکی کیفیت سبکو معلوم ہوئی ممدوح مدراس مین جو عمدہ وہی یارون نے یہ صلاح کی کہ جامع مسجد والاجاہی مین یہ اشتہار پڑھا جاے تا خبر خود مولوی صاحب کی زبان سے اشتہار پاے مولوی صاحب کے مریدین مرشد کی باقی تقریر اشتہار سنین اور خود ملاحظہ بھی فرمائین آتش فتنہ بدعت وہوا کو جو سر بفلک مشتعل ہی اصلاح اور حسن عقیدت کے مینہ سے بجھائین ؎

سنگ سے تیرے نکالی آگ	ہمنے دشمن کا گھر جلانے کو

یہان مدین عیار اپنے کام کے ہوشیار نے موقع پا کے چھپ چھپا کے مولوی صاحب کے کانمین بھر اکہ پہلے تو آپ نے جو یہ اشتہار لکھا فی نفسہ برا کیا دوسرے اگر منبر پر سوار ہو حاضرین سے دوچار ہو کر سنائینگے تو آفت ہوگی کیا کہین ہم لوگون کے لیے قیامت ہوگی کون یعسوب المومنین کہلائیگا امام الموحدین سبکے پاس قسط وصول کرکے کون لائیگا ؎

موذیون کو حق نے آنکھین کیا لا دین بلا	عین حکمت ہی کہ معدوم البصر عقرب بنے

مولوی صاحب کو یہ تقریر انکی بکمال مفید قرین مصلحت بھی پسند آئی اشتہار کے پڑھنے کے لیے ایک دوسری تدبیر ٹھہرائی چنانچہ جمعہ کے روز کہ روز موعود تھا پہلے مولوی جمال الدین احمد صاحب نے برسر منبر عامہ خلائق کو وہ اشتہار سنایا مولوی صاحب کا لکھا سبکو سمجھایا پھر مولوی صاحب منبر پر کھڑے ہو کر اشتہار کے باب مین گول گول تقریر بیان کی ہر کہ ومہ کی طبیعت پریشان کی پھر تو غضب ہوا یہ لکھا پڑھا مولوی صاحب کے اخراج کا سبب ہوا پھر سارا واقعہ قلمبند ہوا علما و امرا کی اوس پر مہر و دستخط ہو کے مشتہر کیا گیا مگر بنظر اختصار کے یہان سارے وقعات نہین لکھتا وعلی ہذا القیاس بعض حضرات تنویر العینین کو مولوی اسمعیل صاحب کی تصنیف نہین کہتے تنبیہ الضالین مین ہی اور ایک رسالہ تنویر العینین کا جو بعضے آدمیون نے اونکی شہادت کے بعد اونکا کرکے مشہور کیا اگر وہ اونکا ہو تو بھی

بسبب اسکے کہ انھون نے رفع الیدین آخر عمر مین ترک کیا اس باب مین معتبر نہ ہا زیادہ کیا عرض کرون

آج ہم اپنی پریشانی خاطر اون سے ۔ کہنے جاتے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی

قال اور اگر مخالفت ایضاح الحق کی صراط المستقیم سے باعث تبرا و طعن و بدزبانی ہی تو کلیہ لازم آتا ہی کہ جہان جہان جو جو شخص مخالف کتب معتبرہ کا ہوا ہی اوسے گالی دین اور ماجور ہون اور جب مخالفت ساتھہ حدیث صحیح غیر منسوخ کسی سے پائی جاوین تو اسکو بحسب علو درجہ حدیث کے زیادہ شتم و سباب مین ماخوذ کرین اگرچہ وہ کوئی ہو پیر یا دادا پیر ہو تمام کتب دینیہ مین لکھا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام امت سے افضل و اکرم ہین اور کتاب صراط المستقیم مین برخلاف حدیث صحیح اور تمام کتب دینیہ کے بعض احاد اکابر امت کو فضل صحابہ سے لکھا ہی چنانچہ لکھتے ہین کہ ہر یک از صحابہ کبار بنسبت سائر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہر چند بسبب صحابیت افضلیت ثابت است لیکن بعضے را از احاد اکابر امت بر بعضے از احاد صحابہ در امر نشر ہدایت و ترویج دین متین و فوز بمراتب قرب عند اللہ بلاشبہہ افضلیت متحقق ست الخ غرض اس سے الزام و اہام اطمینان القلوب والے کی ہی کہ اس مخالفت پر کیون صبر آیا ہی یہان کیون نہین دہانا اپنے موہنہ سے اتار کے دریدہ دہنی فرماتے ورنہ ہمکو صراط المستقیم پر اعتراض سے سروکار نہین **اقول** اونگلی بھاشتے بھاشتے اب تم نے پوہنچا تھا مولوی کرامت علی صاحب پر اعتراض کرتے کرتے ایسے سرچڑھے کہ مولوی اسمعیل صاحب کی صراط المستقیم پر اعتراض کر بیٹھے ؏

تو کہے غنچہ کہ اوس لب سے تو ہرگز خوب نہین ۔ چپ کہ چھوٹا سا موہنہ اور بات اتنی بڑی

حضرت سلامت صحابہ کرام کو اگرچہ فضل کلی بہ نسبت سائر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے حاصل ہی مگر بعض احاد اکابر امت کو بعض احاد صحابہ پر بعض امور مین فضل جزئی متحقق ہی مگر یہ فضل جزئی مناقض و منافی فضل کلی نہین ہو سکتا ہی

نقد النصوص فی شرح الفصوص مین مولانا عبد الرحمن جامی فرماتے ہین الفاضل یجوزان
یکون مفضولا من وجہ علامہ جلال الدین دوانی رسالہ بیان تشبیہ مین لکھتے ہین تفضیل الشئ
علی الشئ قد یکون من بعض الوجوہ دون البعض احمق لاحقہ کو ایمان بالغیب ایسی نعمت عظمی ملی
ہی حسیر یہ لوگ اتراتے ہین پیراہن مین پھولے نہین سماتے ہین بعض اجلہ صحابہ اسپر افسوس
فرماتے تھے عند التذکرہ حسرت کا کلمہ زبان مبارک پر لاتے تھے تفسیر فتح العزیز مین
ہی و قدمای صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان بالغیب را درین آیت بمعنی دیگر حمل فرمودہ اند از حضرت
عبد اللہ بن مسعود بروایت امام احمد در مسند خود بروایت حاکم و دیگر محدثان معتبر ثابت است
کہ حارث بن قیس روزی با ایشان گفت کہ ما خیلے حسرت و افسوس میکنیم بر آنچہ از ما فوت
شد و شمارا حاصل گشت ای یاران محمد کہ بدیدار آن ذات مشرف شدید عبد اللہ بن مسعود
فرمودند کہ ما نیز افسوس و حسرت میکنیم بر چیزیکہ از ما فوت شد و شمارا حاصل گشت کہ نا دیدہ
بمحمد ایمان آوردید قسم بخدا کہ نبوت محمد نزد کسی کہ او را دیدہ باشد از آفتاب ظاہر ست ایمان
ایمان شماست بعد ازین سورہ بقرہ را تلاوت آغاز نہادند تا آنکہ بمفلحون رسیدند و این مضمون
را بزار و ابو یعلی و حاکم بروایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض آوردہ اند کہ ایشان فرمودہ
اند کہ من روزی ہمراہ آنحضرت نشستہ بودم فرمودند کہ بیش من خبر کنید کہ افضل انواع
ایمان ایمان کدام مردم ست عرض کردند یا رسول اللہ ایمان فرشتگان آنحضرت فرمودند
کہ ایشان را ایمان چہ مانع ست منزلت فرشتگان نزد خدا می دانند مردم عرض کردند
یا رسول اللہ ایمان پیغمبران فرمودند کہ از ایمان پیغمبران چہ عجب کہ حقتعالی ایشان را
برسالت و نبوت خود مختار فرمودہ است عرض کردند یا رسول اللہ ایمان کسانیکہ ہمراہ انبیا
حاضر شدند و بر دین جان خود را نثار کردہ شہادت یافتند فرمودند ایمان ایشان چہ
بجوبکی دارد کہ ہمراہ انبیا صحبت داشتہ اطوار و اوضاع آنہا را دیدہ یقین تام حاصل کردہ اند
مردم عرض کردند یا رسول اللہ پس بفرمائید کہ ایمان کدام فرقہ افضلست فرمودند

ایمان فرقه که هنوز در پشت پدران اند و بعد از من خواهند آمد و برمن ایمان خواهند آورد و مر اندیابند چند ورق سیاه کرده در نظر ایشان افتاد و بسبب قوت ایمان موافق آن نوشته عمل نمودند این گروه در ایمان افضل اند از دیگران انتهی اور تکمیل الایمان میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرموده است که امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر و روشن بود بر ہر که او را دیده است ایمانی فاضل تر از آن نباشد که بغیب بوی ایمان آرند و بعضی مفسران یؤمنون بالغیب ایشان را بدین معنی تفسیر کنند و نیز در حدیث آمده است که در آخر زمان چنان شود که تمسک بدین و سنت من مثل گرفتن اخگر سوزان باشد بہشت ہر که در آن زمان متمسک بسنت بود اجر و مقدار اجر پنجاه کس باشد پرسیدند یا رسول اللہ پنجاه کس از ایشان یا از ما فرمودند بلکه از شما انتهی مشکوۃ شریف میں ہی قال ابن محیریز قلت لابی جمعۃ رجل من الصحابۃ حدثنا حدیثا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم احدثک حدیثا جیدا تغدینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومعنا ابو عبیدۃ بن الجراح فقال یا رسول اللہ احد خیر منا اسلمنا وجاہدنا معک قال نعم قوم یکونون من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی جب نفس ایمان میں اہم لاحقہ کو صحابہ پر ترجیح ہوئی پھر اگر صاحب صراط المستقیم نے نشر و ترویج دین میں اون کو ترجیح دیا تو کیا برا کیا

جبین ہی موتیون کی لڑی اوسکو بھیجیے — اظہار حال چشم گہربار کے لیے
دیتا ہون اپنے لب کو بھی گل برگ سے مثال — بوسے جو خواہیں ترے رخسار کے لیے

اور اگر ایضاح الحق و صراط المستقیم کو کوئی فہمیدہ دیکھے تو بادی النظر میں کہہ سکتا ہی کہ دونون کے مصنف مختلف ہیں اس لیے کہ جن جن امور کی تعلیم صراط المستقیم میں ہی ایضاح الحق میں اوسے بدعت حقیقیہ یا حکمیہ لکھا ہی سوا اسکے صاحب ایضاح نے اپنے فرط تعصب سے علمای کرام و اولیای عظام کو سلفا و خلفا و شرقا و غربا بدعتی ٹھہرایا ہی

بس گیا دل جو دکھائی کے بگاڑے تیور — سر گٹھری یار کی چتکی میں جگر رہتا ہی
آج کل اسقدر اوس شوخ کا برہم ہی مزاج — کہ بگڑنے کا ہر ایک بات میں ڈر رہتا ہی

اس مقام پر اوسکی تفصیل نہیں لکھہ سکتا انشاء اللہ تعالی رسالہ جدا گانہ میں فرقہ وہابیہ کے تعصبات عموما

وصاحب الایضاح کے خصوصًا لکھونگا قال اخرج البیہقی فی سننہ قال قیس بن عبادۃ کان اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرہون رفع الصوت عند الثلث عند القتال وعند الجنازۃ وعند الذکر و فی
برہان شرح مواہب الرحمن ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ لمخالفتہ قولہ تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا
وخیفۃ ودون الجہر من القول و قولہ علیہ السلام خیر الذکر الخفی فیقتصر فیہ علی مورد الشرع انتہی و فی الدر المختار ان
رفع الصوت بالذکر بدعۃ فیقتصر علی مورد الشرع و فی الفتاوی البزازیۃ والجہر بالذکر حرام انتہی جسکو اتنے
لوگون نے بدعت و مکروہ بلکہ حرام کہا اوسکو صاحب الایضاح الحق نے اگر بدعات حقیقیہ سے گنا کیا نیا کام کیا
اقول مسئلہ ذکر بنہایت طویل الذیل ہی استیعاب اسکا اس کتاب مین نہین ہوسکتا اس لیے
بطور اختصار لکھا چاہتا ہون احادیث صحیحہ سے بدعت ہونا ذکر بالجہر کا پایا نہین جاتا بلکہ اوس سے
جواز و استحباب ثابت ہوتا ہی نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر مین علامہ سیوطی فرماتے ہین وعن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول اللہ انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا
ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی و ان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہم والذکر فی الملا یکون
عن جہر اس حدیث سے کمال فضیلت جہر بالذکر کی پائی جاتی ہی کہ اللہ تعالی اون لوگونکو جو
ذکر جہری کرتے ہین ایسے ملأ مین ذکر کریگا جو اونسے بہتر ہوگا پھر علامہ موصوف رسالہ مین بہت سی
احادیث ذکر کرکے فرماتے ہین اذا تاملت ما اوردناہ من الاحادیث عرفت من مجموعہا انہ لا
کراہۃ البتۃ فی الجہر بالذکر بل فیہ ما یدل علی استحبابہ اما صریحا او التزاما پھر جس امر کا استحباب احادیث سے
صریحا یا التزاما ثابت ہوچکا ہی صاحب الایضاح کے لکھنے سے بدعت حقیقیہ کیونکر ہوگا اور صحابہ جو
ذکر مین رفع صوت کو مکروہ سمجھتے تھے اوس سے جہر مفرط مراد ہی فتح الودود شرح سنن ابی داود
مین ہی فی قولہ ارفعوا اصواتہم دلالۃ علی انہم بالغوا فی الجہر فلا یلزم منہ المنع من الجہر مطلقا مختصر یہ ہی
کہ ذکر کا جہر و اخفا مثل صدقہ و قراءۃ قرآن کے ہی جب ریا کا خوف ہو یا نماز پڑھنے والونکو یا سونے والونکو
تکلیف ہو تو اخفا افضل ہی والا جہر اس لیے کہ جہر مین عمل کثیر ہوتا ہی اور فائدہ اوس کا
سامعین کو پہنچتا ہی اور قلب ذاکر بیدار ہوتا ہی اور اوسکی ہمت مصروف بفکر ہوتی ہی

اور کان بھی اوسکی طرف متوجہ ہوتا ہی اور نیند جاتی ہی دلمین خوشی آتی ہی سو اسکے کبھی فکر خفی کو
بسبب ملال خاطر کے جہر سے انست ہوتی ہی باقی رہی وہ اذکر ربک الآیۃ سے تطبیق جسکی مخالفت سے
صاحب برہان نے بدعت کا حکم کیا ہی اسکے لیے وجوہ ہین پہلی وجہ چونکہ مشرکین قرآن سننے سے
گالیان دیتے تھے اسلیے آیہ نازل ہوئی اس سے ذکر جہریہ کی ممانعت شارع کو مقصود نہین ہی
دوسری وجہ آیت مین ذکر جہری سے اوسی صورتمین ممانعت ہی جب قرآن پڑھا جاتا ہو تیسری
وجہ یہ امر خاص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ آپ کامل و مکمل تھے بخلاف اغیار کے
کہ وہ محل وساوس و خواطر مین ہین نتیجۃ الفکر مین ہی قلت الجمع عن ہذہ الآیۃ من ثلثۃ اوجہ
الاول انہا قد نزلت حین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجہر القرآن فیسمعہ المشرکون فیسبون القرآن
فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالترک والثانی حملوا الآیۃ علی الذاکر حال قرأۃ القرآن وانہ امر لہ
بالذکر علی ہذہ الصیغۃ تعظیما للقرآن ان ترفع عندہ الاصوات الثالث ان الامر فی الآیۃ خاص
بالنبی علیہ السلام الکامل المکمل واما غیرہ فہو فی محل الوساوس والخواطر الردیۃ فمامور بالجہر ویؤیدہ
من الحدیث من صلی منکم من اللیل فلیجہر بقرأتہ فان الملائکۃ یصلی بصلاتہ ویسمعون قرأتہ الحدیث
انتہی ملخصًا اور کلام صاحب فتاوی بزازیہ کا درباب حرمت و جواز کے مضطرب ہی اور
خیر الدین رملی استاد صاحب در مختار ذکر جہری کی افضلیت کے قائل ہین اور امام شعرانی نے حاشیۂ
حموی مین لکھا ہی کہ اجماع کیا ہی علما نے سلفا و خلفا استحباب ذکر جماعۃ پر مساجد و غیر مساجد
مین جبسے نائم یا مصلی یا قاری کو تکلیف نہ پہونچے ہکذا فی رد المختار قال قول الجمیل مین
حدیث فکر کے بعد لکھا ہی وہذا الحدیث انما وجدناہ عند ہؤلاء المشائخ وعلی قوانین اہل الحدیث
فیہ بحث طویل محققین و ماہرین کاملین نے اس وجہ سے بحث کی ہی کہ یہ حدیث بطور محدثین
نہایت غریب اور بشدت منقطع ہی اس واسطے کہ ملاقات حضرت حسن بصری کی علی مرتضی
سے باعتبار تاریخ اور کتب اسماء الرجال کے ثابت نہین لیس اتصال اس حدیث کا مشکل اور
رکاکت الفاظ مزید بران ہی اور ماہرین کاملین خوب جانتے ہین کہ صحاح ستہ اور

کتب معتبرہ حدیث مین حضرت علی کو بلفظ کرم اللہ وجہہ نہین لکھا ہی مخالفت بھی دلیل ہین ہی کہ حدیث عند المحدثین المحققین نہایت نا ملائم ہی **اقول** علامہ سیوطی نے رسالہ اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ مین جناب امیر سے حضرت حسن بصری کی ملاقات اور روایت بدلائل ثابت کی ہی چنانچہ اوسی رسالہ مین ہی انکر جماعۃ من الحفاظ سماع الحسن البصری من امیر المومنین علی بن ابی طالب وتمسک بہذا بعض المتاخرین فخدش بہ فی طریق لبس الخرقۃ والتلقین واثبتہ جماعۃ وہو الراجح عندی بوجوہ وقد رجحہ ایضا الحافظ ضیاء الدین المقدسی پھر علامہ نے اوسی رسالہ مین نسائی وطحاوی وحدیث دار قطنی وحلیۃ ابو نعیم وتاریخ خطیب وکتاب العروس جعفر بن محمد سے احادیث متعددہ نقل کی ہین اور بعض احادیث مین بعد نام حضرت علی کے لفظ کرم اللہ وجہہ بھی ہی چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہین قال احمد فی مسندہ عن ہشیم اخبرنا یونس عن الحسن عن علی کرم اللہ وجہہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول رفع القلم عن ثلثۃ عن الصغیر حتی یبلغ وعن النائم حتی یستیقظ وعن المصاب حتی یکشف عنہ اخرجہ الترمذی غیرہ وہ حدیث قول الجمیل کی غریب سمجھی اس سے کیا نفس ذکر جہر بدعت ٹھہر جائیگا کیا اس باب مین سوا اوسکے دوسری احادیث وارد نہین ہین نتیجۃ الفکر وغیرہ رسائل احادیث سے مالامال ہین جو چاہے دیکھ لے فقط اب اس رسالے کو تمام کیا چاہتا ہون

۵ گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو	از شما یک تن نشد اسرار جو
این قدر بیگانگیہا از چیا	آخر ای غیرت فروشان تا کجا
ہیچ کردار شما بایستہ نے	چند گفتن ہمچو ما شایستہ نے
علت شیطان انا خیر بدست	از شما یک تن ازین علت نرست

خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے میری سعی مشکور فرماوی اور تم لوگونکے ادمغہ سے خیالات باطلہ دور فرماوی وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ الامین ؛

تمت بالخیر والظفر

تقریظ کتاب لاجواب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان رنجیۃ قلم اعجاز رقم مولوی محمد اسعد صاحب سکندرپوری

ہزار ہزار حمد خدا کو جسنے خاتم رسل ہادی سبل پیدا کر کے صفحۂ کائنات سے کفر کا نام مثل حرف غلط کے مٹایا اور اوس نور فیض گنجور کو ظلمت کدہ گیتی مین مثل برق کے چمکایا اور لاکھ لاکھ درود محمد مصطفے پر جنکی میلاد نے عالم مین ایک عجب رنگ جمایا کسیکو صدیق بنایا کسیکو زندیق کر دکھایا **اما بعد** کہتا ہی فقیر حقیر سراپا تقصیر محمد اسعد سکندرپوری صانہ اللہ تعالی عن الشر المعنوی والصوری کہ جس قدر عہد فیض مہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد زمانی ہوتا جاتا ہی دماغون مین عجب عجب خیالات فاسدہ مرتکز ہوتے جاتے ہین زمانۂ حال مین جو چل رہا ہی بعض بعض حضرات یہ چاہتے ہین کہ مجامع ومحافل مین ذکر محامد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے نہ پائے آپ کی سیرت محمودہ مین کوئی شخص لب نہ ہلاسکے جو شخص دو چار کتابین پڑھکر مدرسے سے نکلتا ہی پہلے پہل اس بحث خاص مین ایک رسالہ لکھتا ہی چنانچہ آج تک ان حضرات کے دس بارہ رسالے میری نظر سے گذرے جسکو دیکھیے یہی رٹ لگائے ہی کہ اگر کوئی شخص روزہ نرکہیگا نماز نہ پڑھیگا بلکہ شب وروز بادۂ فسق و فجور سے مخمور ہوگا وہ ہرگز بدعتی نہین ہوسکتا مگر کسی مجمع مین ذکر محامد وفضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے سے یا اوسمین شریک ہونے سے بیشک بدعتی کلاب اہل النار ہو جائیگا۔ اور تقلید ایمہ اربعہ تو شرک جلی ٹھہرائی گئی ہی جسکو دیکھیے ایمہ رضی اللہ عنہم کو صلواتین سناتا ہی اپنے کو محدث بناتا ہی نہ اونکا استخراج قابل اعتبار سمجھا جاتا ہی نہ اونکی احادیث مرویہ حدیث سمجھے جاتی ہین بلکہ کوئی اونھین اصنام کہتا ہی کوئی مضل انام سمجھتا ہی۔ اسلیے جناب ہدایت وارشاد مآب سرامد و صلین مقتدای کاملین

المنقطع الی اللہ من الدنیا وما فیہا المتبتل الی الحق من النفس وما حیہا واقف امور خفی وجلی
جناب مولانا مولوی کرامت علی صاحب جونپوری نے ان دونون مباحث مین ایک رسالہ
وجیزہ مسمی بہ اطمینان القلوب تحریر فرمایا اوسکے دلائل و ترتیب و تہذیب کو دیکھ کے
ہر شخص کلمہ احسنت زبان پر لایا مگر حضرات نجدیۂ وہابیہ نے جب اوسے دیکھا
جلکر خاک ہوگئے اس لیے بعض حضرات وہابیہ نے رسالہ قلب الاطمینان اوسکا
جواب مزعومی لکھکر اپنے دل کا پھپھولا توڑا مگر ناظرین بابصران دونون رسالے
مین آسمان و زمین کی نسبت بھی صحیح نہین سمجھتے بلکہ شعبدہ بازیان افترا پردازیان
دیکھ دیکھ کر کہتے ہین کہ چوری اور سینہ زوری اسی وجہ سے آج تک کسی نے
اوسکے جواب کا قصد نہ کیا اسپر مؤلف رسالہ اترا گئے کہ مین بھی کچھ ہون
اور میری تالیف بھی کچھ وقعت رکھتی ہے

دیکھکر اوسکے مؤلف نے کہا واہ رے مین	اور تالیف یہ بولی اوٹھی کہ اللہ رے مین

اس لیے بعض بعض اہل اسلام نے جناب مستطاب فاضل نحریر عالم عدیم النظیر کشاف
اسرار فروع و اصول حلال غوامض معقول و منقول ماحی البدعۃ محی السنۃ مولانا
حکیم وکیل احمد سکندرپوری ادام اللہ ظلہ العالی سے التماس کی کہ قلب الاطمینان کا
جواب باصواب تحریر فرمایئے مولانا نے قلم برداشتہ یہ رسالہ صیانۃ الایمان
عن قلب الاطمینان تحریر فرمایا جب خدا کے فضل سے تیار ہوگیا بفرمایش نبض شناس
کلام مسیح خاص و عام طبیب نامی و گرامی مسند آرای دار الفضل والا مقامی جناب
حکیم محمد عبد القدوس سکندرپوری ادامہ اللہ العلی باہتمام خان ذی شان
رفیع المکان جناب محمد عبد الواحد خان دامہ اللہ المنان مطبع مصطفائی
واقع شہر لکھنؤ مین چھاپا گیا کہان ہین شائقین تشریف لائین اور اس گوہر بے بہا کو
خرید فرمائین اب اطلاع سن طبع کے لیے چند تاریخ ہدیہ طبع ناظرین کیا جاتا ہون

قطعہ تاریخ ریختہ کلک گہر سلک جناب مولوی ولی الحسنین صاحب سکندرپوری متخلص بہ ولی

در جواب فرقۂ وہابیان	عمدہ تحریری مصفی طبع گشت
سال طبعش یہ ولی تحریر کرد	ردوہابی سراپا طبع گشت ۱۲۹۳ھ

از نتائج طبع وحید عصر فرید دہر جناب مولوی وصی الحسنین صاحب سکندرپوری متخلص بہ وصی

جنکو کہتے ہین لوگ وہابی	اونکو انکار کی ہے بیماری
ذکر میلاد کی مناہی ہے	اور اسی کا ہے نام دینداری
اپنے بیہودہ پن سے چاہتے ہین	اہل اسلام کی دل ازاری
ہاں یہ ذکر اور یہ انکار	کیسی بیہوشی انپہ ہے طاری
مولوے وکیل احمد نے	کام جنکا ہے نیک کرداری
صاحب حلم و آفتاب علوم	مصدر فیض ایزد باری
اس رسالہ کو دھوم دھام سے لکھہ	راہ منکر کی خوب ہے ماری
ذکر میلاد کے جو منکر تھے	زخم اونکے دلونپہ ہے کاری
سارے مکر و فریب بھول گئے	نہ رہی کچھہ بھی اونمین عیاری
نہ کبھی سر اوٹھا سکے منکر	بوجھہ گردن پہ رکھہ دیا بھاری
وہ رسالہ چھپا تو ہر سو سے	اہل اسلام ہین خریداری

سال تاریخ یون وصی نے لکھا
منبع فیض یہ ہوا جاری
۱۲۹۳ھ

رنجیۂ قلم جادو رقم شاعر بے نظیر زبان دان خوش تقریر سراپا دانش و تمیز جناب شیخ محمد عبد العزیز سکندرپوری متخلص بہ عزیز

چھپا وہ رسالہ نہایت لطیف
صیانت ہوئی جس سے ایمان کی
بہت آج کل پھرتے ہین شاد شاد
سر دشمن دین اڑا کر عزیز

بالطاف دانائے سر و علن
گیا اہل ایمان سے رنج و محن
جو کرتے ہین میلاد شاہ زمن
کہو سال تحریر دندان شکن
۱۲۹۳ھ

ترشحۂ قلم جادو رقم معرکۂ سخن ہر اعلم جناب شیخ محمد عبد الاحد سکندرپوری

بانی مجلس میلاد ہین شاد
سر اعدا کو اوڑا کر تاریخ

اندنون خوب رسالہ یہ چھپا
چشمۂ رحمت رحمن لکھا
۱۲۹۳ھ

طبع زاد فاضل ادیب طبیب لبیب جناب حکیم محمد عبد القدوس صاحب سکندرپوری متخلص بہ طبیب

مگر زیبا کتابے طبع شد در رد وہابی
برای سال طبعش چون بفکرت سر فرو بردم

صدای حسن تقریرش بعالم کو بکو باشد
بگفتا ہاتف غیبی کہ تقریر نکو باشد
۱۲۹۳ھ

نتیجۂ طبع بلند و فکر ارجمند نبض شناس سخن جناب محمد ظہور الحسن صاحب سکندرپوری متخلص بہ ظہور

وہابی کا رد ہوا ہے اچھا
ایمان کی ہو گئی صیانت

جسنے دیکھا ہوا وہ خوش حال
اعدا اوس سے ہوے ہین پامال

منکر مولود کے تھے جو لوگ	اونکا دیکھا گیا عجب حال
خجلت سے کسیکا رنگ ہے زرد	غصے سے کسیکا موںھہ ہوا لال
جب چھپ گئی وہ کتاب پوری	مجھہ سے ہاتف نے یون کہا سال
وہابی کا سر اوڑا کے کہدو	لکھا ہے جواب فرقۂ ضال ۱۲۹۳ ہجری

از نتائج افکار ابکار طبع ارشد جناب مولوی محمد اسعد صاحب سکندر پوری

طبع گردید چون کتاب نفیس	اہل ایمان شدند مالا مال
ترک کردند راہ بے دینے	راہ حق یافتند اہل ضلال
فکر تاریخ طبع چون کردم	چشمۂ فیض دان نوشتم سال ۱۲۹۳

تقریظ کتاب لاجواب صیانة الایمان عن قلب الاطمینان جریدۂ قلم بلاغت رقم سید عابد حسین صاحب سررشتہ دار صدر عدالت سمت شرقی ریاست فرخندہ بنیاد حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل ولادة نبیہ من اظہر آیاتہ ومن اعظم الدلائل علے ذاتہ والصلوٰة علے سیدنا ونبینا محمد ن المصطفے الذی فاز مبلغ رسالاتہ وعلے آلہ واصحابہ افضل برکاتہ اما بعد بر صفحۂ خاطر صفا مظاہر ناظران اوراق صحائف روزگار و دیدہ وران حقیقت بین انصاف شعار مرتسم و منقش باد کہ درین آوان سعادت توامان کہ مہر اسرار خفیہ مظہر انوار جلیہ مطلع عنایات قدسیہ متکی اریکۂ دولت و اجلال مربع نشین چار بالش فضل و کمال منتخب دوار فلکیہ مستجمع شرائف ملکیہ والا نژاد عالی ہمم ابر فیض بحر کرم قندیل ایوان دین اسلام شمع جمع علمای اعلام کریم المآثر کثیر المفاخر رئیس علمای معتمد جناب حکمت مآب حکیم مولوی وکیل احمد صاحب

نائب صدر عدالت سمت جنوبی اضلاع بلده فرخنده بنیاد حیدرآباد دکن صانها الله تعالی
عن الفتن رساله صیانت الایمان عن قلب الاطمینان بتردید عقاید وهابیان تصنیف فرموده
اگرچه جوهریان بازار علم کلام نقد اوقات صرف تفکر و تلاش کرده بهزار محنت و جانفشانی
علی قدر استطاعت دست مایه بهم رسانیده اندوخته های مدت العمر را بطرز نفیس بر بساط
قرطاس چیده اند و برگذرگاه انظار اولی الابصار گذاشته بگرانمایگی و بلندپایگی علم افتخار
برافراشته اما خامه سحرنگارش انچه از روی محاسن روابط و قراین ضوابط درین باب
نگاشته الحق بهره مقرره از مائده تفضلات و انعام حضرت خیر الانام علیه الوف التحیت
والسلام برداشته بالجمله وجود عزیز این تعویذ دلاویز از بس تعلق قلوب اهل ایمان را
تعویذ گلوست و تمیمه بازو مس این صحیفه اقدس مورث شفای علیل است و زیارتش نور
افزای دیده کلیل سرمه کش دیده بصیرت ست و چشم افروز پیش سوزدانان اسرار
حقیقت چه این نسخه قرة العین عرفا و محققین ست و خلاصه افکار متقدمین و
متاخرین تقریرے که مبتدیان را باقرب طرق بمطلب رساند و تحقیقے که متوسطان
را از بوادی حیرت رهاند و منتهیان را خزانه نقود معقولات شدن تواند لوامع براهین
جلیه بتائیدات مذهب حقه که در ضمنش اندراج یافته آفتابے است که بر افق عالم
تافته گرم بیانے و شعله زبانے خامه که در تحریر این رساله بکار رفته مبغضان
ذوی عناد را برق خرمن ست و مومنان پاک نهاد را شمع انجمن نه صرف درین
یک فن گوی بلاغت ربوده بل صحف متعدده در فنون مختلفه و علوم متفرقه
همچنان تصنیف فرموده که سخن در وصف اعتلاے رتبت بلندش نارساست
و زبان طاقت در توصیف ارتفاع قدر ارجمندش بلکنت آشنا **مثنوی**

ز تصنیفش اصناف جن و ملک	همه مدح خوانند زیر فلک
چه گویم ز تالیف و تصنیف او	که بالوف دلهاست تالیف او

زہر عین او کو شرے آشکار — زہر غین از عین رحمت ہزار
زہر فای او کفر را دل فگار — فآ تو جواب بود آشکار
نہان قرب پروردگارش زقاف — عیان رحمت کردگارش زکاف
زہر میم او گشتہ در روزگار — بہر دم دم عیسوی آشکار
گرفتہ بہر صفحۂ او مقام — خضر برکف از بہر نوشندہ جام
زخطش خطا پیشگان رستگار — زسطرش وما یسطرون آشکار
کسی را بایمان کہ باشد خلل — شود از سماعش بطول وکسل

صحت نامہ کتاب مستطاب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۲	ذکر	٠
//	۹	مدت	مدت کے
۶	+	+	+
//	۶	آدم	آیدم
۷	۱۲	نامی اور	نامی و
۸	۴	تفاد	تضاد
//	۵	معینۃ	معینہ
//	۶	الجمیعۃ	اجمیعۃ
۹	۲	مصنف مصنف	مصنف و مصنف
//	۴	ختترہ	فترہ
۱۲	۸	اجلبہم	اجنبہم
۱۳	۴	نفاتت	نفانت
۲۰	۱۲	کلیہ	کلیۃ
۲۲	۳	عشیرۃ	عشیرتہ
۲۴	۸	یقول	بقول
۲۶	۱	فہدا	فہذا
۲۷	۱۱	دوسرے	دوسرے کی
۳۰	۱۴	قبلہم	قبلہم
//	۱۵	تقتل	بقتل
۳۱	۲۱	متادب	غیر متادب
۳۲	۲۱	کی استخراج	کا استخراج
۳۵	۱۰	مال	حال
//	۱۸	ستنا کرہا	سنند کرہا
۳۹	۱۳	فیرضعتہ	فیرصعتہ
۴۰	۱۰	زبدتہ	زبدیۃ
//	۱۱	اجنادہ	اجنادہ
//	۱۵	یطال	لطال
۴۲	۱۸	تذکر	نذکر
۴۳	۷	بالفعلوابہ	مایفعلونہ
//	۲۰	بعرضہم	یعرضہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵	۲	بلاہی	ملاہی
"	۶	ارکن	ارکین
۴۶	۲۱	یفعلہ	بفعلہ
۴۷	۶	باالمارد	یاالمارد
۵۱	۴	بعملہ	بعلمہ
"	۶	بغبنتہ	بغیبتہ
"	۲۰	التجار	النجار
۵۳	۱۱	تعتبربہا	تعتبرہا
۵۵	۱۲	میں ماہر	کے ماہر
۵۶	۲	الخیبر	الخبیر
"	۴	ماموز	ماثور
۶۴	۱۲	مسندا	سندگا
۷۴	۱۰	بہی	یہی
۸۰	۶	وغیرو	وغیرہ
۸۴	۵	وادہ	وادی
۸۵	۲۱	التواصی	النواصی
۸۶	۳	المخدوم	المخدور
۸۹	۶	یکفرہ	بکفرہ
۹۳	۲	ولایعرف	ولایعرف من
۹۷	۱۴	الاول	الاولی
۹۸	۱۹	ہوا	ہو
۱۰۱	۶	زرشتہ	زمشہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۷	بیدیہم	بہدیہم
"	۸	قرار	فرار
"	۹	امر	ہرامر
۱۰۸	۲۱	حجم	جحم
۱۱۱	۶	اوسیقدر	اوسی کس قدر
۱۱۹	۲۰	ایسر	یسر
۱۲۶	۱۱	تغذہا	تعذرہا
"	۲۱	الامام	للامام
۱۲۸	۵	الی	الہی
"	۱۲	رحمتہ	رحمہ
۱۲۹	۵	الفسیح	الصنیع
"	۱۱	ملیشا	ملبشا
۱۳۴	۱	ممتن	ممن
"	۳	الزینبی	الزبیدی
۱۳۵	۱۰	کیاہی	کہاہی
۱۳۶	۵	رابعا	خامسا
۱۴۴	۱۲	علیا	علیہا
"	۱۳	ماموز	باموز
۱۴۷	۱۳	یعول	یقول
۱۵۷	۸	بجہر	یجہر
"	۱۶	المنختار	المختار
۱۵۸	۹	ابی شم	ابن ہشیم